اٹھو وگرنہ حشر نہ ہوگا پھر کبھی ☆ دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

(علامہ اقبالؒ)

آخری صلیبی جنگ

THE LAST CRUSADE - PROTOCOLS IN THEORY & PRACTICE

وثائق یہودیت کے علمی اور عملی پہلو

بمقابلہ

یہود

نصاریٰ

ہنود

کمیونسٹ

از

عبدالرشید ارشد

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

فون : 0454-720401

جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد

اٹھو وگرنہ حشر نہ ہوگا پھر کبھی ☆ دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

(علامہ اقبالؒ)

آخری صلیبی جنگ

از

عبدالرشید ارشد

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

فون : 0454-720401

جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد

THEORY PRACTICE

نام کتاب : "آخری صلیبی جنگ"

مصنف : عبدالرشید ارشد

کمپوزنگ و ٹائیٹل ڈیزائن : قاسم حمید حامد

طابع : جوہر پرنٹنگ پریس جوہر آباد
فون : (0454) 722130

ناشر : النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر آباد
فون : (0454) 720401

تعداد : ایک ہزار

ہدیہ (صدقہ جاریہ کیلئے) : صرف -/100 روپے

بسم الله الرحمن الرحيم
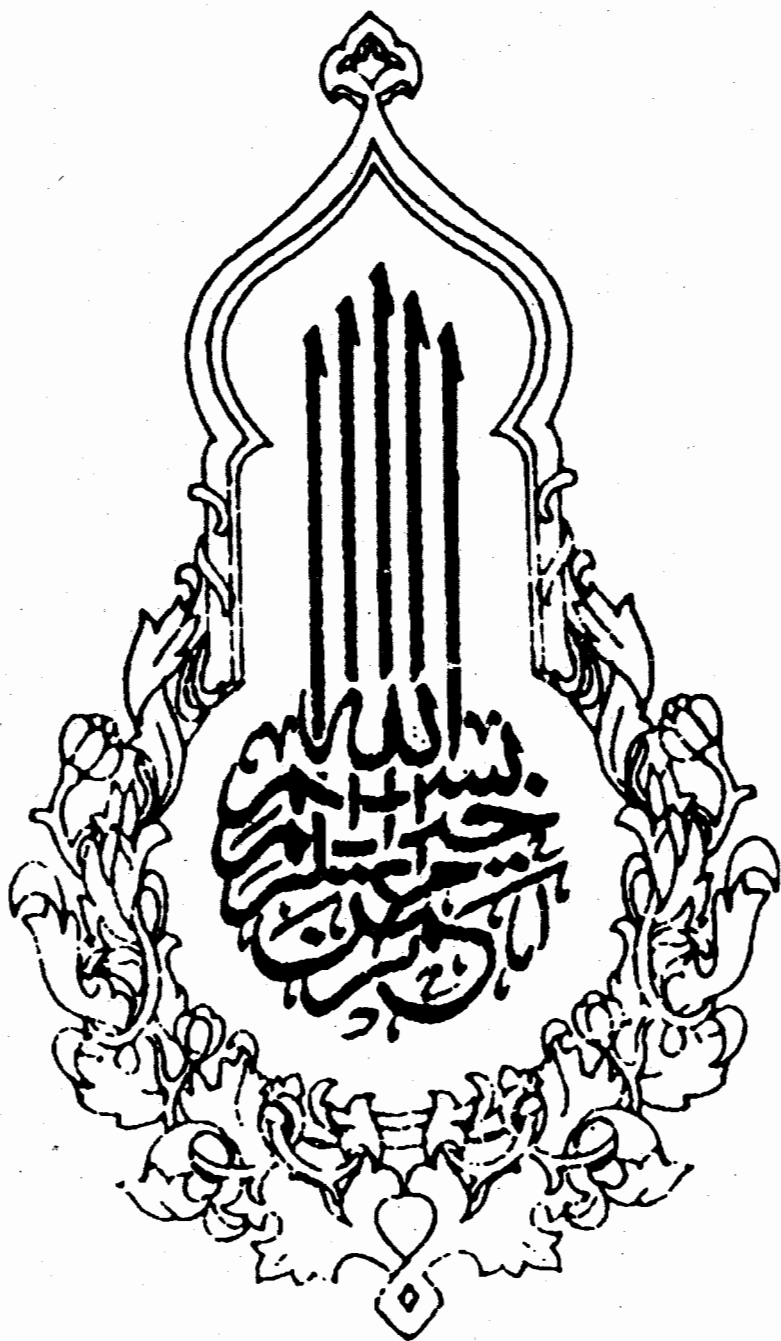
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

انتساب

میں نے سوچا تھا! میں نے آرزو کی تھی!!
میں نے عزم کیا تھا!!!

میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو
شرر فشاں ہوگی آہ میری' نفس میرا شعلہ بار ہوگا
مگر
"اے بسا آرزو کہ خاک شد"

کٹھن راستے کے سبب اپنا پرایا کوئی بھی میرے کارواں میں شامل ہونے پر آمادہ نہ ہوا
پھر
بے حسی اور بے حمیتی کی گھمبیرتا کو چیرتا ہوا کرب آگے بڑھا
اور اس نے پورے اعتماد سے یقین دلایا کہ وہ لحد تک میرا ساتھ دے گا

مجھے کرب کی رفاقت پر سکون مل گیا اور میں نے اسے سینے سے لگا لیا
کہ
شاید یہی میرا توشہ آخرت بن جائے۔ (آمین)

عبدالرشید ارشد

آوازِ غیب!

آتی ہے دمِ صبح صدا عرشِ بریں سے
کھو گیا کس طرح تیرا جوہر ادراک!
کس طرح کند ہوا تیرا نشترِ تحقیق؟
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک؟
تو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزا وار
کیا شعلہ بھی ہوتا ہے غلامِ خس و خاشاک؟
مہر و مہ انجم نہیں محکوم تیرے کیوں؟
کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک؟
اب تک ہے رواں گرچہ لہو تیری رگوں میں
نے گرمئ افکار' نہ اندیشہ بے باک!
روشن تو وہ ہوتی ہے' جہاں بیں نہیں ہوتی
جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگہ پاک!
باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری!
اے کشتہ سلطانی و ملائی و پیری!

(اقبالؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

آئینہ

☆ ...... ☆ ...... ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

آخری صلیبی جنگ

دریچہ

گردو پیش نظر دوڑائیں تو چار سو نفسا نفسی کا عالم' بے سکونی' عدم تحفظ اور نہ جانے کیا کیا اہل وطن کو ڈراتا ہے۔

اس کیفیت میں راہنماؤں کی طرف آنکھ اٹھتی ہے تو کوئی مسلمہ راہزن تو کوئی مبینہ رہزن اور کچھ حالات کے بنائے ہوئے مشکوک۔ بھور جس قدر شدید ملاح اسی قدر کمزور اور کشتی کے پتوار دیمک زدہ۔

کشتی کے سوار آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائے یاس و حسرت سے مضبوط پتوار کے ساتھ طوفان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اٹھتے بڑھتے طوفان سے کشتی اور مسافروں کو نکال لے جانے والے کسی مرد مومن کے بے چینی سے منتظر ہیں کہ وہ کشتی اور مسافروں کو بچا کر' مسلم امت کو اس کے مرکز سے جوڑ دے۔

"آخری صلیبی جنگ" لکھنے والے نے جنگ کے جارح کی منصوبہ بندی سے اہل وطن کو آگاہ کیا ہے۔ ایک ایک محاذ کا' اس محاذ پر حملوں کے انداز کا اور جارح کے حمایتیوں کا تعارف آپ کے سامنے رکھا ہے' اس دعا کے ساتھ کہ قوم کروٹ بدل لے' حکمران اپنا پرایا پہچان لیں۔ اور تائید باری تعالیٰ اس قوم کا مقدر بن جائے۔

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے؟ خدائی!

اور امتِ مسلمہ کا مرکز قرآن ہے جو عزت وو قار کا سر چشمہ ہے۔

اس کتاب میں شامل دیگر مضامین فی الواقعہ بیان کیئے گئے محاذوں پر ہونے والی عملی کاروائی کی تفصیلات ہیں۔

میاں عبداللطیف
چیف ایگزیکٹو
جوہر کالج آف ایجوکیشن'
الخیر یونیورسٹی کیمپس

جوہر آباد
یکم اگست 2000ء

☆ ...... ☆ ...... ☆

محترمی جناب عبدالرشید ارشد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج بخیر۔ آپ کا مضمون "آخری صلیبی جنگ" میں نے پڑھ لیا ہے۔ بلاشبہ نہایت فکر انگیز تحریر ہے اور میں نے اسے اپنے دل کی آواز پایا ہے۔ کاش مسلم دنیا کے حکمران' سیاستدان اور دانشور بھی اس آواز کو سن اور سمجھ سکیں۔

اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔ شکریہ

والسلام
ملک احمد سرور
مدیر
ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ
لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

تقدیم

ہم مسلمان بحیثیت فرد اور بحیثیت ایک امت جن ہولناک مسائل سے آج دوچار ہیں اور جن مہلک بیماریوں میں مبتلا ہیں' ان پر ہر حساس دل کا مضطرب ہونا اور ان بیماریوں کا علاج سوچنا بالکل فطری ہے۔ ہماری رائے میں ان مسائل کے اسباب کو آج سمجھنے کی کوشش کی جائے تو ان پر دو جہات سے غور ہو سکتا ہے' ایک داخلی پہلو سے اور دوسرا خارجی پہلو سے۔ اور بلاشبہ دونوں پہلو اہم ہیں۔ جس طرح کوئی درخت اس وقت تک طوفان کا مقابلہ نہیں کر سکتا جب تک اس کی جڑیں زمین میں گہری اور مضبوطی سے پیوست نہ ہوں۔ اسی طرح جب تک مسلمان کے ایمان کی جڑیں اس کے قلب میں اتنی مضبوطی سے پیوست نہ ہوں جو اس کے فکر و عمل کو بدل سکیں اس وقت تک اس کے جسد فردی و ملی کا مضبوط ہونا محال ہے۔ دوسری طرف خارجی پہلو بھی اہم ہے کہ جب تک بیرونی دشمنوں کی صحیح پہچان اور ان کا صحیح ادراک کر کے ان کی سازشوں کا توڑ نہ کیا جائے' نہ ان کا مقابلہ کیا جا سکے گا اور نہ ان پر فتح پائی جا سکے گی۔ دشمن کو پہچاننے (Know thy enemy) کی اہمیت مسلمہ ہے۔ ہر محاذ پر دشمن کی منصوبہ بندی کا جاننا بھی ضروری ہے۔

"آخری صلیبی جنگ" (یہ کتاب) جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے' اسی خارجی پہلو سے آپ کے سامنے سوچ کا ایک نیا در وا کرتی ہے۔ برصغیر کی سطح پر ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ہمارا اور ہمارے دین و تہذیب کا دشمن ہندو ہے۔ ملی سطح پر صلیبی جنگوں کے حوالے سے ہمارا ایک عام تاثر یہ ہے کہ ہماری دشمن عیسائیت ہے جبکہ اس کتابچے کے فاضل مولف جناب عبدالرشید ارشد صاحب ہمارے سامنے یہ پہلو پیش کرتے ہیں کہ

ہندوؤں اور عیسائیوں سے بھی بڑا ملت مسلمہ کا' خصوصاً ہمارا' ایک اور دشمن بھی ہے اور وہ یہودیت ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہندو اور مغرب کی عیسائی حکومتیں ہمارے ساتھ جو دشمنی کر رہی ہیں ان کی پشت پر بھی یہی یہودیت ہے۔ اپنی بات وہ محض قرائن اور قیاس سے نہیں کہتے بلکہ ہر موقع پر یہودی وثائق (Protocols of the meetings of the Elders of Zoin) سے اقتباسات دے کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ یہودی ذہن کی سازش کا نتیجہ ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ عیسائی اور ہنود تو محض یہود کے آلہ کار ہیں' اصل اسلام دشمن قوت تو یہودیت ہی کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فاضل مولف کے دلائل مسکت ہیں اور ان مضامین کو پڑھ کر آدمی واقعی قائل ہو جاتا ہے کہ ہمارا اصل دشمن تو یہودی ہی ہے۔ یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی کا سبب یہ فرمانِ نبوی ﷺ اخرجوا الیہود و النصاریٰ من جزیرۃ العرب' (یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے باہر نکال دو) بھی ہے۔ یوں اسلام اور یہودیت ساڑھے چودہ سو سال سے ایک دوسرے کے مدمقابل ہیں۔ ہر دور میں صرف طریقِ جنگ (War Strategy) میں تبدیلی آتی رہی ہے۔

اس مسئلے کی گھمبیرتا کا اندازہ اس پہلو سے بھی کیجئے کہ فاضل مولف اپنا مقدمہ جن مقتدر لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں یعنی ہمارے حکمران' سیاست دان' بیوروکریٹ' دانشور وغیرہ' وہ خود یہودی سازشوں سے مرعوب اور ان کے نخچیر ہیں گویا اس کینسر کا علاج جن ڈاکٹروں نے کرنا ہے وہ خود اس موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ تو تصور کیا جاسکتا ہے کہ بے چارے مریض کا کیا حال ہو گا اور اسے شفاء کیسے ہو گی؟

تاہم مولف نے "آخری صلیبی جنگ" کے جارح منصوبہ سازوں کے خلاف اپنا مقدمہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے باشعور عوام کی عدالت میں سنجیدہ انداز اور بھرپور وزنی دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے۔ میرٹ پر یہ مقدمہ ہارنے کا کوئی امکان بھی نہیں ہے۔ بہر حال یہ فیصلہ آپ ہی کو کرنا ہے کہ مولف کی بات میں کس قدر وزن ہے کیونکہ عوام سے بہتر کوئی جج نہیں ہے۔

مسلمان کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ وہ اپنے اس رب سے مایوس نہیں ہوتا جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی کنجیاں ہیں' جو مسبب الاسباب ہے اور جو قوت و سطوت کا منبع ہے۔ اس نے ہمیں یہی حکم دیا ہے کہ ہم صحیح راستے پر چلنے کی مقدور بھر سعی و جہد کریں اور پھر نتائج اس پر چھوڑ دیں۔ لہٰذا ہر وہ فرد جس تک یہ آواز پہنچے اس کا فرض ہے کہ اسے آگے دوسروں تک پہنچائے۔ پانی کا ایک قطرہ بھی اگر مسلسل ٹپکتا رہے تو پتھر میں سوراخ کر دیتا ہے۔ اس طرح اگر ہم سب مل کر فاضل مولف کی آواز کو آگے پہنچاتے رہیں تو وہ دن دور نہیں جب آج کی یہ نحیف آواز کل پہاڑوں کا جگر چیر دے گی۔ انشاء اللہ

ڈاکٹر محمد امین
(Ph.D)

لاہور
12 ستمبر 2000ء

☆......☆......☆

حرف اس قوم کا بے سوز' عمل زار و زبوں
ہو گیا پختہ عقائد سے تہی جس کا ضمیر!

☆

وہ قوم نہیں لائق ہنگامہ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O وبہ نستعین O

تاثرات

ملک کے سنجیدہ علمی و ادبی حلقوں میں عبدالرشید ارشد کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ موصوف حساس قلب و نظر کے مالک ہیں۔ نفسا نفسی کے اس دور میں جب قاری کا رشتہ کتاب سے ٹوٹ چکا ہے' وہ سادہ' سہل' آسان اور مختصر ضخامت کی کتابیں تحریر کر کے اہل وطن کو صیہونی سازش سے آگاہ کرنے' اہل وطن کو جگانے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ انہیں کوئی کیا سمجھتا ہے۔

عبدالرشید ارشد کی قلمی کاوشوں کا اصل میدان اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کام کرنے والے وہ بے دین عناصر ہیں جنہوں نے NGOs کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ جن کی پشت پناہی ان کے بیرونی آقا کرتے ہیں۔ یہ گروہ مختلف انداز سے ملک کی سلامتی ہی نہیں دین اسلام کی اعلیٰ و ارفع تعلیمات کو بھی تضحیک کا نشانہ بنا کر ملک میں بے حیائی' فحاشی' عریانیت و اباحیت پسند معاشرہ کی تشکیل چاہتے ہیں۔ نئی نسل کو گمراہ کرنے کے لئے تعلیمی ماحول کو منشیات اور کلاشنکوف کلچر دے کر جو کچھ کیا جارہا ہے یہ بھی اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

عبدالرشید ارشد نے ان قوتوں کا ڈٹ کر محاکمہ کیا اور انہیں بڑی جرأت کے ساتھ بے نقاب کیا ہے۔ شر انگیزی کی اس مہم کے پس پردہ صیہونی قوت و سرمایہ ہے۔ برائی جہاں اور جس جدید شکل میں ہے' اس کے پیچھے یہودی ذہن لازم ہوگا۔ یہ بات تحقیق کے بعد سچ ثابت ہو چکی ہے۔

زیر نظر تصنیف "آخری صلیبی جنگ" میں فاضل مصنف نے یہودی منصوبہ موسوم بہ "پروٹوکولز" (جس کا اردو ترجمہ "وثائق یہودیت" کے نام سے عبدالرشید ارشد

کر چکے ہیں) سے حوالے دے کر ثابت کیا ہے کہ یہودی پوری دنیا پر اپنا تسلط و اقتدار قائم کرنے کے جس منصوبے پر عمل پیرا ہیں' اس کی مختلف شکلیں کیا ہیں؟ وطن عزیز میں یہ نام نہاد این جی اوز تنظیمیں یہودیت کے آلہ کار کے طور پر خدمت کی آڑ میں کیا کارنامے سرانجام دے رہی ہیں! وہ کس طرح ملک کے نظریاتی تشخص اور اسلامی تعلیمات کا تمسخر اڑا رہی ہیں۔ یہ قوتیں جو اقلیت ہیں' وطن عزیز میں مادر پدر آزادی اور مغربی تہذیب کا احیاء چاہتی ہیں۔

اس صورت حال میں ہر مسلمان پاکستانی کا فرض ہے کہ وہ اپنے آقائے نامدار ﷺ کے اس فرمان پر غور کرتے ہوئے اپنا جائزہ لے "تمام انسانوں سے زیادہ' ان لوگوں سے' جو ایمان لائے' عداوت رکھنے والے' آپ یہود اور ان لوگوں کو پائیں گے جنہوں نے شرک کیا۔" (المائدہ : ۸۲)

پاکستان میں صیہونی سازش کو بے نقاب کرنے والوں میں عبدالرشید ارشد کا نام خاص اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے "پروٹوکولز" کا اردو ترجمہ کر کے قوم کے سامنے ساری صورت حال بڑی دل سوزی کے ساتھ رکھ دی ہے۔ زیر نظر کتاب میں کمال جرأت مندی و حکمت سے بروقت اہل وطن کو خبردار کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ امت مسلمہ کے ہر فرد کا فرض ہے کہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر یہود و ہنود کی ان چالوں کو سمجھیں' جو وہ خدمت و تفریح کی آڑ میں مسلمانوں کے خلاف کر رہے ہیں۔ زیر نظر تصنیف میں فاضل مصنف نے اہل پاکستان کو خصوصیت کے ساتھ اس گھناؤنی سازش سے باخبر کر کے اپنا دینی و اخلاقی فرض پورا کیا ہے۔

امید ہے اہل علم و اہل قلم ان کی اس قلمی کاوش کو تحسین کی نظر سے دیکھیں گے بلکہ جس مقصد کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے' اس خطرے کو محسوس کرتے ہوئے اس کو ناکام بنانے کے لئے اپنا فرض ادا کریں گے۔

فاضل مصنف نے کتاب میں تحقیقی انداز اختیار کرتے ہوئے مستند حوالے اور پروٹوکولز سے اقتباس دے کر دلائل سے ثابت کیا ہے کہ صیہونیت کے ایجنٹ کیا گل کھلا

رہے ہیں۔ اس طرز نے کتاب کی افادیت کو اور بڑھا دیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ملک کا ہر حساس باشعور فرد اس قلمی کاوش سے نہ صرف استفادہ کرے گا بلکہ اپنا فرض بھی نبھائے گا۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس گراں قدر علمی و ادبی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

حسین صحرائی
ایم اے اسلامک کلچر
ایم اے اردو
بی ایڈ' ایم ایڈ

ٹنڈو محمد خان
26 اگست 2000ء

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

ابتدائیہ

"آخری صلیبی جنگ" پر کچھ کہنے سے قبل اگر میں ملک میں شائع ہونے والے موقر جریدہ اردو ڈائجسٹ کے ایک گذشتہ شمارے میں شائع شدہ ایک کہانی کا خلاصہ آپکے سامنے رکھ دوں تو نہ صرف یہ کہ آپکو آخری صلیبی جنگ کے ایک اہم محاذ کا تعارف ہو جائیگا بلکہ بیان کئے گئے باقی محاذوں کی صحت و حقانیت پر بھی آپ کا یقین پختہ ہو جائیگا اور اگر آپ حقائق کی سنگینی کی تہہ تک پہنچ کر اپنا قبلہ درست کر سکے تو میں سمجھونگا کہ محنت ٹھکانے لگی۔

اردو ڈائجسٹ کی کہانی ہمیں بتاتی ہے کہ ہندوستان پر برطانوی راج کے دوران ایک انگریز فوجی افسر کی ہندوستان کی ریاست کے کسی نواب سے اچھی دوستی ہو گئی۔ نواب صاحب اکثر برطانیہ جاتے رہتے تھے۔ ایک بار جب برطانیہ گئے تو انگریز فوجی افسر کو بھی اطلاع مل گئی۔ وہ ملاقات کیلئے آیا' گپ شپ ہوئی۔ پھر اس انگریز نے نواب صاحب کو سیر کی پیشکش کی تو نواب صاحب نے کہا کہ ویسے تو میں نے یہاں کی سیر اکثر کی ہے' ہاں البتہ کوئی خاص مقام دکھانا چاہتے ہو تو شوق سے پروگرام بناؤ۔ انگریز افسر اگلے روز کا پروگرام دے کر چلا گیا۔

دوسرے روز جب وہ نواب صاحب سے ملا تو اس نے کہا کہ نواب صاحب آپ کو انوکھی سیر تو کراتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ آپ وہاں لب بند رکھیں گے اور کوئی سوال نہ کریں گے۔ نواب صاحب اس پُراسرار سیر پر حیران تو ہوئے اور تجسس بھرے جذبات کے ساتھ حامی بھر لی چنانچہ اگلے روز سیر پر جانے کا معاملہ طے کر کے انگریز بہادر چلے گئے۔

پروگرام کے مطابق دوسرے روز انگریز آیا اور اپنی گاڑی میں نواب صاحب کو لے کر لندن سے باہر ایک طرف روانہ ہو گیا۔ کئی میل باہر جا کر ایک پرانی عمارت کے پاس پہلے

سے کھڑی گاڑی کے قریب گاڑی پارک کر دی اور نواب صاحب کو لے کر دوسری گاڑی میں بیٹھ کر پھر سفر شروع کیا۔ یہ سڑک جنگل کے بیچوں بیچ تھی۔ کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک قلعہ نما عمارت نظر آئی جس کے ارد گرد لان تھے اور مختلف طرز کے عربی لباس میں نوجوانوں کی ٹولیاں کچھ پڑھ پڑھا رہی تھیں۔ یہ دونوں گاڑی کھڑی کر کے اترے اور گرد و پیش گھوم کر دیکھا کہ کسی جگہ اسلامی فقہ پڑھی جا رہی ہے تو کسی جگہ' حدیث و قرآن پڑھایا جا رہا ہے۔ نواب صاحب اس درس گاہ کو دیکھ کر تعجب کے دریا میں غوطہ زن تھے۔

واپسی کا سفر شروع ہوا۔ جو نہی واپس جنگل سے نکلے نواب صاحب نے سوالات شروع کر دیئے کہ عربوں کو فقہ' قرآن و حدیث یہاں کس یونیورسٹی کے تحت اور کس مصلحت کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔ انگریز دوست نے مسکرا کر جب نواب صاحب کو یہ بتایا کہ مسلمان نہ تھے بلکہ یہودی اور عیسائی نوجوان تھے تو نواب صاحب حیران و ششدر رہ گئے۔ انگریز دوست نے بتایا کہ ان لوگوں کو شرق اوسط کے ممالک میں اسلام کے مکمل علم کے ساتھ' اس لئے داخل کیا جانا مطلوب ہے کہ یہ وہاں مسلمان بن کر انہی کے لب و لہجہ اور بود و باش میں' ان کے اندر مسائل کے اختلافات کو ہوا دیتے رہیں اور جب مسلمان ان اختلافات میں الجھ جائیں گے تو یہود و نصاریٰ کا ہر کام سہل ہو جائے گا۔

راقم الحروف نے عملاً ایسے ہی کردار مصروف عمل دیکھے ہیں' سلطنت عمان کے محکمہ زراعت میں ایک صاحب بظاہر اسسٹنٹ ڈائریکٹر زراعت تھے۔ یہ برٹش آرمی کے کیپٹن مائک بٹلر تھے۔ وہ خالص عمانی لہجے میں عربی بولتے تھے تو بدو ان کے سامنے نہیں ٹھہرتے تھے۔ اسی طرح صلالہ کے گورنر کو ایک امریکن پرائیویٹ سیکرٹری نصیب ہوا جو بہترین عربی بولتا' لکھتا' ٹائپ کرتا تھا۔ یہ اس صلالہ کی بات ہے جہاں بقول ایک فری میسن کے ""یہاں ہماری کافی تعداد ہے""۔

شرق اوسط میں اس منصوبہ بندی کو چھوڑیئے' اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آئے دن بننے والی نئی جماعتوں' گروپوں پر نظر ڈالیے' ان کے منشور پر نگاہ ڈالیے اور نت نئے اختلافات کے بڑھتے انداز اور پنپتی شدت پر غور کیجئے۔ آپ کا دل گواہی دے گا کہ یہ بلاوجہ نہیں ہے اس کے پیچھے ایک نادیدہ قوت ہے جو لحہ لحہ اس صورت حال کو بگاڑنے کے لئے

مصروف عمل ہے کہ پاکستان کو اسی ذریعہ سے کمزور کیا جا سکتا ہے۔

"آخری صلیبی جنگ" میں توپوں کی گھن گرج' تلواروں کی جھنکار اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ تو بلاشبہ سنائی نہیں دیتی' بظاہر خون کے دریا بھی نہیں ہیں مگر سب اچھا کی تہہ میں جب بھی کوئی باشعور جھانکتا ہے تو ہر محاذ پر جاری شدید ترین حملے اور ان حملوں سے متاثر ہونے والے اسے نظر آتے ہیں۔ ہر قسم کے موجودہ تعصبات اور نفرتیں آخری صلیبی جنگ کے ہتھیار ہیں۔

"آخری صلیبی جنگ" کے بہت سے محاذوں کا تعارف کرانا ہم نے اس لئے بھی ضروری سمجھا کہ آپ اس آئینے میں کم از کم یہ دیکھ لیں کہ آپ کہاں کھڑے ہیں؟ گرد و پیش ہر محاذ پر آپ کو اپنے کئی بھائی بند بھی ان صلیبیوں کے دست و بازو بنے نظر آئیں گے۔ یہ ملت مسلمہ کے عبداللہ ابن ابی' میر جعفر و میر صادق ہیں' تاریخ کا کوئی دور جن کے وجود سے خالی نہیں رہا۔

"اس گھر کی خاک اڑانے میں گھر والوں کا جو حصہ ہے
دو چار برس کی بات نہیں یہ نصف صدی کا قصہ ہے"

"آخری صلیبی جنگ" میں ہم نے اپنی بات کو دستاویزی شواہد کے ساتھ آپ کے سامنے رکھا ہے تاکہ اسے محض افسانہ قرار نہ دیا جا سکے۔ ہم نے ملت مسلمہ' بالخصوص اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کر دیا ہے کہ عوام کی عدالت بہترین عدالت ہے۔

کتاب کی اشاعت کیلئے مدد و تعاون کرنیوالے سبھی احباب کیلئے ہمارا دل شکر و سپاس کے جذبات سے پُر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے اس محنت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ اسے سب کے لئے نافع بنائے۔

جوہر آباد
14 اگست

عبدالرشید ارشد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

آخری صلیبی جنگ

کسی کی زبان سے صلیبی جنگ کا لفظ سنتے ہی، مسلمان ہو یا عیسائی، فوراً خیال صلاح الدین ایوبی اور رچرڈ شیر دل کی طرف جاتا ہے اور ہر اس شخص کی آنکھوں کے سامنے اس کے پس منظر اور پیش منظر کی فلم چل جاتی ہے کہ ہر گروہ کے لئے یہ اہم معرکہ تھا۔ صلیبی جنگوں میں صلیب و ہلال آمنے سامنے رہے، کوئی تیسرا فریق اگر تھا تو وہ جنگوں کے نتیجے میں متاثر ہونے والے عوام تھے۔

ماضی کی جنگوں میں فریقین کی افرادی قوت، فریقین کے اسلحہ کے علاوہ میدان جنگ کے گردو پیش بسنے والے عوام اور ان کی املاک متاثر ہوتی تھیں۔ باقی آبادیاں ہر طرح امن و سکون سے زندگی گذارتی تھیں یا زیادہ سے زیادہ اپنی اپنی افواج کے لئے مدد و تعاون کی ان سے توقع کی جاتی تھی۔ مسلمان اور مسیحی اپنی اپنی جگہ منصوبہ ساز تھے اور ان دنوں باوجود دشمنی کے حربی پہلوؤں کے، دونوں طرف ہی اقدار کا سرمایہ تھا مگر اس میں بھی مسلم افواج کا پلڑا ہمیشہ بھاری رہا۔

بعد کے ادوار میں بھی صلیبی جنگ لڑی جاتی رہی اور وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ اس کے انداز بھی بدلتے رہے۔ یہود جو مسلمان دشمنی میں ہمیشہ سے معروف ہیں خاموش نہ رہ سکے اور الکفر ملة واحدة کے مصداق پس پشت پشتیبانی کرتے رہے کہ نصرانیوں کو انہوں نے ہراول میں رکھا۔ یہ بات آج بآسانی سمجھی جا سکتی ہے کہ امریکہ ہو، فرانس ہو، برطانیہ یا روس ہو سب یہود کے ممنونِ احسان اور ان کے زر خرید غلام ہیں۔ یہود کے اشارہ ابرو کو سمجھتے ہیں اور اسی کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

برطانیہ کا حکمران خاندان یہود کی فری میسن تحریک کا سرپرست ہے۔ اسرائیلی

پودہ ارضِ فلسطین میں برطانیہ نے ہی لگوایا' امریکہ کے پالیسی ساز بیچہ یہود میں ہیں دنیا میں ڈالر ہی غالباً واحد کرنسی ہے جس پر یہود کا ٹریڈ مارک (ڈیوڈ سٹار' چھ کونے والا ستارہ) اور "نگران آنکھ" کا بدنام زمانہ نشان ثبت ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ بین الاقوامی سطح پر یہ مستحکم کرنسی ہے کیونکہ اس کی پشت پر یہودی سرمایہ ہے۔ فرانس جسے وثائق یہودیت کے تعارف میں "یہودی سازشوں کا گڑھ تسلیم کیا گیا ہے اور رہا روس تو اس کے متعلق یہ گواہی ہی کافی ہے کہ "کمیونزم کی روح دراصل یہودیت کی روح ہے" ("انیس ویں صدی اور بعد" طبع لندن 1926' صفحہ 29 از پروفیسر ایف۔ اے۔ اوسینڈوسکی) مگر چونکہ آج عالمی سطح پر اسلام کے سامنے امریکہ کا ورلڈ آرڈر ہے' ٹونی بلیئر اس کے ساتھ کھڑا ہے وغیرہ وغیرہ' اسی لئے ہم نے اسے صلیبی جنگ کہا ہے۔

اپنی بات کی صحت کی خاطر ہم یہ کہنے میں کوئی تردد محسوس نہیں کرتے کہ آج امریکہ' برطانیہ' روس اور فرانس وغیرہ ہوں' ان کی یو این او اور سلامتی کونسل یا دیگر ذیلی تنظیمیں ہوں یا ان کے مالیاتی ادارے' ورلڈ بنک' آئی ایم ایف' لندن یا پیرس کلب ہوں' یہود کی منصوبہ بندی کو آگے بڑھانے کے لئے ہر لحہ مصروفِ عمل ہیں۔ چیچنیا ہو' کشمیر ہو' ارضِ فلسطین ہو یا عراق ہو' ہر جارحیت کی پشت پر یہود نواز یو این او اور اس کی سلامتی کونسل ہے۔ عراق سے تحفظ کس کو مطلوب ہے اسرائیل کو یا کویت کو؟ لبنان اور شام سے تحفظ کسے درکار ہے؟؟ مسلم ممالک کے خلاف ہر قرارداد موثر اور قابلِ عمل' اسرائیل اور بھارت کے خلاف ہر قرارداد ویٹو اور کسی سبب پاس ہو بھی جائے تو واپس یو این او اور جنرل اسمبلی کے منہ پر لگتی ہے۔

آج عالمی بساط پر مسلمان کے خلاف آخری صلیبی جنگ کے لئے صف آرا ہے تو بظاہر نصرانی ہے مگر اس مہرے کی پشت پناہی اور اس کے لئے منصوبہ بندی کرنے والے یہود ہیں اور میمنہ میسرہ میں کسی جگہ روس ہے تو کسی جگہ ہندو بیا ہے۔ اور یوں "الكفر ملة واحدة" کو ہر شخص کھلی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے۔ آج ہلال بمقابلہ صلیب نہیں جو بظاہر نظر آتا ہے۔ بلکہ ہلال بمقابلہ صلیب' ڈیوڈ سٹار' درانتی اور ویر چکر ہے۔ آخری صلیبی

جنگ سرد جنگ نہیں رہی بلکہ یہ کھلی جنگ ہے۔ اور اس جنگ کا ایک محاذ نہیں ہے' دو تین بھی نہیں ہیں۔ یہ جنگ کثیر المحاذ بھی ہے اور اس کا سامانِ حرب بھی بہت جدید اور سائنٹیفک ہے۔ اس جنگ میں فتح یابی کے لئے بصیرت' حمیت' اخلاص اور جذبہ حب الوطنی کے ساتھ تائیدباری کی ہر لحہ ضرورت ہے۔ صفوں میں کامل اتحاد و یکجہتی مطلوب ہے کہ یہ جنگ اسی اسلحہ سے لڑی جاسکتی ہے۔

موجودہ آخری صلیبی جنگ کے ہتھیار ہر کسی کو نظر نہیں آتے اور جنہیں نظر آتے ہیں ان میں سے اکثریت کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ ان میں سے بعض ان کے سحر میں مسحور ہو کر اسے انجوائے بھی کر رہے ہیں تو بعض ان کے ذریعے مالی فوائد سے متمتع ہو رہے ہیں یا بہتی گنگا میں ہاتھ دھو رہے ہیں کہ "عالم دوبارہ نیست"۔ ان اصناف کو آپ روزمرہ زندگی میں اپنے گرد و پیش دیکھتے ہیں' پہچانتے ہیں اور اگر خدانخواستہ ایسا نہیں ہے تو آیئے ہم آپ کو دکھاتے ہیں۔

اقدار کا سرمایہ :

کسی قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ اس کے عقیدے سے ہم آہنگ اقدار اور ان اقدار کے ساتھ غیر مشروط وابستگی ہوتی ہے۔ غیر مشروط وابستگی تقاضا کرتی ہے اخلاص نیت کا' اجتماعی سطح کی یکجہتی کا۔ اسی سرمائے کے بل بوتے پر اقوام و ملل باہم عروج تک پہنچتی ہیں تو انہی اقدار سے انحراف کا رویہ قعر ذلت و رسوائی کی منزل تک لے جاتا ہے۔ اس پر تاریخ کی شہادت کافی ہے۔ اقدار کے سرمایہ کے فقدان کے باوجود کبھی اتفاقاً کوئی انبوہ بلندی کی طرح مائلِ پرواز ہوا تو وہ منزل پانے سے قبل ہی زمین پر آرہا۔ یہ اقدار غیر مسلم کے پاس ہوں یا مسلم کے پاس' اپنے نصب العین کے ساتھ اٹوٹ وابستگی ہی شرط ہے۔

کسی قوم پر غلبہ حاصل کرنے کی خاطر اگر اس سے اقدار کا سرمایہ چھین لیا جائے یا اقدار کے سرمایہ میں معقول ملاوٹ کر دی جائے تو اس دیمک سے اس کی جڑیں

کھوکھلی ہو جائیں گی اور وہ دھڑام سے زمین بوس ہو جائے گی۔

سینہ دھرتی پر، مسلمہ حقیقت کے طور پر جملہ مذاہب میں سے اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کے پاس حقیقی اقدار کا سرمایہ ہے کہ یہ اقدار خالق کائنات نے اپنے منتخب کردہ دنیا کے سردار، سرور دو عالم ﷺ کی وساطت سے اسلام کے ذریعے اقوامِ عالم کے سامنے رکھیں۔ جنہوں نے اس آواز پر لبیک کہا، مسلمان کہلوائے اور عمل کیا، ان اقدار کی پاسداری کی تو بام عروج پر پہنچے کہ آج تک تاریخ کا کوئی صفحہ اس درخشندگی کے مقابلے میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

اسلام، جو فی الواقعہ گلوبل ولیج کے لئے گلوبل ضابطہ حیات ہے، اپنے اندر گلوبل ضروریات کے تمام تر تقاضوں کی تکمیل کی وسعت رکھتا ہے کہ خالق کی تخلیق کردہ گلوبل فیملی کی حقیقی ضروریات اسی کے وضع کردہ نظامِ حیات سے ہر ضمانت کے ساتھ نبھ سکتی ہیں۔ عالم گیریت کا حامل دستور صرف اسلام کے دامنِ رحمت میں ہے جو ہر خطہ میں ہر دور کے جملہ مسائل کا حل پیش کرتا ہے اور ہر معاشرے کو تحفظ، خوشحالی، عزت و وقار اور سکھ چین کی ضمانت دیتا ہے۔

اسلام کی آفاقی تعلیمات نے، اس کے ہمہ جہت نظام حیات نے، جن اقدار کا سرمایہ انسان کی جھولی میں ڈالا، اسے یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ:

☆ اخلاقی اقدار، سماجی و معاشرتی سطح پر، امن و جنگ کے حالات میں، مرد و زن کے مکمل حقوق کی اقدار۔

☆ تعلیم و تربیتِ مرد و زن کے لئے اقدار، مدرسہ و مدرس کے حوالے سے اور ماحول و نصاب کے حوالے سے بھی،

☆ معاشی اور تجارتی اقدار، نچلی سطح کی منڈی اور ملازمت سے بین الاقوامی تجارت تک،

☆ صنعتی اقدار، پیداوار کے ساتھ ساتھ آجر و اجیر کے حوالے سے مکمل ضابطہ اخلاق و اقدار،

☆ سیاسی اقدار' حصولِ اقتدار کی سعی و جہد سے صاحب اقتدار ہونے کی منزل تک اور اقلیتوں کے تحفظ کی اقدار بھی'

☆ مذہبی رواداری' وسعتِ قلب و نظر' اختلاف رائے اور دعوت و تبلیغ کی اقدار'

☆ دوران جہاد دشمن سے نمٹنے اور معاہدہ کرنے سے متعلقہ اقدار' ذمیوں کے حقوق و تحفظ کی اقدار'

☆ ہر سطح پر مقامی یا بین الاقوامی معاملات و معاہدات سے عہدہ بر آ ہونے کی اقدار' سیاسی ہوں یا سماجی۔

بلا خوفِ تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اقدار کا یہ سرمایہ کسی دوسری قوم اور کسی دوسرے مذہب میں نہیں ہے اور اگر کہیں کسی کے پاس کچھ ہے تو وہ مصلحتوں کا مارا ہوا سرمایہ ہے اور گلوبل تاریخ اس کے شواہد فراہم کرتی ہے جنہیں جھٹلانا سہل نہیں ہے۔ آج سینہ دھرتی پر اگر کوئی خوش نصیب قوم ہے تو وہ مسلمان ہیں اور بد نصیب ہیں تو وہ بھی مسلمان ہیں کہ اس سرمایہ سے مکمل طور پر استفادہ کرنے میں ناکام ہیں جس کے سبب ریت کے ذروں کی طرح بہتات کے باوجود مغلوب ہیں۔

شاطر یہود نے نصاریٰ کو استعمال کرتے ہوئے' اپنے بڑوں' (Elders of Zoin) کی 929ق م کی منصوبہ بندی کی روشنی میں عالمی اقتدار کے حصول کی خاطر اپنے دشمن نمبر 1' اسلام پر کاری ضرب لگانا ضروری سمجھا۔ اسلام سے ان کی کد اس لئے بھی شدید ترین ہے کہ انہیں جزیرۃ العرب سے بے دخل کیا گیا تھا لہٰذا کسی تیسری چوتھی یا پانچویں صلیبی جنگ لڑوانے کے بجائے انہوں نے آخری صلیبی جنگ کا فیصلہ کیا اور اس جنگ کے لئے مخصوص میدان جنگ کے بجائے گھر گھر' محلے محلے' قریہ قریہ اور ملک ملک محاذ کھولے اور خود نادیدہ جارح بن کر نصاریٰ کو سامنے لائے اور اسلام' مسلمان کو نشانہ بنایا۔ بے شمار محاذ کھولے جن میں کچھ مسلمان پہچان سکے تو کچھ سے غافل رہے اور بعض محاذوں پر ان کے چنگل میں پھنس بھی گئے۔ دلدل ایسی کہ جوں جوں نکلنے کی کوشش کریں دھنستے جائیں۔

کوئی بھی جنگ جیتنے کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے کہ دشمن کی سپلائی لائن کاٹنے کے ساتھ ساتھ اس کا اسلحہ ڈپو تباہ کر دیا جائے۔ اگر اس میں کامیابی مل جائے تو جنگ کے بقیہ پہلو سہل ہو جاتے ہیں۔ اس پہلو پر یہود و نصاریٰ کی تحقیق یہ رہی کہ چونکہ ہر انسان کا حقیقی سرمایہ بہ مقابلہ شر' اقدار کی پاسداری ہے' اس لئے اگر اپنے مسلمان دشمن سے اقدار' خصوصاً اخلاقی اقدار کا سرمایہ چھین لیا جائے' تو اسے زیر کیا جا سکتا ہے۔ اس سوچ کی تہہ میں یہ مسلمہ اصول کہ :

مال گیا' کچھ نہیں گیا' — If wealth is lost, nothing is lost,

صحت گئی' کچھ گیا' — If health is lost, something is lost, and

کردار گیا' سب کچھ گیا۔ — If character is lost, everything is lost.

کار فرما تھا کہ اگر مسلمان کے دل و دماغ سے اقدار کا سرمایہ چھین لیا جائے تو آخری صلیبی جنگ کے بقیہ محاذوں پر کامیابی بہت سہل ہو گی چنانچہ انہوں نے طے شدہ پالیسی کے مطابق' اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بالخصوص کہ یہاں حریت کی چنگاری زیادہ زندہ ہے اور دیگر مسلم ممالک میں بالعموم عمل کرتے ہوئے :

☆ سماجی اور رفاہی اداروں کے بھیس میں این جی او مافیا منظم کیا' خصوصاً 67ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد'

☆ صحافیوں' ادیبوں' دانشوروں' ریڈیو ٹی وی آرٹسٹوں سے ضمیر کے سودے کئے'

☆ ہر ملک میں افسر شاہی کے موثر نیٹ ورک میں اپنے زر خرید پالیسی ساز بٹھائے' (الا ماشاءاللہ)

☆ سیاسی اور مذہبی جماعتوں میں اپنے من پسند لوگوں کو 'سیاستدانوں' اور 'علماء' کے بہروپ میں داخل (Plot) کیا'

یہ کام انہوں نے برسوں کی محنت اور تیاری کے ساتھ انتہائی احتیاط اور 'دانشمندی' سے کیا اور ملت مسلمہ ان کی چالبازیوں سے بے خبر رہی اور اگر کسی خبردار نے' اسے خبردار کرنے کی کوشش کی تو اس کی آواز کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا گیا اور وہ

نقار خانے میں طوطی کی آواز بن کر رہ گیا' یہاں تک کہ یہود و نصاریٰ ہر جگہ آکٹوپس کی طرح ہر شے کو اپنے آہنی ہاتھوں میں سمیٹتے رہے۔ ہمارے پاس اس کے شواہد ہیں۔ (ہم یہاں اب ہر بات اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حوالے سے کریں گے)

اقدار کا سرمایہ چھیننے کا گُر بھی یہود نے قرآنِ حکیم سے سیکھا۔ سورۃ لقمان میں ہے "ومن الناس من یشتری لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ" لوگوں میں ایسا بھی ہے جو اللہ کے راستے سے بھٹکانے کے لئے لہو و لعب خریدتا ہے۔ یہ اشارہ ہے نضر بن حارث کے عراق سے گانے بجانے والی لونڈیاں اور الف لیلہ کی داستانیں لانے کی طرف' کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کا راستہ روکنے کے لئے یہ سامان لایا تھا۔ کیونکہ گانا بجانا اور لغو داستانیں دل کو مردہ کر کے شر کے راستے پر لے جاتی ہیں جہاں شراب و شباب اور دوسری ہر طرح کی قباحتیں استقبال کے لئے موجود ہوتی ہیں۔ بقیہ کام سہل ہو جاتا ہے۔

یہود و نصاریٰ نے اخلاقی اقدار سے ملت مسلمہ کو بانجھ بنانے کے لئے اپنے زر خرید ادیبوں' افسانہ نگاروں اور ریڈیو ٹی وی آرٹسٹوں کے ذریعے قوم کو دین بیزار افسانوں' کہانیوں کی چاٹ لگانے کے ساتھ ساتھ ریڈیو ٹی وی پروگراموں کے ذریعے اپنے مطلب کا زہر ان کے قلوب و اذہان میں انڈیلا اور بتدریج اسے فحاشی اور کھلی بے حیائی میں تبدیل کر دیا۔ دین کی روح سے دور لے جانے کے لئے پہلے حمد و نعت کو ساز اور آواز کا آہنگ دیا تو پھر ایک قدم آگے بڑھا کر اسمائے ربانی اور قرآنی آیات کو بھی اسی قالب میں ڈھالا۔

مسلمان رو دھم میں کھو کر یہ بھول گئے کہ وہ نضر بن حارث کی راہ پر گامزن ہیں اور رحمۃ اللعالمین ﷺ کے دشمنوں کے مقاصد سے قریب تر ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلمانوں کو ساز و آواز کا یہ آہنگ حمد و نعت اور قرآنی آیات میں اس لئے بھلا لگا کہ یہ عرب سے عجم میں آیا تھا یعنی ایسی "شرعی" کوشش مصر سے گرو و پیش پھیلی تھی۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے بالغوں کے لئے پروگراموں میں تو جو ہو رہا ہے اپنی جگہ اخلاق و مذہب کو تباہ کرنے والا ہے ہی مگر جن پروگراموں پر عموماً والدین بڑے شاداں و

فرحاں اور نازاں دیکھے جاتے ہیں ان کی تہہ تک پہنچنا کسی کا مقدر نہیں بنتا۔ یہ بچوں کے پروگرام ہیں۔ جس نرسری سے مستقبل کے فن کار بڑی مہارت سے 'اپنے ڈھب سے' مطلوبہ سانچوں میں تیار کئے جاتے ہیں۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے وہ پروگرام 'ڈرامے ہوں' موسیقی ہو یا اسی نوع کے دوسرے' ان کو سپانسر کرنے والوں کی فہرست پر نظر ڈالیں تو اس میں یہودی سرمایہ کاروں کی فرموں کی بہتات ہو گی مثلاً PEPSI' جو مخفف ہے Pay Each Penny Save Israil کا۔ ہم نے محض نمونۃً ایک کی نشاندہی کی ہے' دوسروں پر گہری نظر ڈالیں تو بہت کچھ نظر آئے گا اور اسی سے ان کے مقاصد بھی سامنے آجائیں گے۔

پرنٹ میڈیا میں اخبارات کے رنگین ایڈیشن خصوصاً فلمی یا ادب کے نام پر بے ادبی سے بھرپور' جنسی بیماریوں کی تشہیر پر مبنی صفحات اور اسلام دشمنی پر مبنی "مدلل" کالم' یہ سب بلاوجہ اور قومی یا دینی مفاد و دینی درد کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ سب اسلام دشمنی کا درد ہے جو ان کے پیٹ میں اٹھتا ہے جن کے پیٹ میں ضمیر کی فروخت سے حاصل آمدنی سے خرید کردہ 'خوراک' داخل ہو چکی ہے۔

اسلام کے حوالے سے مسلمان کا اخلاق و کردار تباہ کرنے کی خاطر یہود و نصاریٰ نے اپنے اداروں کے توسط سے مسلم ممالک میں خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام این جی اوز کے ذریعے شروع کرلیا اور اپنی زرخرید بیوروکریسی (الا ماشااللہ) کے ذریعے اسے سرکاری سرپرستی میں دیا' اس جال کو پھیلایا۔ اس خاندانی منصوبہ بندی کی تہہ میں کیا ہے قوم اس سے آگاہ نہ ہو سکی۔ خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام سے شادی شدہ جوڑے تو خاطر خواہ فائدہ لینے پر آمادہ نہ ہوئے البتہ غیر شادی شدہ جوانیوں کو "کچھ نہ ہونے" کا سرٹیفکیٹ ضرور مل گیا اور ملک میں فحاشی اور بے راہ روی کا محفوظ راستہ کھل گیا جس پر کسی گواہی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کا جال مطلوبہ نتائج دینے میں ناکام رہا تو آیوڈین ملے نمک کا نیا جال پھیلا دیا جسے ہر سطح پر سرکاری سرپرستی حاصل ہو گئی۔ آیوڈین ملا نمک' قوم کو

ذہنی پژمردگی اور بانجھ پن کے مضر اثرات سے دوچار کرنے کے علاوہ دیگر مختلف بیماریوں میں ملوث کرنے کی سازش ہے۔ مگر ہمارے ملک کے ڈاکٹر' دانشور منقارِ زیر پر ہیں' قومی صحت کی تباہی کی ان کے ہاں اہمیت ہی نہیں ہے۔

ہم نہ تو کسی طویل مضمون کے حق میں ہیں اور نہ ہی کوئی کتاب اس عنوان پر لکھ رہے ہیں کہ مذکورہ تحریر کردہ اقدار و معاملات پر الگ الگ عنوانات کے تحت اخبارات و جرائد کے ذریعے قوم کو آگاہ کر دیا ہے۔ ہوش کے ناخن لینا مقدر بن جائے تو ہم سمجھ لیں گے کہ محنت ٹھکانے لگی۔ یہاں ہم مختصراً اپنی بات کی صداقت کے لئے آپ کے سامنے یہود کی حقیقی منصوبہ بندی سے اقتباسات سامنے لاتے ہیں تاکہ ہر کوئی آخری صلیبی جنگ کے خالقوں کا مکروہ چہرہ دیکھ لے :

اقدار کا خاتمہ :

☆"...... یہی وجہ ہے کہ ہمارے لئے لازم ہو گیا ہے کہ ہم غیر یہود کے تصورِ خدا کی روح کی دھجیاں بکھیر کر اس کی جگہ مادی فوائد اور حسابی قاعدے لے آئیں"☆ (Protocols 4:3)

☆"معاشی دوڑ میں برتری اور آگے بڑھنے کی جدوجہد بے رحم اور سرد خون (اقدار سے عاری) معاشرہ تشکیل دے گی بلکہ دے چکی ہے اور ایسی صورتِ حال سماج و معاشرہ میں اعلیٰ سیاسی قیادت اور مذہب (مذہب ہی اقدار کی بنیاد ہے : ارشد) کے لئے شدید نفرت پر منتج ہو گی۔ ان کا خدا' ان کا راہنما (اقدار کے حوالے سے : ارشد) صرف مفاد ہے اور یہ سونا ہے جسے وہ اپنی بڑی خوشی کے لئے اپنے حقیقی عقائد (اقدار) کی جڑوں میں دفن کر دیں گے ......"☆

(Protocols 4:5)

اقدار پر کاری ضرب لگانے کا یہود کا عزم آپ کے سامنے آچکا ہے۔ یہ مقصد وہ کیسے حاصل کریں گے' اس کی تفصیل ہم اگلی سطور میں آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ تاکہ آخری صلیبی جنگ کے ہر محاذ سے آپ باخبر رہیں۔

تعلیمی اقدار کا خاتمہ :

☆"غیر یہود نے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو طلاق دے رکھی ہے اور وہ صرف اس وقت چونکتے ہیں جب ہمارے 'ماہر' تجاویز سامنے لائیں یہی سبب ہے کہ وہ ہماری طرح ہر چیز کی ہمہ جہت اہمیت کو نہیں جانتے' جس طرح ہم کہ جو نہی ہماری حاکمیت کا لمحہ آئے گا ہم فوراً اسے روبہ عمل لائیں گے (جیسے NGO سرکار کی بدولت آج کل : ارشد) ہمیں اپنے اداروں میں یہ سبق پڑھانا ہے کہ سادہ اور سچا علم وہ ہے جو علوم کی بنیاد ہے' جو ایسا معاشرتی اور سماجی ڈھانچہ تشکیل دیتا ہے جس میں محنت کش کی تقسیم مطلوب ہے جو بلآخر سماج کی طبقاتی تقسیم پر منتج ہوتی ہے اس علم کے گہرے مطالعہ کے سبب لوگ کھلے دل ودماغ کے ساتھ اقتدار کے قدموں میں جھک جائیں گے۔ اس تعلیم یا علم کے سبب جو ان کے کام سے مطابقت نہیں رکھتا۔ عامۃ الناس ترویج علم کے نام پر ہماری متعین کردہ' مرتب شدہ جہتوں کو (جیسا کہ موجودہ NGO حکومت کررہی ہے) اندھی عقیدت کے ساتھ قبول کرتے ہیں' یاد رکھتے ہیں اور خوش ہو جائیے کہ وہ اپنی گمراہی اور جہالت کی سمت لپکتے ہیں' کچھ اس لئے بھی کہ وہ گردوپیش کے حالات سے متنفر ہیں کہ یہاں بے معنی طبقاتی اور حیثیتی تفریق (جس سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں) موجود ہے"☆(Protocols 3:10)

☆"ہم نے انہیں جن امور کو سائنسی قواعد کے طور پر تسلیم کر لینے کی ترغیب دی ہے اس پر انہیں ایمان کی حد تک پختگی کے ساتھ جمار ہنے دو......"☆(Protocols 2:2)

معاشی، تجارتی و صنعتی اقتدار کا خاتمہ:

☆"صنعت و تجارت میں اجارہ داری قائم کرنے کے لئے ناگزیر ہے کہ سرمایہ ہرپابندی سے آزاد ہو اور ہمارے نادیدہ ہاتھ دنیا کے گوشے گوشے میں اس اجارہ داری کی خاطر آزاد سرمایہ کے لئے مصروف عمل ہیں۔ صنعت و تجارت میں مصروف لوگوں کو سرمایہ کی یہ آزادی سیاسی قوت بخشے گی اور پھر یہی آزادی عوامی ردِ عمل کو کچلنے میں مددگار ثابت ہوگی"☆(Protocols 5:7)

☆"اپنے دیگر پروگراموں کے ساتھ ہم صنعت و تجارت کی یوں سرپرستی (اپنے زر خرید حکومتی ایجنٹوں کے ذریعہ) کریں گے کہ عملاً مکمل کنٹرول ہمارے ہاتھ میں ہو۔ سٹہ بازی صنعت کی دشمن ہے جبکہ سٹہ بازی سے پاک معیشت استحکام کی ضامن ہے اور سرمایہ نجی ہاتھوں میں رہنے سے زراعت مضبوط ہوتی ہے۔ یوں کاشت والی اراضی قرضوں کی ادائیگی کے بعد نجی ہاتھوں میں جائے گی۔ ہماری کامیابی اس میں ہے کہ سٹہ بازی کے ذریعے صنعت و زراعت کے سوتے خشک کر کے روئے عالم کی تمام دولت ہم سمیٹ لیں اور یوں غیر یہود محض بھکاری ہوں گے، ہمارے سامنے سرنگوں غلام ہوں گے اور وہ ہم سے صرف زندہ رہنے کی بھیک مانگیں گے"☆(Protocols 6:6)

☆"غیر یہود کی صنعت کو ہم سٹہ بازی کے ذریعے تباہ کرنے کے

ساتھ تعیشات کو فروغ دیں گے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہم پہلے ہی اقدامات کر چکے ہیں اور تعیشات کی ہوس اب ہر چیز کو ہڑپ کر رہی ہے۔ مزدوروں کی اجرت اس انداز میں بڑھے گی کہ ان کی ضروریات اس سے پوری نہ ہو سکیں کیونکہ اس کے ساتھ ہی "نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز" پر عمل کر کے قیمتیں بڑھائیں گے ...... ہم انتہائی ماہرانہ چالاکی و عیاری کے ساتھ پیداواری ذرائع کو کھوکھلا کریں گے۔ یہ کام کارکنوں میں شراب نوشی اور دیگر منشیات کے فروغ سے حاصل ہوگا اور اسی ذریعہ سے تعلیمی صلاحیتوں کا استحصال بھی ممکن ہوگا" ☆(Protocols 6:7)

سیاسی اقدار کی تباہی:

☆"ہماری شناخت" "قوت" اور "اعتماد بناؤ" میں ہے۔ سیاسی فتح کا راز قوت میں مضمر ہے بشرطیکہ اسے سیاستدانوں کی بنیادی مطلوبہ ضرورت کو صلاحیت کے پردہ میں چھپا کر استعمال کیا گیا ہو۔ تشدد راہنما اصول ہونا چاہئے اور ان حکمرانوں کے لئے جو حکمرانی کو کسی نئی قوت کے گماشتوں کے ہاتھ نہ دینا چاہیں' ان کے لئے یہ مکر میں لپٹا ہوا "اعتماد بناؤ" (بھاری مینڈیٹ وغیرہ) کا اصول ہے۔ یہ برائی ہی ہمیں "مطلوبہ خیر" تک لے جانے کا آخری ذریعہ ہے۔ حصولِ مقصد کی خاطر ناگزیر ہو تو' ہمیں رشوت' دھوکا فریب اور دغابازی و بے وفائی سے اجتناب نہیں کرنا چاہئے۔ سیاست میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حاکمیت اور اطاعت کے لئے دوسرے کے مال پر بلا جھجک قبضہ کس طرح کرنا ہے"☆ (ماضی کی حکومتوں کا کردار اس پر گواہ ہے: ارشد)(Protocols 1:23)

☆"آج کے دور کے دستوری پیمانے بہت جلد ٹوٹ جائیں گے کیونکہ جس جھولے (محور) پر وہ مسلسل جھول رہے تھے ہم نے اس کا توازن بگاڑ دیا ہے۔ غیر یہود یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان مسلسل جھولتے جھولوں کی عمدہ مرمت کر لی ہے اور اب یہ جھولنا بند نہ ہوگا (جو ان کی بھول ہے) مگر یہ محور 'ریاستوں کے حکمران' جو اپنے اللے تللوں کے جھرمٹ میں گھرے ہوئے احمق بنے ہیں' اپنے ذہنی انتشار' بے لگام اور غیر ذمہ دارانہ طاقت کے سبب' ان کی یہ قوت جس کی پشت پر یہ دہشت ہے ایوانوں میں محدود ہے کیونکہ عوام کے درمیان کھڑے ہونے کے راستے بند ہیں اور ان حکمرانوں میں عوام کے ساتھ مصالحت کر کے' اپنے بعد اقتدار کے طلبگاروں کا راستہ روکنے کی بھی سکت نہیں ہے۔ ہم نے عوام اور مستحکم حکومت کا خواب دیکھنے والوں کے درمیان خلیج وسیع کر دی ہے جیسے اندھا اور اس کی چھڑی کہ ایک دوسرے سے الگ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ بے بس ہیں"☆(Protocols 3:2)

☆"سیاست کا اخلاق و کردار سے کوئی میل نہیں ہے۔ اخلاقیات کی جیاد پر حکمرانی کرنے والا کبھی بھی اچھا سیاستدان نہیں ہوتا اور یوں اس کی حکومت ہمیشہ غیر مستحکم رہتی ہے۔ جو کوئی بھی حکمران رہنے کا خواہشمند ہے اس میں دو صفات مطلوب ہیں' عیاری اور عوامی اعتماد......"☆(Protocols 1:11)

مذہبی رواداری کی تباہی :

☆"ہمیں مختلف مکاتیب فکر کے لوگوں کو مخصوص جماعتوں میں منظم ہی نہیں کرنا بلکہ انہیں نعرہ بازی بھی سکھانی ہے اور انہیں

شعلہ بیان مقررین کے سپرد کرنا ہے۔ جن کی شعلہ بیانی اور جن کے دعوں کو سن سن کر عوام ان سے بدظن ہو جائیں گے اور عوام کے دلوں میں ان مقررین کے خلاف نفرت بھر جائے گی"☆
(Protocols 5:9)

☆"یہ پہلے راز کی بات ہے کہ رائے عامہ پر تسلط حاصل کرنے کے لئے اولاً ہمیں ماحول میں کشیدگی' مایوسی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرنا ہوگی جس کے لئے متضاد نظریات اور متنازعہ آرا کو جنم دے کر مستحکم کرنا ہوگا۔ یہ کھیل طویل عرصہ تک کھیلا جائے گا......"☆(Protocols 5:10)

☆"ہماری کامرانی کے لئے راز کی دوسری بات یہ ہے کہ ہم غیر یہود میں عمومی عادات اور جذبات کو اس حد تک برانگیختہ کر دیں (پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا یا شعلہ بیان بے لگام مقررین کے ذریعے : ارشد) کہ وہ فہم و فراست سے عاری ہو جائیں جس کے نتیجے میں ان کی منزل بدانتظامی اور انتشار ہوگی۔ ایک دوسرے پر ان کا اعتماد اٹھ جائے گا......"☆(Protocols 5:11)

☆"ایسا وقت آسکتا ہے کہ عالمی سطح پر غیر یہود ہمارے مدمقابل متحد ہوں مگر فکر کی کوئی بات نہیں کہ ہم ان کی باہمی چشمک' نااتفاقی اور اختلافات کے سبب' جس کی جڑیں بہت گہری ہیں اور اس گہرائی کو پاٹنا کسی کے بس میں نہیں ہے' ہر طرح محفوظ و مامون ہیں۔ ہماری تدابیر نے انہیں ایک دوسرے کا مدمقابل بنا دیا ہے جس کی بنیاد نسلی اور مذہبی بڑھتے چڑھتے تعصبات ہیں' جنہیں ہم صدیوں سے بڑھانے میں مصروف ہیں اور یہ لحہ بہ لحہ شدید سے شدید تر ہوتے جا رہے ہیں......"☆(Protocols 5:5)

مذہبی تعصبات کو ہوا دینے کے لئے یہود نے جہاں دینی جماعتوں میں بڑے سائنٹفک طریقے سے (بقول ان کے) برسوں سے تیار کردہ ایجنٹ گھسائے ہیں اسی طرح نادیدہ ہاتھوں سے تبلیغ دین کے نام پر رقوم بھی فراہم کرتے ہیں جیسے 'سماجی خدمات' کے نام پر' NGO کو فنڈ فراہم کرتے ہیں۔ پھر اس مالی معاونت کو اپنے مخصوص انداز میں انتشارِ ملت اور عقائد و نظریات میں ملاوٹ کے حوالے سے کیش کرواتے ہیں۔

صحافت اور میڈیا کی تباہی :

صحافت کے متعلق جس نے بھی کہا درست کہا کہ قلم کی عصمت' ماں کی عصمت سے بڑھ کر ہے کہ جب صحافی قلم کی عصمت کا سودا کرتا ہے تو وہ قوم کی عصمت کا سودا کرتا ہے کہ قلم اس کے پاس قوم کی امانت ہے۔

ماضی میں قلم کی عصمت کے رکھوالے بہت تھے۔ وہ محمد علی جوہرؒ ہوں' ابوالکلام آزادؒ ہوں' سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ہوں' مولانا ظفر علی خانؒ یا حمید نظامیؒ ہوں یا صلاح الدینؒ ہوں۔ قلم کی عصمت کی پاسداری کے معیار کے نقوش پس ماندگانِ صحافت کے لئے چھوڑ گئے مگر آج صحافت کی مارکیٹ میں قلم کی عصمت کے رکھوالے خال خال ہیں۔ قلم فروش صحافت کی منڈی میں عام طور پر مل جاتے ہیں۔

آخری صلیبی جنگ کے منصوبہ سازوں نے بجا طور پر یہ کہا کہ پریس (پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا) ہمارا موثر ہتھیار ہے۔ آج قومی اور بین الاقوامی سطح پر اس موثر ہتھیار کو کامیابی سے اسلام کے خلاف استعمال ہوتا ہر کوئی دیکھ رہا ہے۔

> ☆"حکومتوں کے ہاتھ میں آج رائے عامہ بنانے اور عوام کے ذہنوں کو ایک جہت دینے کے لئے پریس کی زبردست قوت موجود ہے۔ پریس کا کردار یہ ہے کہ وہ ناگزیر ترجیحات کو موثر انداز میں پھیلائے' عوامی شکایات کو اجاگر کرے' عوام الناس میں بے اطمینانی پیدا کرے۔ پریس ہی کے ذریعے اظہار آزادی ایک قوت کے طور

پر ابھرتی ہے۔ غیر یہود حکومتیں ابھی اس ہتھیار کے موثر استعمال سے مکمل واقفیت نہیں رکھتیں اور یوں پریس ہمارا مطیع فرمان ہے۔

یہ پریس ہی ہے جس کے سبب خود پس پشت رہتے ہوئے ہم نے طاقت حاصل کی ہے۔ پریس ہمارے لئے کھرا سونا ہے۔ اگرچہ ہم نے اس تک خون پسینے کے سمندر سے ہوتے ہوئے رسائی حاصل کی ہے۔ بلاشبہ ہم نے بہت سے افراد کی قربانی دی جب کہیں یہ قوت ہمارا مقدر بنی' خدا کی نظر میں ہمارا ایک قربان ہونے والا یہودی ہزار غیر یہود سے افضل ہے"☆ (Protocols 2:5)

اخبارات و جرائد ہم کنٹرول کرتے ہیں!

☆"ہماری مرضی و منشا کے بغیر عوام تک کوئی ایک خبر یا اعلان نہ پہنچ سکے گا۔ آج بھی دنیا کے کونے کونے سے ملنے والی خبروں کی ترتیب و تدوین میں حصہ لینے والی ایجنسیاں ہماری نظر میں ہیں اور پھر مکمل طور پر ہمارے قبضہ قدرت میں ہوں گی کہ انہیں ہم جو ڈکٹیٹ کرائیں گے وہی کریں گی اور کاملاً ہمارے اشارۂ ابرو پر کام کریں گی"☆ (Protocols 12:4)

یو این او کا کردار :

☆"...... حد تو یہ ہے کہ اقوام عالم (موجود یو این او اور سلامتی کونسل) کا اتحاد ہماری آشیرباد کے بغیر کوئی معمولی سے معمولی معاہدہ بھی کرنے کی پوزیشن میں نہ ہوگا۔"☆ (عالمی سطح پر UNO کا کردار ہر کسی کے سامنے ہے)(Protocols 5:5)

☆"ہم اقوام عالم کو نئے بنیادی ڈھانچے کی تشکیل کی طرف دھکیل

رہے ہیں، جس کا نقشہ ہم نے بڑی منصوبہ بندی سے بنا رکھا ہے
(کہ یہ ہمارے مقاصد کی تکمیل کرے)......"☆

(Protocols 10:3)

وثائق یہودیت (Protocols) کے مختصر اقتباسات کے حوالے سے آپ آخری صلیبی جنگ کے کچھ محاذوں سے یقیناً واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔ ایک مضمون میں ہر محاذ کا جائزہ لینا مشکل ہے۔ اس کے باوجود ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کے اہم گوشے اہل وطن کے سامنے بے نقاب کر دیں تاکہ یہود کے اصل مقاصد In theory and practice جن کی تکمیل وہ نصاریٰ، ہنود اور کیمونسٹوں کو سامنے لا کر کرنے میں ہمہ وقت اور ہمہ جہت مصروف ہیں اور بدنصیبی سے تکمیل کے کل پرزوں میں مسلمان کہلوانے والے غیر شعوری طور پر یا ضمیر فروش شعوری طور پر معاون و مددگار ہیں کہ میر جعفر و صادق کے ہم نواؤں سے یہ قوم کبھی چھٹکارا نہ پا سکی۔ وجہ آپ خود جاننے کی کوشش کیجئے!

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تیری بربادیوں کے تذکرے ہیں آسمانوں پر

ففتھ کالم:

آغاز سے آج تک جنگوں کی تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ جنگ جیتنے کے لئے جذبہ، نظم و ضبط، افرادی قوت اور اسلحہ کے ساتھ ساتھ "اندر کی خبریں لینے" کا نیٹ ورک بہت ضروری ہے کہ گھر کے بھیدی اکثر "لنکا ڈھاتے" دیکھے گئے ہیں۔ موجودہ دور میں اس قوت کا نام 5th coulmn ہے۔ اس کالم میں خارجی عناصر بھی ہو سکتے ہیں، اپنے ہاں کے نمک حرام بھی یا دونوں ہی طرح کے لوگ۔

اقلیتیں ہر ملک میں ہوتی ہیں اور اکثریت کی اخلاقی اور قومی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ان اقلیتوں کے شہری حقوق میں مساوات کا تحفظ یقینی بنائے اور انہیں اپنے عقائد کے مطابق مذہبی رسوم و رواج کے ساتھ زندگی گذارنے کی سہولت فراہم کرے بعینہٖ

اسی طرح اقلیتوں کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اکثریت کے عقائد اور ملکی آئین و قانون کا احترام کرے۔

اقلیتیں اکثر اوقات بیرونی آقاؤں کے اشارہ پر' ان کے فراہم کردہ وسائل کی بنیاد پر اس ضابطہ اخلاق سے کھلا انحراف کرتے ہوئے ریاست کے اندر ریاست بنانے کے لئے عملی اقدامات کرتی ہیں مثلاً انڈونیشیا میں "25 تیس سالہ محنت" سے تیمور کی آزاد ریاست وجود میں آگئی کہ اس کی سرپرستی برطانیہ' آسٹریلیا اور امریکہ وغیرہ کے ساتھ ساتھ یو۔این۔او نے کی۔

پاکستان میں اقلیتوں کو ہر تحفظ اور ہر طرح کی برابری حاصل ہے مگر یہاں کی بڑی مسیحی اقلیت تمام تر اخلاقی اور دستوری تقاضوں کو پس پشت ڈال کر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں "خداوند یسوع مسیح کی حکومت" بنانے کے لئے سرگرم عمل ہیں اور پہلے قدم کے طور پر اپنی طے شدہ پالیسی کے مطابق مسلم اکثریت کے ساتھ ملتے جلتے نام رکھے جا رہے ہیں تاکہ معاشرتی سطح پر مسلم اور غیر مسلم کا تشخص ہی ختم ہو جائے۔ یہی حال مرزائی اقلیت کا ہے۔ مسلمانوں جیسے ناموں کے ساتھ یہ لوگ مختلف رسائل و جرائد میں اسلام بیزار مضامین اور کالم لکھتے ہیں خصوصاً غیر ملکی امداد پر چلنے والے NGOs کے سایہ تلے۔

ہم عیسائی اقلیت پر تہمت نہیں لگاتے بلکہ ہماری اس بات کو دستاویزی شواہد سہارا دیتے ہیں مثلاً ریاست ڈلاس امریکہ سے چھپ کر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تقسیم ہونے والے سرکلر کی سرخی Islam the False Gospal ہے یعنی اسلام ایک جھوٹا دین ہے۔ پورے سرکلر میں اسلام اور نبی اکرم ﷺ کے متعلق ہرزہ سرائی کی گئی ہے۔ سوئٹزرلینڈ سے مسیحی لٹریچر کے ساتھ آنے والے خط Covering letter میں مسلمانوں کو "دشمن" اور "شرپسند" کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ مسلمانوں کی متبرک ترین کتاب قرآنِ حکیم کو محرف ثابت کرنے کے لئے' مسلمان نوجوان مرد و عورتوں کے سامنے 22 نکات رکھے گئے ہیں۔

آخری صلیبی جنگ میں جہاں خارجی منصوبہ سے ہر محاذ پر حملے ہو رہے ہیں وہاں داخلی محاذ پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نمک کھانے والے دیمک کی طرح جڑیں چاٹنے میں شب و روز مصروف ہیں۔ ہر طرح کی رواداری سے ناجائز فائدے لیتے ہیں۔ صلیبی یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کی مکمل کامیابی کا دارومدار داخلی محاذ کا کھوکھلا ہونا ہے اور یوں اس محاذ پر تمام تر توجہ NGOs کی چھتری تلے مرکوز ہے۔ نہ منصوبہ بندی کی ان کے ہاں کمی ہے اور نہ ہی دینوی وسائل کی کمی ہے۔ اور سونے پر سہاگہ یہ کہ نام نہاد مسلمان مرد و زن مذہب بیزار ہونے کے ناتے کندھے سے کندھا ملائے ان کے ساتھ ہیں۔

آخری صلیبی جنگ لحہ بہ لحہ شدید سے شدید تر ہوتی جا رہی ہے۔ جارح فریق بلاشک و شبہ سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہے کہ اسے اپنی کامیابی کے واضح نشانات نظر آ رہے ہیں اور مسلمان صرف "توکل" کو زحمت دینے پر مصر ہے اور "نہ جنبد میاں گل محمد" کے مصداق اپنی ڈگر میں تبدیلی پر مائل نظر نہیں آتا۔ جو تبدیلی کے لئے موثر کردار ادا کرنے پر قادر ہیں وہ بھی "گھیراؤ" کی لپیٹ میں ہیں۔ سیاست دان ہوں یا حاملین جبہ و دستار اس بات کا برملا اعلان فرماتے ہیں کہ "یہ صدی اسلام کی صدی ہے" اور لیس للانسان الا ماسعی اور ان اللہ لا یغیر بقوم حتی یغیر و اما با نفسھم

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

ہم بارگاہِ رب العزت میں بصمیم قلب دست بہ دعا ہیں کہ ملت مسلمہ کو' بالخصوص اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والوں کو بگوتے وقت کے تقاضوں کا ادراک نصیب فرمادے اور وہ کروٹ اس قوم کا مقدر بن جائے جو حمیت و حریت کو جنم دیتی ہے کہ:

بے خبر! تو جوہر آئینہ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O وبہ نستعین O

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بے دین این جی اوز کا کردار

حکومت پاکستان کے ایک وزیر' این جی اوز کے خلاف ملک بھر میں نفرت اور عملی کاروائی کے مطالبہ سے سیخ پا ہیں اور قومی اخبارات میں سہ کالمی خبر کے طور پر ان کا دھمکی آمیز بیان شائع ہوا ہے کہ "این جی اوز کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے' ہر صورت میں عہدہ برا ہوں گے" مزید فرمایا کہ "این جی اوز مفاد عامہ کیلئے کام کر رہی ہیں' اگر کسی عناصر نے انکے خلاف کاروائی کی کوشش کی تو حکومت مناسب ایکشن لے گی۔" عمر اصغر صاحب اگر این جی اوز کے حق میں بیان نہ دیں گے تو پھر کون انکی حمایت میں بولے گا!

ماضی میں بادشاہوں کے وزراء کے متعلق باتدبیر کا لفظ معروف تھابلکہ لکھا ہی وزیر باتدبیر جاتا تھا مگر 21 ویں صدی کی طرف سفر کیا شروع ہوا ہے کہ وزیر بے تدبیر بنتے چلے گئے اور میر جعفرو میر صادق کی طرح اپنی دھرتی کا حق نمک ادا کرنے کی بجائے' غیر ملکی آقاؤں کے نمک کی لاج رکھنے کی خاطر ہر لحہ بے قرار دیکھے جاتے ہیں۔

NGOs جو (Non Governmental Organisations) کا مخفف ہے' عرف عام میں سماجی رفاہی اداروں پر منطبق کیا جاتا ہے مگر قوم جن کو NGO مافیا کے نام سے پکارتی ہے ان کا سماج کی بہبود سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ یہ امر واقع ہے کہ غیر ملکی سرمایہ پر پلنے والا یہ سماج دشمن مافیا ہے' جو غیر ملکی آقاؤں کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ بعض شعور سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہوں تو بعض غیر شعوری ایجنٹ ہوں مگر اس میں شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ مقاصد غیروں ہی کے پورے کرتے ہیں۔

سماجی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنے والے حقیقی ادارے ان خارجی ایجنٹوں کی سرگرمیوں کے سبب مفت میں بدنام ہوتے ہیں' ان کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے اور یہ عدم تعاون کے سبب اکثر سسکتے دیکھے جاتے ہیں۔ بڑے شہروں کے بڑے NGOs بعض دیہی سطح کے NGOs کو بھی اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں مثلاً کچھ عرصہ پہلے اسلام آباد کی کسی NGO نے وادیٔ سون کا کسی 'پراجیکٹ' کے حوالے سے مکمل سروے کروایا تھا اور وادیٔ سون سکیسر پاکستان کے دفاعی تقاضوں میں خصوصیت کا حامل علاقہ ہے۔ اسی طرح FAO کے حوالے سے گروٹ شہر کو ہیڈکوارٹر بنا کر بعض مبینہ "زرعی ماہرین" علاقے میں دندناتے دیکھے گئے اور گروٹ ہمارے ایٹمی پراجیکٹ کے ساتھ واقع شہر ہے۔ FAO کی ٹیم میں ہر شخص کے محب وطن پاکستانی ہونے کی ضمانت کون دے سکتا ہے! خصوصاً غیر ملکی درآمد شدہ ماہرین کی ضمانت۔

تعلیم کے پراجیکٹ میں مدد و تعاون کے حوالے سے بھی ایک مقامی NGO استعمال ہوا کہ مبینہ "ماہرین تعلیم" مشکوک پائے گئے جو برٹش یا امریکی سفارتخانے نے تحفتہً دیئے تھے۔ یہ کام ملک کے مختلف حصوں میں عملاً اور عمداً ہو رہا ہے۔ اسی لئے باشعور اہل وطن ان "سماجی اداروں" کو سماج دشمن ادارے کہتے ہیں اور مسلم لیگ حکومت کے وزیر پیر محمد بن یامین بلاوجہ NGOs کے خلاف حکومت کو متوجہ نہیں کر رہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے اس تالاب میں' جو بظاہر خوبصورت اور خوشبودار ہے مگر حقیقتاً غلاظت کا گڑھا ہے' غوطہ لگا کر اسکی گہرائی اور غلاظت کی تہیں دیکھی ہیں۔ پیر محمد بن یامین کی طرح اس ملک کے بے شمار اہل نظر ہیں جو جذبہ حب الوطنی کے تحت حکومت کو متوجہ کرتے رہتے ہیں۔ اس NGO مافیا کا Network حکومت کو خاطر میں نہیں لاتا کہ اسکے اپنے' اسلامی جمہوریہ پاکستان میں وزیر بنے بیٹھے ہیں اور ان کی وزارت میں اس مافیا کے خلاف کوئی کاروائی ہو تو یہ انکی توہین بھی ہے اور غیر ملکی آقاؤں کے سامنے سبکی بھی ہے۔

جب ہم اس NGO مافیا کو سماج دشمن قرار دیتے ہیں تو یہ محض تہمت یا الزام نہیں ہے بلکہ ہمارے پاس اس بات کو ثابت کرنے کے لئے دستاویزی شواہد ہیں اور یہ

دستاویزات انہی کی اپنی شائع کردہ ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا بچہ بچہ اس حقیقت پر گواہ ہے (ماسوائے بلبائے پیپلز پارٹی شیخ رشید کے) کہ یہ خطہ اسلام کے نام پر اسلام کے عملی نفاذ کے لئے مسلم اکثریت کو قائداعظمؒ نے طویل جدوجہد کے بعد لے کر دیا تھا۔ قائداعظمؒ نے بار بار وضاحت فرمائی کہ :

☆"اس قوم کو ایک جداگانہ گھر کی ضرورت ہے۔ ان دس کروڑ عوام کو جو مسلمان ہیں، جو اپنی تمدنی، معاشرتی صلاحیتوں کو اسلامی خطوط پر ترقی دینا چاہتے ہیں ایک اسلامی ریاست کی ضرورت ہے"☆ (قرار دادِ لاہور 23 مارچ 40، حیات قائداعظم مرتبہ چوہدری سردار محمد عزیز خان، صفحہ 220)

☆"مسلمان غلامی کو خدا کا عذاب سمجھتا ہے۔ مسلمان اور غلام دو متضاد چیزیں ہیں۔ ایک آزاد اسلامی سلطنت کے بغیر اسلام کا تصور ہی باطل ہے۔ مسلمان کے نزدیک صحیح آزادی کا تصور یہ ہے کہ وہ ایسی اسلامی حکومت کو معرضِ وجود میں لائے جو قرآنِ کریم کے ضابطہ خداوندی کی تشکیل ہو۔ مسلمان کے نزدیک ہر وہ نظام باطل ہے جو کسی انسان کا وضع کردہ ہو کیونکہ اس کے پاس ایک دستور ہے جو اس کی ہر موقعہ اور ہر زمانہ میں راہنمائی کرتا ہے۔"☆ (بحوالہ مذکورہ صفحہ 252)

ہم نے مذکورہ اقتباسات اس لئے درج کر دیئے ہیں کہ شیخ رشید کی طرح اگر کسی کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ خناس ہے کہ قائداعظم پاکستان کو آزاد سیکولر ریاست بنانا چاہتے تھے تو اس کا ذہن صاف ہو جائے کہ پاکستان صرف اسلام کے لئے تھا۔ دوسری اہم یہ بات ان اقتباسات سے اپنے قاری کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں کہ قائداعظمؒ کے پاکستان میں برتری قرآن کریم کے ضابطہ خداوندی کی تشکیل ہو گی۔ اسلام مسلمان کے لئے ضابطہ حیات ہے اور ہر شعوری یا غیر شعوری مسلمان کے نزدیک قرآن اور شعائر اسلام کی

عظمت و اہمیت اس کے اپنے جسم و جان سے کہیں زیادہ ہے اور ماضی سے حرمتِ قرآن اور شعائر اسلام پر جان دینے کی بے شمار مثالیں ہماری عملی زندگی کی تاریخ کا حصہ ہیں۔

یہود و نصاریٰ کی مشترکہ خواہش و کاوش ہے کہ مسلمان کے قلوب و اذہان سے اسلامی اقدار اور شعائر سے محبت کھرچ کر اسے قطعاً "بے ضرر انسان" کے قالب میں ڈھال دیا جائے اور عورت کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جائے کہ عورت مرد کو نہ صرف موم بناتی ہے بلکہ خود اس کا بگاڑ خاندانوں کا بگاڑ ثابت ہوتا ہے۔ یہود و نصاریٰ دوسرے اسلامی ممالک کی نسبت اسلامی جمہوریہ پاکستان کو اپنے خلاف موثر مورچہ سمجھتے ہوئے اسے سر کرنے کی خاطر ہر حربہ استعمال کر رہے ہیں اور موثر ترین حربہ یہی NGO مافیا ہے۔ دین دشمنی کا عزم اور محنت ملاحظہ ہو:

> ☆"طویل عرصہ سے ہم نے یہ محنت کی ہے کہ غیر یہود میں پاپائیت / مولویت کو بے وقار بنا دیں اور سینہ دھرتی پر انکے مشن کو تباہ و برباد کر دیں جو ہمارے راستے کے سنگِ گراں سے کم نہیں ہے۔ دن بدن مولویت کی قدر و قیمت کم ہو رہی ہے۔ آزادئ ضمیر کے نعرے کی طرف ہم نے عوام کو دھکیل کر مولویت کو برباد کرنے کا عزم کر رکھا ہے......" ☆ (Protocols 17:2)

مذکورہ اقتباس کی روشنی میں مثال کے طور پر ضمیر کی قیدی "حقوق انسانی کی چیمپئن" عاصمہ جہانگیر کا کردار دیکھ لیجئے کہ حقوقِ انسانی کے نام پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلمہ دشمنوں کے ساتھ باہم شیر و شکر بلکہ دشمن کے سپاہیوں میں عملاً شکر پارے بانٹنے' پاکستان میں جاسوسی کرنے والے دشمن کے گھر جا کر ملاقات کرنے اور بھارت میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پالیسیوں کے خلاف انٹرویو اور بیان بازی پر میڈیا کی گواہی کافی ہے۔

قومی سلامتی کے حوالے سے یہ رویہ اسلامی جمہوریہ پاکستان سے کھلی غداری قرار پاتا ہے مگر عاصمہ جہانگیر' جو اپنے خالق و مالک کی باغی ہے' اسلامی جمہوریہ پاکستان سے بغاوت کو کہاں خاطر میں لائے گی کہ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ قانون دان ہے اور آئین و

قانون کی جو توجیح چاہے کر لے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

عاصمہ جہانگیر بھی ایک NGO کی سربراہ ہے۔ اس NGO کے ذمہ اس کے آقاؤں نے قرآن و سنت اور شعائر و اقدارِ اسلام کی بیخ کنی کا کام سونپ رکھا ہے۔ صرف دو مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

عاصمہ جہانگیر کی NGO ایک ماہوار خبرنامہ 'صدائے آدم' کے نام سے شائع کرتی ہے اس نے شمارہ جنوری 2000ء کے سرورق پر، قرآن حکیم کی سورۃ النساء کی آیت 33 پر ایک طنزیہ کارٹون شائع کیا ہے جو قرآن حکیم کی آیت کی توہین کے ساتھ ساتھ سنت رسول ﷺ کی بھی توہین ہے۔

☆ مذکورۃ آیت نمبر 33 کے الفاظ یہ ہیں "الرجال قوامون علی النساء بما

آخری صلیبی جنگ

فضل اللہ بعضھم علی بعض O" یعنی مرد عورتوں پر قوام (محافظ) ہیں اسلئے کہ اللہ تعالٰی نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اس آیت کی 'کارٹون کی شکل میں تشریح کرتے ہوئے 'ایک ترازو بنایا گیا ہے جس کے اوپر اٹھے (ہلکے) پلڑے میں ایک عورت اور اس کا بچہ ہے اور دوسرے خاصے جھکے بھاری پلڑے میں ایک مولوی صاحب نے جھک کر صرف داڑھی رکھی ہوئی ہے (یعنی مرد تو رہا ایک طرف مولوی کی داڑھی بھی عورت اور اسکے بچے سے بھاری ہے) یہ قرآن کی آیت اور سنتِ رسول ﷺ کی کھلی توہین ہے۔

فروری 2000ء کے 'صدائے آدم' کے سرورق پر شائع کارٹون پہلے کارٹون سے بھی توہینِ قرآن کے حوالے سے بازی لے گیا ہے۔ یہ کارٹون سورۃ الاعراف کی آیت 40 پر مبنی ہے 'جو یوں ہے: "ان الذین کذبوا بایتنا واستکبروا عنھا لا تفتح

آخری صلیبی جنگ

لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط وکذالك نجزی المجرمین O (40) یعنی: (جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور مقابلے میں متکبر ہوئے ان کے لئے نہ تو آسمان کے دروازے کھلیں گے نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے کہ یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے اگر اونٹ سوئی کے سوراخ سے گذر جائے' یعنی نہ اونٹ سوئی کے سوراخ سے گذر سکتا ہے اور نتیجتاً نہ ایسے مجرم جنت میں جا سکتے ہیں)

اس آیت پر مبنی کارٹون میں ایک مولوی صاحب اونٹ کی نکیل (رسی) پکڑے اس میں سوئی پروئے (ڈالے) اونٹ کو اپنی جانب کھینچ کر سوئی کے سوراخ سے گذارنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آج ملک میں توہین عدالت کا قانون موجود ہے۔ عدالتیں بات بات پر خود نوٹس لیتی ہیں۔ توہین کے مرتکبین کو سزائیں بھی ہوتی ہیں مگر کلام اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کی توہین پر سزا دینے والا کوئی نہیں کہ مجرم کی پشت پناہی کے لئے عمر اصغر اور دیگر موثر مافیا موجود ہے۔ قوم روٹی اور ٹیکس کے سبب نڈھال ہے لہذا کھل کھیلتے ہیں کہ سیاں بھیے کوتوال:

لاہور ہی میں ایک اور NGO "شرکت گاہ" ہے جس کا سہ ماہی مجلہ خبر نامہ ہے۔ اس NGO کا سلوگن ہے "خواتین زیر اثر مسلم قوانین" یہ حقوق نسواں کا داعی ادارہ ہے۔

خواتین زیرِ اثر مسلم قوانین
Women living under muslim laws
النساء في ظل التشريعات الإسلامية
Femmes sous lois musulmanes
International solidarity network
Reseau international de solidarite

اس NGO کی سرپرستی بے شمار غیر ملکی تنظیمیں کرتی ہیں جن کی فہرست خبرنامے کے شمار 3، جلد 4 کے صفحہ 25 پر درج کی گئی ہے۔

اس این جی او کے سلوگن سے جو بات عیاں ہے اسے حقوقِ نسواں کے حوالے سے یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ دنیا بھر میں ہر جگہ عورت کو تمام حقوق میسر ہیں مگر کسی جگہ عورت کو خطرہ ہے، اس کے حقوق پامال ہیں، تو صرف ان ممالک میں جہاں اسلامی قوانین کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں۔ یہ پاکستان ہے، سوڈان ہے یا کوئی دوسرا اسلامی ملک۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہتے اور غیر ملکی آقاؤں کا نمک کھاتے، اسلامی اقدار کی حامل اکثریت کی موجودگی میں حقوقِ نسواں کے نام پر ''شرکت گاہ'' اور اس کی دیگر ہم نوا NGOs کے مطالبات پر ایک نظر ڈال کر وثائق یہودیت کے سابقہ اوراق میں دیئے گئے اقتباس کی روشنی میں خود موازنہ کر کے دیکھ لیجئے کہ جن NGOs کا عمر اصغر حکومتی سطح پر موثر دفاع کرنے کا عندیہ دے رہے ہیں ان کی اصلیت کیا ہے اور اسی سے عمر اصغر کا اپنا چہرہ نکھر کر ہر کسی کے سامنے آ جاتا ہے۔

(بقول خبر نامہ جلد 6، شمارہ 1، صفحہ 3)

پاکستان میں بسنے والے تمام گروہوں اور قبیلوں کی نمائندگی کرنے والی چاروں صوبوں میں کام کرنے والی تنظیموں نے مندرجہ ذیل مطالبات پیش کئے ہیں: (تنظیموں کی طویل فہرست محل نظر ہے)

1. حدود آرڈیننس کی تنسیخ،
2. قصاص اور دیت کے قانون کی تنسیخ،
3. قانونِ شہادت کی تنسیخ،
4. تمام پرسنل لاز میں ٹھوس اصلاحات، جیسا کہ مطالبات بالا میں تحریر ہے۔

انہی تنظیموں نے ''قانونی اصلاحات کے لئے ایکشن'' کے عنوان سے مطالبات کی ایک فہرست مرتب کر کے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی جمہوری حکومت کے سامنے پیش

کی تھی جس میں نمبر 9 مطالبہ یہ ہے کہ :

☆ "وفاقی شرعی عدالت اور تمام خصوصی عدالتیں ختم کر دینی چاہئیں"

وفاقی شرعی عدالت کی موجودگی کا ان NGOs کو ناپسند ہونا' ہر کسی کو بخوبی سمجھ آسکتا ہے کہ یہ کوئی معمہ نہیں ہے۔ اسی مشترکہ آواز کا نمبر 10' اپنی آواز 'سرکار' کے کانوں میں اس طرح ڈالتا ہے کہ :

☆"اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ غیر سرکاری تنظیمیں (NGOs) معاشرے کی اجتماعی آواز ہیں اور اس کی نمائندگی کرتی ہیں' اس لئے سفارش کی جاتی ہے کہ غیر سرکاری تنظیموں اور پارلیمنٹرین کے مابین باقاعدہ رابطے کے لئے راہیں تجویز کی جائیں اور پارلیمنٹ کو ایسی کمیٹیاں بنانی چاہئیں جن کے ذریعے عورتوں کے گروپ اور اقلیتیں اپنی آواز اسمبلی میں پہنچانے کے قابل ہو سکیں"☆

لیگل ایکشن کا نقطہ نظر نمبر 11 میں حقوقِ نسواں کی بحالی کے لئے مندرجہ ذیل 'تجویز اور مطالبہ' سامنے لاتا ہے :

☆ "یہ بھی سفارش کی جاتی ہے کہ خواتین کی نشستیں فوراً بحال کر دی جائیں......"

آگے بڑھنے سے قبل بہتر محسوس ہوتا ہے کہ شرکت گاہ اور دیگر معاونین کے مذکورہ مطالبات کا مختصر جائزہ لے لیا جائے۔ موجودہ حدود آرڈیننس ہو یا قصاص و دیت کا قانون یہ لولا لنگڑا جیسا بھی ہے قرآنِ حکیم کی صریح نص سے اخذ کردہ ہے۔ یہ مطالبہ تو کیا جاسکتا ہے کہ اسے قرآن و سنت کی حقیقی روح سے مکمل مطابقت دی جائے اگر کسی جگہ جھول ہے تو اسے دور کر دیا جائے مگر ان کی تنسیخ کا مطالبہ قرآن و سنت کی توہین اور کھلی بغاوت کی علامت ہے۔

خواتین کی نمائندگی کا دیرینہ مطالبہ جنرل پرویز مشرف صاحب کی حکومت

نے جنرل نقوی صاحب اور عمر اصغر صاحب جیسے NGO نواز اور این جی اوز کے سرپرستوں کے مشورے پر قبول ہی نہیں کیابلکہ ان کی توقع سے بڑھ کر انہیں نوازا کہ نواز شریف اور بے نظیر کی جمہوری حکومت نوازنے میں ناکام رہی تھی۔ ضلعی حکومتوں میں نمائندگی ہویابالائی سطح پر' کیا موجودہ مذکورہ NGOs کی سرپرستی میں خواتین اسلام اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بنیادی نظریہ کی پاسداری کریں گی یا ملک دشمن NGOs کے ہاتھوں کھلونابن کر اسلامی اقدار و شعائر کی بیخ کنی سے پاکستان کے سماجی اور معاشرتی ڈھانچہ کے بخیئے ادھیڑ کر یہود و نصاریٰ کے اہداف کی تکمیل کے لئے استعمال ہوں گی۔ یہ لمحہ فکریہ ہے۔

لاہور کی NGO "عورت فاؤنڈیشن" کے ترجمان ماہنامہ 'اطلاع' کے تازہ شمارہ ماہ جولائی اگست 2000ء کے ابتدائیہ سے اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

☆"اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی' کے فارمولا کے تحت موجودہ حکومت نے یونین کونسلوں میں عورتوں کو مردوں کے برابر نمائندگی دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ انتہائی اہم اور جرائتمندانہ قدم ہے ...... دنیا بھر میں بہت کم ایسے ممالک ہیں جہاں عورتوں کو سیاسی عمل میں نمائندگی کا مساوی حق ہے ...... حکومت کے اس اقدام سے پاکستان کا شمار دنیا کے روشن خیال اور ترقی پسند ملکوں میں ہوگا۔ اس طرح جہاں پاکستان کے بارے میں پسماندہ اور قدامت پسند ملک ہونے کا جو ایک تاثر ہے اس کو حکومتی فیصلے سے دور ہونے میں مدد ملے گی ...... سول سوسائٹی اور سماجی تنظیموں پر یہ بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ادارہ برائے قومی تعمیر نو NRB کو خطوط لکھیں' تاریں' فیکس اور ای میل بھیجیں جس سے حکومت کے اس خوش آئند اقدام کو سراہا جائے اور اہم فیصلے پر قائم رہنے کیلئے زور دیا جائے۔"☆ (ماہنامہ اطلاع' جولائی 2000ء صفحہ اول)

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا ہی کارنامہ ہے جو یونین کونسل کی سطح پر ان پڑھ یا کم پڑھی لکھی عورتوں کو مردوں کے سامنے بٹھا کر انہیں بحث و مباحثے کے رنگ میں اخلاقی اقدار سے دور لے جائیگا۔ خاندانی نظام درہم برہم ہو گا۔ جو کام NGOs برسوں کی "محنت" سے نہ کر سکی تھیں وہ "محبِ وطن و دینی ذہن" نے انتہائی سہل بلکہ مکمل کر دیا۔

ہم یہاں NGOs کے اسلام دشمن رویوں کے حوالے سے بات چیت آگے بڑھا رہے ہیں اسی 'شرکت گاہ' کے خبرنامے سے ایک مثال لیجئے جو سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 282' جس میں اللہ تعالیٰ نے مالی لین کے ضمن میں تحریر لکھنے کی ہدایت فرماتے ہوئے نصیحت کی ہے کہ مالی لین دین کی تحریر میں دو گواہ ہونے لازم ہیں اور اگر بفرضِ محال دو مرد گواہ میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنا لیا جائے تاکہ اگر خدانخواستہ دوران گواہی ایک عورت کچھ بھول جائے تو دوسری عورت اسے یاد دلا دے۔ اس حکم میں عورت کی تحقیر کا کوئی پہلو نہیں ہے مگر شرکت گاہ نے اپنے "خبرنامہ" جلد اول شمارہ اول 1990ء کے صفحہ 20 پر کسی ریحانہ توفیق کی طنزیہ نظم شائع کی ہے۔

کیوں تیری گواہی آدھی ہے!

محبوب خدا خود جس سے کہے جنت ہے تیرے قدموں تلے
اے عقل کے اندھو! سوچو ذرا کیا اس کی گواہی آدھی ہے
جس روز پکارے جاؤ گے تم نام سے اپنی ماؤں کے
اس روز انہیں بھی کہہ دینا' جا تیری گواہی آدھی ہے

ہم نے نمونتاً لمبی نظم سے چند اشعار دیئے ہیں۔ قرآن پاک کی مذکورہ آیت سے مطابقت رکھتا ہوا ایک فرمانِ نبوی ﷺ بھی کتب حدیث میں وارد ہے' مگر یہاں تو اسلامی شعائر کا تمسخر مقصود ہے جو اسلامی ناموں سے مشابہت کی آڑ میں مسیحی مرد و زن نبھا رہے ہیں۔ ان NGOs میں سب سے زیادہ عمل دخل مسیحی برادری کا ہے مگر چونکہ طے شدہ پالیسی کے مطابق ان کے نام مسلمانوں جیسے ہیں اس لئے تخصیص نہیں ہو پاتی۔ حکومت اگر سروے کروالے تو حقائق ہمارے نقطہ نظر کی تائید کریں گے۔ "شرکت گاہ"

کا علامتی نشان ہی عالمی صلیب (♀) ہے مگر اسے انہوں نے ہماری آنکھوں میں دھول جھونکنے کی خاطر عورت قرار دے رکھا ہے۔ جس پر کوئی عقل کا اندھا ہی یقین کرے گا۔

اسلامی شعائر کا مذاق اڑاتے 'خبرنامے' نے انتہائی بے ہودہ کارٹون بنائے ہیں مثلاً عورت کی آدھی گواہی والی قرآنی آیت کی تضحیک کرتے ہوئے ایک کارٹون بنایا ہے جس میں ایک ترازو کے جھکے پلڑے میں 'لوٹا' رکھا ہے تو اوپر اٹھے ہلکے پلڑے میں اپ ٹوڈیٹ عورت بٹھائی ہے' دوسرے کارٹون میں قاضی حسین احمد کے ہاتھ میں ترازو ہے جس میں ایک طرف مولوی بیٹھا ہے تو دوسرے پلڑے میں دو عورتیں بیٹھی ہیں۔ یہ ہے

اسلام دشمن NGOs کا عملی کردار۔

لاہور کی NGO 'AGHS legal Aid Cell کے ترجمان "صدائے آدم" کی ایڈیٹر حنا جیلانی صاحبہ کے شمارہ فروری 2000ء کے لکھے اداریے سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو' جو انہوں نے سپریم کورٹ اپیلٹ بنچ کے سود حرام قرار دینے پر لکھا ہے:

☆"...... کیا مسلمانوں کو اپنی زندگیاں سپریم کورٹ بنچ کے تین ارکان کے عقیدے کے مطابق گذارنا ہوں گی؟ مذہبی عدالتوں کے قیام میں بنیادی خامی یہی ہے کہ انہیں اجتماعی اور انفرادی زندگی کے ہر پہلو پر رائے دینے کا اختیار ہے' مذہب کے غلط استعمال نے پاکستان میں سماجی و سیاسی زندگی تباہ کر دی ہے۔"☆

کیا یہ الفاظ توہین عدالت نہیں ہیں؟ کیا یہ مذہب پر بلاواسطہ حملہ نہیں ہے؟؟

حقوقِ انسانی یا آزادیٔ نسواں کے نعروں کے ساتھ کام کرنے والی بے شمار NGOs میں خصوصی عمل دخل مسیحوں کا ہے۔ لاہور میں NGOs کی طرف سے ہونے والے جس قدر مظاہرے ہوتے ہیں ان میں سے اکثر شرکاء مظاہرہ رائے ونڈ' کلارک آباد' فاروق آباد (چوہڑکانہ) اور سکھیکی کے قریب مریم آباد سے بسوں میں بھر کر لائے گئے مسیحی مرد و زن ہوتے ہیں۔ جو ہماری اس تحقیق سے متفق نہیں ہے وہ آئندہ ہونے والے مظاہروں میں شامل ہو کر اپنی تسلی کر لے اور مظاہروں' تربیت گاہوں کے نام پر NGOs کے حسابات بھی قابلِ آڈٹ ہیں مگر کرے گا کون؟

سرکاری آشیرباد کے ساتھ چلنے والی دوسری بے شمار NGOs کے ساتھ ایک قابل ذکر NGO پرنس کریم آغا خان کی ہے جو شمالی علاقہ جات کو اسرائیلی پودے کی طرح' اسماعیلی سٹیٹ میں بدلنے کے لئے بے پناہ وسائل کے ساتھ لوگوں کے قلوب و اذہان کے سودے کرنے میں صبح دوپہر شام مصروف عمل ہے کہ شمالی علاقہ جات میں

داخان کی پٹی کے ساتھ یہ اسماعیلی خطہ امریکہ کے لئے' جو پرنس کریم آغا خان کا گھر ہے' ایک ایسا مستحکم اڈہ ہوگا جہاں سے پاکستان اور افغانستان کے علاوہ پوری مسلم ریاستوں پر کنٹرول کا امریکی خواب شرمندہ تعبیر ہوگا تو دوسری طرف پاکستان کے دوست چین کے خلاف یہ مستقل Threat ہوگا اور یوں بھارت سے امریکی دوستی کا رشتہ پکا کرنے میں نام نہاد مسلمان کا نام میر جعفر و میر صادق کی طرح تاریخ کے صفحات پر رقم ہوگا۔

مسیحی NGOs پاکستان کے حساس علاقوں کے قرب و جوار میں زیادہ مصروفِ عمل دیکھی جاتی ہیں اور پاکستان میں ان کے بچھائے جال' بائبل کورسز کے نام پر انتہائی زہریلا لٹریچر نوجوان لڑکے لڑکیوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ ہمارے پاس اس حقیقت کے دستاویزی شواہد موجود ہیں۔ مسیحی اقلیت کے حقوق اپنی جگہ اور الحمد للہ کہ پاکستان میں بطریقِ احسن ادا ہو بھی رہے ہیں' جسے شکوہ ہے وہ کھل کر بتائے کہ کونسا حق یہاں سلب ہے۔

مسیحی اقلیت سے مسلم اقلیت کو یہ بجا طور پر یہ گلہ ہے کہ اکثریت کے سچے دین کو اس کے منہ پر جھوٹا دین کہا جارہا ہے کہ ڈلاس امریکہ سے چھپنے والا ایک ورق تقسیم ہو رہا ہے جس کا عنوان ہے "Islam the False Gospal" یعنی "اسلام ایک جھوٹا دین ہے" اور بے حمیت مسلم ریاست اس کا نوٹس لینے کے بجائے غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کے لئے اس کے تحفظ پر کمر بستہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے مسلمانوں
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اندلس کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

بحالی معیشت کے لئے امپورٹڈ سفید ہاتھی

روزنامہ اوصاف اسلام آباد کی 21 جون کی اشاعت سے میرے جیسے بے خبروں کو بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر خزانہ کے حوالے سے یہ خبر ملی کہ "ملکی معیشت کو تباہی سے بچانے اور بحرانوں کی دلدل سے نکالنے" کے لئے غیر ملکی ماہرین کی خدمات سے استفادہ کیا جارہا ہے۔ "اناللہ وانا الیہ راجعون"

شاعرِ مشرق علامہ اقبال کے ایک شعر کا نصف یہ ہے "حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے" علامہ کی روح سے معذرت کے ساتھ اگر اسی مصرعے کے وزن پر یہ کہہ دیا جائے کہ "بصیرت نام تھا جس کا گئی مسلمان کے گھر سے" تو شاید بے جانہ ہو گا۔ یہ ماہرین معیشت کون ہیں؟ ان کا چہرہ انہی کے آئینہ میں دکھانے سے قبل خود وزیر خزانہ بھی چاہیں تو اپنا چہرہ اسی آئینہ میں دیکھ لیں۔ مسلمہ کہاوت ہے "کند ہم جنس باہم جنس پرواز' کبوتر با کبوتر' باز با باز" امپورٹڈ وزراء کی نظر پڑی تو امپورٹڈ ماہرین اور مشیروں پر۔ گویا "ہوئے تھے جس کے سبب بیمار اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں"۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ٹیلنٹ سے ہر شعبہ زندگی میں اقوام شرق و غرب استفادہ کر رہی ہیں مگر پاکستانی قیادت ان کی محتاجی پر مصر ہے جو خود شوکت عزیز صاحب کے علم و فضل اور فن کے محتاج ہیں جس نے کہا سچ کہا کہ "پرائی کھرلی دے ٹنڈے مٹھے لگدے آ" (یعنی دوسرے کی ہر چیز بھلی لگتی ہے) اپنا پیر بھی دوسروں کے مقابلے میں ہلکا لگتا ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں معاشی بحران کو جنم دینے والے کون ہیں؟ پاکستان

میں ان کے ایجنٹ کون ہیں' اگر یہ سب کچھ اہل وطن جان لیں تو ان کے گریبانوں تک ہاتھ پہنچ جائیں اور ان کا سانس رک جائے' مگر اہل وطن کو پاپی پیٹ کے مسائل نے اس قدر نڈھال کر دیا ہے کہ انہیں ادھر ادھر کی شدبد ہی نہیں رہی۔

عالمی سطح کے اقتدار کے دعویدار یہود ہیں اور نصاریٰ ہر محاذ پر ان کے بے بس کارندے اور ہر شعبہ زندگی کے بے ضمیر ان کے مہرے ہیں۔ یوں ہر محاذ پر ان کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی ہے کہ وہ اپنی مثلث کی نوک پلک ہر لمحہ سنوارتے رہتے ہیں اور عالمی بساط پر مہرے آگے' پیچھے ہٹاتے بڑھاتے رہتے ہیں۔

شوکت عزیز ہوں یا ماضی کے سر تاج عزیز جنہیں ان کے ہم وطن آج بھی 'محبت' سے سرچارج عزیز کہتے ہیں اس آئینے میں اپنے آپ کو دیکھیں' پرکھیں اور پھر اہل وطن بھی اسی آئینہ میں عالمی معیشت کے ماہرین کا چہرہ دیکھ لیں:

> ☆"(جہاں اپنی سازشوں سے ہم کامیاب ہو جائیں) عوام میں سے جو بھی انتظامیہ ہم منتخب کریں گے' اپنی وفاداریوں کی تکمیل کی صلاحیت کے حوالے سے وہ ان حکومتوں کے اپنے تیار کردہ افراد کی طرح تربیت یافتہ نہ ہوں گے بلکہ بچپن سے کرہ ارض پر حکمرانی کے لئے زیر تربیت رکھے گئے وہ لوگ ہوں گے جو مہروں کی طرح ہمارے ماہرین' مشیروں اور دانشوروں کے اشارہ ابرو کو سمجھیں گے اور عمل کریں گے۔" ☆(Protocols of Zion 2:2)

عالمی معیشت کے 'ماہرین' یہاں تشریف لا کر اپنے بھاری بھرکم معاوضوں اور آسائشوں کے سبب معاشی بحران کا صدمہ' تو 'کم کریں گے' ہی اس کے ساتھ جو دوسرے فرائض سرانجام دیں گے ان پر بھی نظر ڈال لیں۔

> ☆"...... جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہمارے یہ 'ماہرین' اپنے حکمرانی کے تقاضوں کی تکمیل کی خاطر مطلوب معلومات' تاریخی نچوڑ

ہمارے سیاسی عزائم اور گزرتے لمحات کے واقعات و مشاہدات سے لیتے ہیں۔ غیر یہود کو غیر حتمی تاریخی مشاہدات سے عملی راہنمائی دینے کے بجائے محض غیر عملی معلومات فراہم کی جاتی ہیں جن کیلئے فکر مند ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ وقت معین آنے تک ان کو اسی خوش فہمی میں لگا رہنے دو یا یہ ماضی کے خوابوں یا پرانے جھمیلوں میں الجھیں یا پرانی یادوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں ہم نے انہیں جن امور کو سائنسی قواعد کے طور پر تسلیم کر لینے کی ترغیب دی ہے اسی پر جمار ہنے دو۔"☆ (Protocols 2:2)

عالمی مالیاتی ادارے محسن کے روپ میں جو امداد دیتے ہیں اور امداد لینے والے ممالک میں جو محسنین 'تشریف' لاتے ہیں ان کے متعلق بھی حقائق کی ایک جھلک وثائق یہودیت کے آئینے میں ملاحظہ فرمائیے:

☆"...... جو ممالک معاشی تباہی سے دوچار ہو کر بد حال ہو جائیں وہاں ہمارے تاک میں لگے مالیاتی ادارے امداد فراہم کریں' جس امداد کے ذریعے بے شمار نگران آنکھیں ان پر مسلط ہو کر ہماری ناگزیر ضرورت کی تکمیل کریں' خواہ ان کے اپنے اقدامات کچھ بھی کیوں نہ ہوں۔ اس کے ردِ عمل میں ہمارے اپنے بین الاقوامی حقوق' ان کے قومی حقوق کو بہالے جائیں گے۔"☆

(Protocols 2:1)

عالمی بنک کا حقیقی روپ یوں بیان کیا گیا ہے:

☆"عالمی بنک ترقی پذیر ممالک کے پالیسی سازوں کو مشورہ دینے اور انہیں دباؤ میں رکھنے والا دنیا کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یہ عام طور پر (قرض کے لئے) حکومتوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور یہ

کہ قرض لی گئی رقم کو وہ اصل ترقیاتی پراجیکٹس پر خرچ کرنے کے بجائے جیسے چاہیں خرچ کریں اور اس کے بدلے میں وہ فیصلہ سازی میں اسے (ورلڈ بنک کو) بھی کردار ادا کرنے دیں۔ اس طرح حکومتیں قرضوں کی یہ رقوم تعیشات پر لٹاتی ہیں اور ذاتی عیاشیوں پر قوم کی کمائی خرچ کرتی ہیں (اور پھر ہر ملک اپنا اقتدار اعلیٰ ورلڈ بنک' آئی ایم ایف وغیرہ کے پاس گروی رکھ دیتا ہے)"☆

("وہ ہم پر کس طرح حکومت کرتے ہیں" از نجمہ صادق' صفحہ 15-16' شرکت گاہ' لاہور)

معاشی بحرانوں کو جنم دینے والے' ان بحرانوں کا 'حل' ماہرین امپورٹ کر کے کرنے والے' اغیار کے ایجنٹ اور مہرے اپنی ہی دھرتی کے بے ضمیر ہیں جنہوں نے ایمان اور حب الوطنی ڈالروں کے عوض فروخت کر دی ہے۔ اسلامی جمہوری پاکستان آج بھی نہ باصلاحیت افراد کے حوالے سے بانجھ ہے نہ ہی وسائل کے حوالے سے۔ ضرورت تو صرف ایسے باضمیر منصوبہ سازوں کو سامنے لانے کی ہے جو جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہوں۔

آج پاکستان کی قیادت یہ طے کر لے کہ باہر سے کچھ نہیں لیا جائے گا اپنے ٹیلنٹ اور اپنے وسائل پر انحصار کیا جائے گا تو پاکستان بہت کچھ برآمد کر کے باوقار مقام حاصل کر سکتا ہے۔

اغیار سے مانگتے پھرتے ہیں مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلا دیئے سائے ہم نے

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O وبہ نستعین O

نچلی سطح تک اقتدار کی منتقلی - ناکام تجربے کو دہرانا

عقلمند اس نقطے پر اتفاق کرتے ہیں کہ تاریخ جس کا دوسرا نام ماضی ہے مستقبل کا راستہ سنوارنے کے کام آتی ہے جو تاریخ سے سبق لے کر اپنا حال سنوارتے ہیں وہ مستقبل کی نسل کو درخشندگی سے نوازتے ہیں۔ مگر عقلمندی کے دعویٰ کے ساتھ' "آزمودہ را آزمودنِ جہل است" کے مصداق' ہمارے جنرل بنیادی جمہوریت کے ناکام تجربے کو دہرانے پر مصر ہیں اور مبلغ علم کی انتہا یہ کہ' نچلی سطح تک اقتدار کا چیف ایگزیکٹو کو سبز باغ دکھانے والے کے اپنے دفتر میں لگے نقشے پر مرید کے اور شیخورہ بھارتی علاقہ دکھایا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سرحدوں کے محافظ اگر سرحدوں کی حقیقت سے غافل رہیں تو پھر ملک کا خدا ہی حافظ ہے اور ایسے بے خبر مشیر اگر اقتدار کو نچلی سطح تک منتقل کرنے کا منصوبہ بنائیں تو سمجھ لیجئے کہ جس طرح پاکستان کی حدود سے مرید کے اور شیخوپورہ نکل گیا اسی طرح اور اسی رفتار سے اقتدار کو بھی راہ دکھائی جارہی ہے۔ محافظوں کو اپنے زیرِ حفاظت علاقہ کے ایک ایک انچ کی خبر ہوتی ہے۔

نچلی سطح تک اقتدار کی منتقلی کا پہلا تجربہ بھی ایک فوجی جنرل نے کیا تھا اور بندر کے ہاتھ ماچس دینے کے مصداق اقتدار ان کو بخشنے کی کوشش کی تھی جنہیں اقتدار کے معنی تک معلوم نہ تھے۔ گنتی کے افراد کو چھوڑ کر عملاً یہ اقتدار میٹرک یا ایف اے پاس سیکرٹری یونین کونسل کے پاس تھا یا تحصیل کی سطح پر بنیادی جمہوریت کے افسر کے پاس۔ منتخب نمائندے نہ تو قوانین و ضوابط سے واقف تھے اور نہ ہی ان میں ان کے استعمال کا شعور و داعیہ تھا کہ ان پڑھ یا کم پڑھے لکھے ہونے کے ساتھ برادری کے تعصب سے مبرا

نہ تھے۔

راقم نے بنیادی جمہوریت کے نظام کو بہت ہی قریب سے دیکھا اور پرکھا کہ چیئرمین صاحبان' ممبران اور سیکرٹری حضرات کی پانچ پانچ روزہ تربیت کے حوالے سے' بطور تربیت دہندہ' ان کے اقتدار سے فیضیاب ہونے کے معیار کو بھی قریب سے دیکھا بنیادی جمہوری اداروں سے یہ ربط کم و بیش اڑھائی سال تک قائم رہا اور کسی ایک جگہ بھی اقتدار کی نچلی سطح کے "فیوض و برکات" نہ دیکھے جا سکے بلکہ اس کے برعکس بڑھتی چڑھتی شکر نجیاں دیکھنے کو ملیں۔

لاکھ دعوے کئے جائیں کہ موجودہ مجوزہ طریقِ انتقالِ اقتدار مختلف نوعیت کا ہے مگر عملاً یہ نئی بوتل میں پرانی شراب ہی ہے جس کا زہر پہلے ہر کوئی چکھ چکا ہے۔ جو کریشن پہلے ایک دائرے میں محدود تھی اس کا دائرہ گاؤں کی سطح کے ممبر تک وسیع کر دیا گیا کہ وہ بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھولیں۔

کہتے ہیں کسی چوہدری کا ملازم بھینسوں کے دودھ میں سے ایک آدھ کلو پی جاتا تھا' چوہدری صاحب بڑے جزبز تھے کسی دوست سے دکھ بیان کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ اس پر ایک نگران رکھ لو وہ چوری پکڑ لے گا۔ چوہدری صاحب نے ملازم سے زیادہ معاوضے پر نگران بھرتی کیا تو دودھ مزید کلو کم ہونا شروع ہو گیا۔ چوہدری صاحب کی پریشانی میں اضافہ ہوا پھر مشورہ کیا تو تجویز سامنے آئی کہ دونوں کی چوری پکڑنے کے لئے ایک سپروائزر بھرتی کر لو۔ چنانچہ سپروائزر رکھا گیا مگر شومئی قسمت کہ دودھ کی مقدار بڑھنے کے بجائے مزید کم ہو گئی۔ بادل نخواستہ چوہدری کو دونوں نگران فارغ کر کے پہلے ملازم کے ہاتھوں ایک کلو دودھ کا خسارہ برداشت کرنا بھلا لگا۔ یہی ثمرات اقتدار کی نچلی سطح کے ہیں۔ کوئی بتادے کہ کس گاؤں کا سولنگ معیاری ہے اور اصل رقم درست خرچ ہوئی ہے یا کونسی نالیاں یا واٹر سپلائی درست ہے رقم مکمل خرچ ہوئی ہے۔ عوام میں تعلیم اور شعور پہلی ضرورت ہے مگر ہمارا نظام تعلیم شعور منتقل کرنے کے معاملے میں قطعاً بانجھ ہے۔

موجودہ مجوزہ نچلی سطح تک اقتدار منتخب نمائندوں اور مختلف محکمہ جات کے افسران میں تعمیری اشتراکِ عمل کے بجائے رقابت بلکہ کچھ اس سے بھی آگے پیدا کرے گا۔ مراتب کا احترام جو پہلے بھی کم دیکھنے کو ملتا ہے مزید ختم ہو جائے گا۔ 'افسر شاہی' جو ملکی سطح پر بدنام ہے وہ کوئی الگ مخلوق نہیں ہے ہمارے ہی معاشرے میں سے ہے۔ معاشرہ جس نہج پر استوار ہوگا اسی طرز کی افسر شاہی ہوگی۔ معاشرہ میں نہ تو ہر فرد فرشتہ ہے اور نہ ہی ابلیس۔ اسی طرح سرکاری اہلکاران نہ تو فرشتوں کی جماعت ہے اور نہ ہی کاملاً شیاطین کا ٹولہ ہے۔

دینِ فطرت کے داعی رحمۃ اللعالمین ﷺ نے کرپشن کے حوالے سے یا بنیادی معاشرتی خرابی کے حوالے سے' مثلاً ایک بات فرمائی کہ "الراشی والمرتشی فی النار" کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ اس فرمان میں غور طلب بات یہ ہے کہ رشوت دینے والا پہلے جہنمی ہے اور لینے والا بعد میں جہنمی ہے۔ سوال یہ ہے کہ رشوت دینے والا رشوت کیوں دیتا ہے اس کی صرف دو وجوہات ہیں' غلط کام یا جلدی کام جو بے صبری بھی ہے۔ معاشرہ غلط کام کا داعیہ چھوڑ دے اور تاخیری حربوں کا جرأت اور صبر سے مقابلہ شروع کرلے تو رشوت بتدریج ختم ہو جائے گی۔

ہم بات کر رہے تھے منتخب نمائندوں اور سرکاری مشینری کی چشمک کی اور فریقین کے لئے عدم احترام کی' ہر سرکاری افسر خود سر نہیں اور نہ ہی ہر منتخب نمائندہ عوام بدتمیز ہوتا ہے مگر عملاً ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ منتخب یا سیاسی حکومت کے نامزد افراد کا رویہ سرکاری افسران کے لئے خوشگوار نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک تقریب میں ایک بہت ہی بھلے کمشنر صاحب' ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس پی صاحبان سٹیج پر بیٹھے تھے۔ معززینِ علاقہ بھی اپنی نشستوں پر بیٹھے کمشنر صاحب کی تعمیری باتیں بڑے انہماک سے سن رہے تھے کہ حکمران سیاسی جماعت کے کارکنان کا ایک ٹولہ آیا۔ سامنے کی تمام کرسیاں پُر تھیں۔ تاخیر سے آنے کے سبب مجبوراً سب کو پیچھے بیٹھنا پڑا۔ ان میں سے' حکومت کے کسی کمیٹی میں نامزد نوجوان' بڑی بدتمیزی سے سٹیج پر چڑھے اور بغیر کسی تمہید کے' کسی کو مخاطب کئے بغیر اس

بات پر سیخ پا ہوئے کہ ہمارے احترام میں سامنے کی کرسیاں خالی کیوں نہ چھوڑی گئیں۔ کمشنر صاحب اور ان کی ٹیم کا حوصلہ کہ خندہ پیشانی سے سہہ گئے۔

ہم نے بارہا دیکھا کہ ڈپٹی کمشنر کسی میٹنگ میں یا کسی دیگر کام میں کسی شخص کے ساتھ مصروف ہیں اور منتخب نمائندے' محض منتخب ہونے کی بنیاد پر ہر اخلاق سے عاری دندناتے دروازہ کھول کر اندر چلے گئے اور اپنی بات سنانے پر مصر رہے۔ یوں حکومتی کام نہیں چلا کرتے۔ ہر کام کا قرینہ ہے' سلیقہ ہے۔ مثلاً کیا چیف ایگزیکٹو صاحب یا نچلی سطح تک انتقالِ اقتدار کے خالق جنرل نقوی صاحب یہ برداشت کر لیں گے کہ وہ اپنے دفتر میں' دفتری ڈاک انہماک سے دستخط کر رہے ہوں' کسی ملاقاتی سے یا کسی ماتحت سے اہم امور پر تبادلہ خیالات کر رہے ہوں اور نچلی سطح کے اقتدار کا نمائندہ دروازہ کھول کر بے تکلفی سے اندر داخل ہو کر اپنی رام کہانی سنانا شروع کر دے۔

ضلع کی سطح کے گورنر اور ڈپٹی کمشنر یا ایس ایس پی حضرات کا ہر وقت ہر جگہ بھائی چارہ ممکن نہیں ہے۔ اکثر امور پر اختلاف رائے ہونا عین فطری امر ہے اور ماضی میں یہ صورت حال ہر باشعور کے علم میں ہے کہ منتخب نمائندے پٹواری اور سپاہی سے لے کر ڈپٹی کمشنر اور ایس پی حضرات کے تبادلوں پر مصر رہے اور جب من پسند افسران نے بھی ایک آدھ بات نہ مانی تو پھر اس کے تبادلے کی کوشش شروع ہو گئی۔ آپ لاکھ ضابطے وضع کریں کہ کام عمدگی سے چلتا رہے مگر ضابطوں پر عمل کرنے والوں کی تربیت کا فقدان ہر سطح پر ہو گا۔ سرکاری سطح کے ہر افسر کو اعلیٰ تعلیم کے بعد لمبے تربیتی عمل سے گذرنا ہوتا ہے جبکہ دوسرا بازو اکثر اوقات اعلیٰ تعلیم اور انتظامی تربیت کے بغیر صرف 'منتخب' ہوتا ہے علم و تربیت کی یہ اونچ نیچ ہر سطح پر گل کھلائے گی۔ اور اس نئے اقتدار کا سورج بھی بنیادی جمہوریتوں کے غروبِ آفتاب کے ساتھ جا ملے گا اور یہ بھی عین فطری عمل ہو گا۔

موجودہ مجوزہ نظام کے خالق یقیناً اس بات پر اصرار کریں گے کہ دیہی سطح تک کے منتقلی اقتدار کا منصوبہ اپنی قومی سوچ ہے اور اس میں عورتوں کی "معقول نمائندگی"

بھی اپنی 'شرعی سوچ' ہے مگر اکثر باشعور اس بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ اس سے وطن عزیز میں نچلی سطح تک Confrontation کے سبب فساد اور بے اطمینانی پھیلے گی۔ ان کی سوچ یہ ہے کہ یہ منصوبہ NGOs کی پشت پناہ نادیدہ قوت کا ہے' جسے NGO مافیا نے بڑے شوگر کوٹڈ سلیقے سے فوج کے منہ میں ڈالا ہے کہ اسے ملک میں پیدا ہونے والی متوقع کشاکش کی فضا بیکٹیریا کی طرح راس آتی ہے کیوں کہ عوام اپنی بے چینی میں الجھ کر ان کے کرتوتوں سے بے خبر رہتے ہیں اور اس مافیا کو مزید پاؤں پھیلانے کا موقع مل جاتا ہے۔

ہم دوسری رائے رکھنے والوں کے ساتھ ہیں کہ ان کی سوچ مثبت ہے اور ہمارے پاس NGO مافیا کے حقیقی سرپرستوں کے اس منصوبہ کے خدوخال سے آگاہی ہے۔ آپ بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ماضی' حال اور مستقبل کو مذکورہ منصوبہ کے خدوخال کے آئینے میں دیکھ لیجئے۔ یوں آپ NGO مافیا کے سرپرستوں سے بھی متعارف ہو جائیں گے۔

> ☆"ہر ملک مختلف مدارج سے گذرتا ہے' پہلے مرحلے میں عوام ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں جیسے سرپھرے فاترالعقل لوگ' دوسرا دور (مرحلہ) شعلہ بیان فتنہ انگیز لیڈروں کا ہوتا ہے جس سے ملک میں انتشار پھیلتا ہے جس کے سبب (تیسرے مرحلہ میں) خود سر مطلق العنان حکومت تشکیل پاتی ہے جو نہ تو قانون کی حکمرانی ہوتی ہے نہ ہی صاف ستھرے نکھرے ضوابط کی حامل۔ یوں یہ شعوری آمرانہ حکومت ہوتی ہے جو کسی کو نظر نہیں آتیں اور جو پس پردہ رہ کر ہر بات دیکھتے ہیں۔ پس پردہ رہ کر اپنے ہر طرح کے ایجنٹوں کی کارکردگی پر نظر رکھتے ہیں اور ردوبدل کرتے ہیں' جو نقصان دینے کی بجائے نادیدہ قوت کی تقویت اور بقاء کا سبب بنتا ہے۔ مقامِ شکر ہے کہ لمبی مدت تک خدمات کے اعتراف و معاوضے کے سبب یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔"☆(Protocols - 4:1)

☆"وہ کون ہے اور کیا ہے جو نادیدہ قوت پر قابض ہو سکتا ہے؟ بالیقین یہی ہماری قوت ہے۔ صیہونیت کے کارندے ہمارے لئے پردہ کا کام دیتے ہیں جس کے پیچھے رہ کر ہم مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ منصوبہ عمل ہمارا تیار کردہ ہوتا ہے مگر اس کے اسرار و رموز ہمیشہ عوام کی آنکھوں سے اوجھل رہتے ہیں۔"☆

(Protocols - 4:2)

NGO مافیا' جس کے مکروہ وجود پر ہر باشعور پاکستانی سراپا احتجاج ہے اور جو اس قدر موثر اور فعال ہے کہ اس پر نہ منتخب حکومت ہاتھ ڈال سکتی ہے اور نہ ہی محبِ وطن فوجی سربراہ' کا حقیقی چہرہ اور اس کے حقیقی سرپرستوں کا تعارف مذکورہ اقتباسات میں اس قدر واضح ہے کہ کوئی الجھن پیدا ہی نہیں ہوتی۔ یہ مافیا ہر دوسرے مافیا کا بھائی بند بھی ہے کہ اوپر والے سرپرست ایک ہیں جنہوں نے مختلف شعبہ ہائے حیات کے لئے الگ الگ بے ضمیر خرید رکھے ہیں مگر ہر ایسے ٹولہ کا سربراہ دوسرے 'ہم سفر' سے بخوبی واقف ہے۔ یوں ان کا Network ہر حکومت کے نیٹ ورک پر حاوی رہتا ہے۔

نچلی سطح پر منتقلی اقتدار کی حقیقی منصوبہ بندی میں NGO مافیا کا کس قدر ہاتھ ہے اس پر ماہنامہ 'اطلاع' لاہور کے اداریہ سے اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

☆"اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی' کے فارمولا کے تحت موجودہ حکومت نے یونین کونسلوں میں عورتوں کو مردوں کے برابر نمائندگی دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ انتہائی اہم اور جرأتمندانہ قدم ہے ...... دنیا بھر میں بہت کم ایسے ممالک ہیں جہاں عورتوں کو سیاسی عمل میں نمائندگی کا مساوی حق ہے ...... حکومت کے اس اقدام سے پاکستان کا شمار دنیا کے روشن خیال اور ترقی پسند ملکوں میں ہوگا۔ اس طرح جہاں پاکستان کے بارے میں پسماندہ اور قدامت پسند ملک ہونے کا جو ایک تاثر ہے اس کو حکومتی فیصلے سے دور ہونے

میں مدد ملے گی...... سول سوسائٹی اور سماجی تنظیموں پر یہ بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ادارہ برائے قومی تعمیر نو NRB کو خطوط لکھیں، تاریں، فیکس اور ای میل بھیجیں جس سے حکومت کے اس خوش آئند اقدام کو سراہا جائے اور اہم فیصلے پر قائم رہنے کیلئے زور دیا جائے۔" ☆ (ماہنامہ اطلاع' جولائی 2000ء صفحہ اول)

ہم ماضی کے تجربات کی بنیاد پر محب وطن چیف ایگزیکٹو سے بصد احترام یہ عرض کریں گے کہ چھوٹی سطح تک منتقلی اقتدار کے سبز باغ میں دودھ کی بہنے والی نہروں کے تصور سے نکل کر حقائق کی دنیا میں آئیں۔ ملک میں ہر شعبہ حیات کے اندر ٹیلنٹ فراواں ہے اس تک رسائی حاصل کریں' اچھے لوگوں کو اپنے کان اور اپنی آنکھیں بنائیں۔ رہا یہ NGO مافیا تو اس کی نوعیت بڑی سادگی سے ایک بزرگ نے یوں بیان فرمائی تھی:

"کاغذ دی بیڑی ملاح کبوتر
اوس بڑ دینا اوس اڑ دینا"

غیر ملکی امداد پر ملک میں پاؤں پھیلانے والے اس مافیا کی حیثیت کاغذ کی کشتی پر کبوتر کے ملاح کی سی ہے کہ اسے کشتی ڈوبنے کا غم نہیں کیونکہ وہ اڑ جائے گا۔ گذشتہ باون سالوں میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام کتنی بار کشتی کے اڑتے کبوتر دیکھ چکے ہیں جو لندن' امریکہ' فرانس میں عیش و عشرت کے دن گذار رہے ہیں۔

☆ ...... ☆ ...... ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O وبہ نستعین O

قوانین و ضوابط

اندھے کی لاٹھی! جی ایس ٹی ہو یا زرعی ٹیکس!!

قوانین و ضوابط کی تشکیل ہو یا تنقید' متعلقہ ادارے یا ملک کو عزت بھی بخشتی ہے اور ذلت و رسوائی بھی اس کی جھولی میں ڈالتی ہے۔ اگر معیارِ مطلوب پر تشکیل و تنفیذ ہو تو خلافتِ راشدہ کے دور کی طرح تابندگی و درخشندگی اس کا مقدر اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی طرح ہو تو ذلت و رسوائی اس کا مقدر کہ یہاں قوانین و ضوابط اندھے کی لاٹھی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے بلکہ شاید اس سے کم کہ بصارت کی غیر موجودگی میں بصیرت والے اندھے بھی لاٹھی کا بے جا استعمال نہیں کرتے کیوں کہ بصیرت انہیں راہنمائی فراہم کرتی ہے جو یہاں کی منڈی میں کمیاب ہے۔

قوانین کی تعبیر و تشریح کی اجارہ داری ماہرین قانون کے پاس ہے تو تنفیذ کی ٹھیکیداری انتظامیہ کے پاس ہے اور دونوں ہی اپنی اپنی جگہ جس طرح آئین و قانون و ضوابط کے بخیے ادھیڑتے ہیں اس پر اپنے کڑھتے ہیں تو غیر اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آج یہ نئی بات نہیں ہے بلکہ یہ ماضی سے ورثے میں ملنے والی 'قیمتی اور نادر شے' ہے۔ ماضی سے صرف ایک مثال پیش خدمت ہے:

73ء کے اکتوبر یا نومبر کے "اسپیکٹ انٹرنیشنل" کے صفحہ آخر پر حاشیہ لگا کر مختصر سی خبر دی گئی تھی کہ "پاکستان کی عدلیہ 'خوبصورت فیصلے' کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی مگر یہ فیصلے ایسے وقت کئے جاتے ہیں جب ان کی ضرورت باقی نہیں رہتی"۔ یہ ہماری عدلیہ پر طنز کا تیر تھا۔ اس وقت ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے کل 21 یا 22 جج ہوا

کرتے تھے۔ راقم الحروف ہفت روزہ زندگی کا سب ایڈیٹر تھا۔ اس صفحہ کی 21 فوٹو کاپیاں ہوا کر ہر محترم جج کے نام سپردِ ڈاک کر دیں کہ شاید آئندہ بروقت 'خوبصورت فیصلے' ہونے لگیں۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شد۔

یہ بات کہنے کی ضرورت ہمیں اس لئے پیش آئی کہ آج بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان میں "خوبصورت ضابطے" بنتے اور نافذ ہوتے ہیں اور اس بات کا ہر لمحہ خیال رکھا جاتا ہے کہ بصیرت پاس نہ پھٹکنے پائے مثلاً گلی محلے کے کریانہ فروشوں پر جنرل سیلز ٹیکس کا نفاذ ہو یا 5 ایکڑ والے چھوٹے کسانوں پر زرعی ٹیکس لگانے کا فیصلہ۔ ایک طرف حکومت کا کہنا ہے کہ ہم ورلڈ بنک یا آئی ایم ایف سے کوئی ڈکٹیشن نہیں لیتے اور دوسری طرف عملاً انہی کے ایجنڈے کے عین مطابق کام کرنا' حکومت کے دوغلا پن کا کھلا ثبوت ہے۔

ہم نے مذکورہ سطور میں جو کچھ عرض کیا ہے' اپنی محبِ وطن' حکومت پر تہمت نہیں ہے۔ اسے مندرجہ ذیل سطور کے آئینے میں دیکھئے اور پھر اپنوں کی حب الوطنی اور بصیرت کی بہتات کی داد دیجئے:

☆"غریب طبقوں پر ٹیکسوں کا نفاذ عملاً انقلاب کا بیج بونے کے مترادف ہے جو یقیناً حکومت کے لئے تباہی کا موجب بنتا ہے کہ وہ بڑے سرمایہ داروں کو نظر انداز کر کے کمزوروں کے منہ سے لقمہ چھیننے میں مستعدی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ سرمایہ داروں پر ٹیکس کا نفاذ انفرادی سطح کے ارتکازِ زر کو روکتا ہے جس میں آج گرد و پیش کے لوگ ملوث ہیں اور جسے ہم نے غیر یہود کی حکومتوں کو کمزور کرنے کیلئے جوابی ہتھیار کا درجہ دے رکھا ہے۔"☆(Protocols 20:5)

☆"ٹیکس بڑھانے کے لئے شرح کا استعمال' موجودہ دور میں لگائے جانے والے پراپرٹی ٹیکسوں کی نسبت زیادہ وسائل دیتا ہے۔ ہمارے نقطہ نظر سے ٹیکسوں کا موجودہ نظام غیر یہود میں بے اطمینانی پیدا کرنے کے لئے موثر ہتھیار ہے۔"☆(Protocols 20:6)

☆"غیر یہود کے مالیاتی اداروں کے ہاں ان کے زعما کے توسط سے جو اصلاحات ہم کریں گے وہ ایسی شوگر کوٹڈ ہوں گی کہ نہ تو انہیں چونکائیں گی اور نہ ہی انہیں نتائج کا احساس ہوگا۔ غیر یہود نے اپنی حماقتوں سے اپنے مالیاتی امور کو جس طرح الجھالیا ہے اور اب بند گلی میں کھڑے ہیں ہم انہیں اصلاحات کے نام پر یہ راہ سمجھائیں گے ......"☆ (Protocols 20:27)

یہ منصوبہ بندی یہود کی ہے جسے وہ غیر یہود کو ڈکٹیٹ کروا رہے ہیں ان کے زیر اثر چلنے والے ورلڈ بنک' آئی ایم ایف اور لندن' پیرس کلب' اور غیر یہود میں نمایاں ہے کون؟ کہ مسیحی تو اس مشن میں صرف ان کے مہرے ہیں' غلام ہیں' کارندے ہیں۔ صرف مسلم امہ نمایاں ہے کہ ہر جگہ وہ مذکورہ اداروں کے پاس گروی ہے۔ یہ حقیقت بھی خود انہی کی زبانی سن لیجئے:

☆"غیر یہود کے ہاں جب تک معاملہ مقامی داخلی قرضوں تک محدود تھا تو بات یوں تھی کہ مال غریب کی جیب سے امراء کی جیبوں میں منتقل ہوتا تھا مگر جب ہم نے اپنے زر خرید ایجنٹوں کے ذریعے غیر ملکی خارجی قرضوں کی چاٹ لگائی تو غیر یہود کے تمام تر سرمایہ نے ہماری تجوریوں کی راہ دیکھ لی۔ یوں کہیئے کہ خارجی قرضوں پر سود کی صورت میں غیر یہود کا خراج ہے جو وہ ہمیں باقاعدگی سے ادا کرتے رہنے پر مجبور ہیں۔"☆

(Protocols 20:32)

☆"غیر یہود نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی کہ وہ جو قرض ہم سے لیتے ہیں اس کی ادائیگی یا اس کا سود ادا کرنے کے لئے بھی ہم سے قرض لینے پر مجبور ہیں۔ دراصل یہ ہماری منظم سوچ کا نقطہ عروج ہے جس سے ہم نے غیر یہود کو مسخر کر رکھا ہے اور وہ

اپنی داخلی بہت سی ضروریات کی تکمیل کے لئے اپنے ہی لوگوں کی جیبیں خالی کرنے پر مجبور ہیں۔" ☆(Protocols 20:36)

غریب مکاؤ مہم میں کامیابی کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پالیسی سازوں کی حقیقی مجبوری پر ذیل کی سطور روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہیں کہ یہ عالمی سطح پر حقیقی پالیسی سازوں کا طے شدہ منصوبہ ہے۔

☆"قرض کسی بھی قسم کا ہو حکومت کی کمزوری کا مظہر ہے اور حکومت کی حقیقی طلب کی نشاندہی اس سے ثابت ہوتی ہے اور یہ قرض حکمرانوں کے سروں پر لٹکتی تلوار ہیں جس کے سبب نہ صرف یہ کہ وہ اپنے عوام سے ٹیکس لینے پر مجبور ہوتے ہیں بلکہ ہمارے بیکاروں کے سامنے بھیک مانگنے پر بھی مجبور ہوتے ہیں۔ قرض فی الواقعہ ایسی جونکیں ہیں جو حکومتی جسم سے اتارے نہ اتریں......" ☆(Protocols 20:29)

مذکورہ اقتباسات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ غیر ملکی قرضوں کی عدم ادائیگی اور ان پر بڑھتے چڑھتے سود کی ادائیگی کی ضرورت اقتدار کو یہود کے عالمی مالیاتی اداروں 'ورلڈ بنک ہو' آئی ایم ایف ہو یا لندن اور پیرس کلب ہو' سے مزید قرضوں کے لئے گھٹنے ٹیکنے اور ان کی ناپسندیدہ شرائط تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتی ہے یوں قومی غیرت ایک طرف گروی رکھی جاتی ہے تو دوسری طرف ان کے ایجنڈے کے مطابق' ان کی شرائط کو تسلیم کرتے ہوئے ہر سطح پر عوام الناس کے ہاتھ سے نوالا چھین لیا جاتا ہے اور یوں غربت مکاؤ کے نعرے کی آڑ میں غریب مکاؤ مہم کا آغاز شروع ہو جاتا ہے۔ جسے آج اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام 'انجوائے' کر رہے ہیں۔

اگر چھوٹے دکانداروں پر (GST) جنرل سیلز ٹیکس اور 5' 10 ایکڑ کے مالک کسانوں پر زرعی ٹیکس اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پالیسی سازوں کا فیصلہ ہے تو بے بصیرتی اور ملک دشمنی کا بیّن ثبوت ہے اور اگر یہ ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف وغیرہ کے مطالبہ کے

سامنے سر تسلیم خم ہے تو بے حمیتی اور جرم ضعیفی پر دلالت کرتا ہے۔ ہمارے نزدیک دوسری بات زیادہ درست ہے کہ محب وطن پاکستانی اس نوعیت کی زہریلی اور انتشار انگیز پالیسیوں کا خالق نہیں ہو سکتا ہے یہ صرف اور صرف بھیڑ کی کھال میں بے ضمیر بھیڑیوں کا فیصلہ ہو سکتا ہے کہ پروٹوکولز کے خالق یہودیوں نے خود اس بات کی نشاندہی کی ہے جس کا ہم اوپر ایک اقتباس کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں۔ ایسے بے ضمیروں کے حوالے سے اسلامی جمہوریہ پاکستان خود کفیل ہے۔

ٹیکسوں کی اس وباء کی تخلیق کے پیچھے یہود کا ذہن ہے خالص مسلمان محب وطن پاکستانی اس پالیسی کا تخلیق کار نہیں ہو سکتا۔ ہماری اس رائے کی پشت پر ایک عملی تجربہ بھی ہے اس مثال کو ہم جنرل سیلز ٹیکس پر منطبق کر کے آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔

75ء میں راقم الحروف سلطنت عمان کی وزارت زراعت میں خدمات سرانجام دے رہا تھا۔ ہمارے دفتر نے معروف بین الاقوامی یہودی فرم ٹیلر وڈ رو ٹاولز سے ایک بل خریدا جس کی مالیت 2500 ریال عمانی تھی۔ جب اس بل کا بل آیا تو کم وبیش ساڑھے چار ہزار ریال کا تھا (بل کی نقل آج بھی میرے پاس محفوظ ہے) یہ ساڑھے چار ہزار ریال اس طرح کہ بل کی اصل قیمت پر 25 فیصد منافع شامل کر کے کل رقم پر 25 فیصد ہینڈلنگ چارجز ڈال کر جمع کر دیئے۔ اس مجموعی رقم پر 25 فیصد انشورنس ڈالی گئی۔ اس حاصل جمع پر اسی طرح رسک چارجز جمع کر دیئے گئے۔ یہ انوکھا بل جب راقم کے سامنے آیا تو ڈائریکٹر صاحب کو اس کا مضحکہ خیز پہلو بتایا گیا کہ بفرضِ محال یہ سارے سروس چارجز اور منافع درست بھی مان لئے جائیں تو وہ اصل قیمت پر ہیں نہ کہ ہر ایک جمع کر کے اس مجموعے پر۔ لہٰذا بل روک لیا گیا مگر یہودی اس کی صحت پر مصر رہے۔

اب حکومت کہتی ہے کہ جنرل سیلز ٹیکس کا غریب پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ غریب کی سواری سائیکل ہے گرمی میں ضرورت پنکھا یا اسی نوع کی دیگر اشیاء یا اشیائے خورنی کی مثال لے لیجئے۔ مثلاً ایک چیز کارخانے دار 100 روپے میں فروخت کرتے وقت 10 فیصد سیلز ٹیکس وصول کرتا ہے یوں لاہور کا ہول سیلر اپنے سٹور میں اسے 110 روپے

میں لایا۔ اس نے 10 فی صد منافع شامل کر کے اس چیز کی قیمت 121 روپے مقرر کی پھر حکومت کا عائد کردہ 10 فیصد سیلز ٹیکس وصول کر کے سرگودھا کے تاجر کے ہاتھ 133 روپے میں فروخت کر دی' سرگودھا کے تاجر نے کرایہ' خرچہ اور منافع کا 10 فیصد اس پر لگایا تو اس کی قیمت فروخت 146 روپے 41 پیسے بنی اور جب اس نے سیلز ٹیکس کے ساتھ کسی دیہاتی دکاندار یا پرچون فروش کو فروخت کی تو اس سے 161 روپے وصول کئے۔

پرچون فروش بڑے تاجر سے 161 روپے میں جو چیز خرید کر لایا اس پر 10 فیصد منافع لگایا جس میں کرایہ آمدورفت اور کرایہ سامان بھی شامل ہے تو اس کی قیمت 170 روپے بنی۔ جب غریب خیر دین وہ چیز اس پرچون فروش سے خریدنے گیا اور پرچون فروش نے اس پر حکومت کا مقرر کردہ سیلز ٹیکس لگایا تو لاہور سے 110 روپے میں چلنے والی چیز خیر دین کو 195 روپے میں ملی اور یوں 85 روپے زائد اسے دینے پڑے۔ ظاہر بات ہے کہ حکومت کے برحق فرمان کے مطابق کہ جنرل سیلز ٹیکس کا غریب پر کوئی اثر نہ ہو گا' خیر دین 85 روپے ادا کرنے کے باوجود' مہنگائی اور سیلز ٹیکس سے محفوظ رہا۔

دونوں مثالیں ہم نے آپ کے سامنے رکھ دی ہیں کہ آپ یہودی اور "مسلمان" کے طریقہ واردات کو حقائق کی کسوٹی پر پرکھ سکیں اور ہم حکومتی پالیسی سازوں پر تہمت کے الزام سے بچ جائیں۔

اب آیئے زرعی ٹیکس کی طرف 5 یا 10 ایکڑ کا مالک کسان اس زمین سے دو وقت کی روٹی بمشکل لیتا ہے اور وہ بھی اسے اس مزدوری کی شکل میں ملتی ہے جو وہ کھیت میں بیوی بچوں کے ہمراہ صبح دوپہر شام کرتا ہے۔ ڈیزل مہنگا ہونے سے ٹریکٹر سے ہل چلوانا اور ٹیوب ویل سے پانی خریدنا اس کے بس سے باہر ہو گیا ہے۔ اس وقت ایک ایکڑ پر ہل چلانے کا معاوضہ 100 روپے ہے دوہر لگوائیں تو 200 روپے۔ یہ کم و بیش کھیت کی مکمل تیاری تک چار بار دہرانا ہوتا ہے۔ کھاد مہنگی' کیڑے مار اور جڑی بوٹی مار ادویات اس کی پہنچ سے باہر' نہروں کا پانی بھل صفائی ساتھ لے گئی' کسان بلک رہے ہیں اور انہیں اونچے سُروں میں رلانے کے لئے یہود نواز پالیسی ساز ہیں کہ عقل و بصیرت سے عاری ایک ہی

طرز پر ٹیکس کا نفاذ کرنے پر مصر ہیں۔ انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ لاہور سے ملتان اور رحیم یار خان کی پٹی یا شیخوپورہ' سرگودھا' فیصل آباد کی زمین اور خوشاب' میانوالی' بھکر' لیہ کی اراضی کی زرخیزی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس فرق کو ملحوظ رکھ کر زرعی ٹیکس کے نفاذ کا فیصلہ کیا جائے۔ یہاں تو بس آقاؤں کی خوشنودی مطلوب ہے۔

ایک طرف غریب کا 5' 10 مرلے جھونپڑا اور کسان کے 5' 10 ایکڑ ٹیکس کی بجلیوں کی زد میں ہیں۔ بجٹ نے اس خبر کے ساتھ ان سے رات کی نیند اور دن کا سکون چھین لیا ہے تو دوسری طرف Incentive کے نام پر امیر کا ویلتھ ٹیکس (Wealth Tax) معاف ہو گیا۔ امیر کے پاس ویلتھ ہوتی ہے ٹیکس نہیں رہا۔ غریب ویلتھ اور ہیلتھ دونوں سے فارغ ہے مگر فراغت کا غم دور کرنے کے لئے اس کی جھولی میں پراپرٹی اور زرعی ٹیکس ڈال دیا گیا ہے۔

امیر کو Incentive ملتا ہے کہ وہ امپورٹر ہے' ایکسپورٹر ہے' صنعتکار ہے اور غریب سے کھاد' تیل' گیس اور دیگر اشیاء سے سب سڈی چھنتی ہے کہ سرکار اس کی متحمل نہیں۔ سرکار کو یہ بتاتے شرم آتی ہے کہ یہ غیر ملکی آقاؤں کا حکم ہے کہ غربت کے خاتمے کی بجائے غریب کا خاتمہ کرو کہ غریب ہی اس دور کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ جو وسائل غریب اور اس کا خاندان ہڑپ کرتا ہے اس پر امیر کا حق ہے۔ امیر کے سفید فام آقاؤں کا حق ہے جس کی نشاندہی امریکی صدر کے دستخطوں سے منظور کی جانے والی عالمی سطح پر معروف یہودی سفارتکار ہنری کسنجر کی رپورٹ S-200 ہے' جس میں غریب مکاؤ پر دلائل دیئے گئے ہیں۔

ٹیکس لینا مردود نہیں ہے بشرطیکہ ٹیکس عوام پر خرچ ہو اور وہ اس خرچ کے گواہ ہوں۔ مثلاً 83ء میں راقم الحروف لندن گیا تو وہاں BCCI لندن برانچ کے مینیجر کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ رات کو گپ شپ کے دوران ان سے سوال کیا کہ آپ 60 فیصد ٹیکس حکومت کو ادا کرتے ہیں یہ تو بہت ظلم نہیں۔ انہوں نے بغیر کسی توقف کے کہا کہ ہم تو 80 فیصد بھی دینے پر آمادہ ہیں۔ یہ بڑی حیرت کی بات تھی۔

میرے میزبان کہنے لگے کہ بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے جب حکومت ماں بچے کی صحت کی ذمہ داری اپنے سر لے لیتی ہے۔ بچے کی پیدائش پر ماں بچے کے ہسپتال کے جملہ اخراجات حکومت ادا کرتی ہے۔ جوں جوں بچہ بڑا ہوتا ہے اس کے لئے دودھ کی سپلائی حکومت کی ذمہ داری۔ بڑا ہو کر سکول جائے تو تعلیم کے تمام تر اخراجات حکومت کے ذمہ اور اگر خدانخواستہ میں بے روزگار ہو جاؤں تو میری موجودہ تنخواہ سے زیادہ میرا بے روزگاری الاؤنس ہوگا۔ پھر بھلا میں ٹیکس کیوں نہ دوں۔ کہنے لگے کہ یہ تو کافروں کے ذریعے حضرت عمرؓ کی اصلاحات پر عمل ہو رہا ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں لوگ ٹیکس دینے سے اس لئے ہچکچاتے ہیں کہ ٹیکس عوام پر خرچ ہونے کی بجائے 'کہیں اور' خرچ ہوتا ہے' ٹیکس دہندہ ٹیکس کی برکات سے کبھی فیضیاب ہوتا نظر نہیں آیا۔ البتہ سرکاری اہلکاران کے چہروں پر' ان کے بیوی بچوں کے چہروں پر ٹیکس کی سرخی پر بہت سے باشعور گواہ ہیں۔ غریب اس لئے گواہ بننے سے خائف ہے کہ گواہ میرے ملک میں ہمیشہ سے عدم تحفظ کا شکار رہا ہے۔

کاش اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ذمہ داران غیر ملکی آقاؤں کے تجویز کردہ ٹیکسوں کے بجائے خالق و مالک کا تجویز کردہ ایک ہی ٹیکس ڈھنگ سے وصول اور خرچ کرتے۔ خوشحالی ان کے قدم چومتی' رحمان کی رحمت کا سایہ ہر لمحہ ان کے سر پر ہوتا۔ وہ دور انسانوں نے ہی دیکھا جب مفلوک الحال مسلمانوں نے قرآن سینے سے لگایا۔ سنت رسول ﷺ کی پیروی کا حق ادا کیا تو زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مستحق نہ ملتے تھے۔ ہمیں اغیار کے وعدوں اور منصوبوں پر مکمل اعتماد ہے مگر خالق کائنات اور رحمۃ اللعالمین ﷺ کے فرامین پر اعتماد نہیں حالانکہ 30 سالہ طویل دور اس سچائی پر گواہ ہے شاید ہم بنیاد پرستی کے طعنے سے خائف ہیں مگر خالق کا خوشحالی کے لئے وعدہ مشروط ہے :

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

محترم وزیر اعظم!
پاکستان فروخت نہ کریں' ٹھیکہ پر دے دیں۔

چونکیئے گا نہیں کہ اس میں چونکنے والی کوئی بات ہے ہی نہیں۔ یہ تو اپنی 'محب وطن' اور 'مخلص قیادت' کے لئے ہمارا دردمندانہ مشورہ ہے کہ فروخت کنندہ حقِ ملکیت' خرید کنندہ کے سپرد کرتا ہے مگر ٹھیکہ پر کوئی چیز دی جائے تو مدتِ ٹھیکہ میں بلاشبہ ٹھیکیدار ہی کی بات چلتی ہے مگر حقوقِ ملکیت تو کم از کم مالک کے پاس رہتے ہیں۔ مخصوص و معینہ مدت کے بعد مال مالک کی تحویل میں ہوتا ہے۔ لوگ جائیداد رہن بھی رکھتے ہیں' مگر غریب کے لئے یہ واپس لینی مشکل بن جاتی ہے اور چند ٹکے سے اس کی ضرورت پوری کرنے والا سیٹھ ہی بالعموم مالک بن بیٹھتا ہے' یہ سیٹھ بھاری لال ہو' سٹی بنک ہو' برطانیہ ہو یا امریکہ یا IMF' اور ورلڈ بنک وغیرہ۔

آپ فوراً فرما سکتے ہیں کہ کون پاکستان فروخت کر رہا ہے؟ پاکستان میں معاشی استحکام کے لئے صرف نج کاری ہو رہی ہے۔ نج کاری اور فروخت میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے۔ لفظی فرق ہے' معنوی فرق ہے بلکہ بہت بڑا فرق ہے۔ مگر ہمارے نج کاری کے 'شفاف' عمل سے جب فرانس' امریکہ' برطانیہ وغیرہ کا یہودی ہمارا ریلوے' ہماری مبینہ بیمار صنعتیں' واپڈا وغیرہ خرید کر' نج کار مالک' بن جائے گا تو کیا اہلِ وطن کا' ان کی حکومت کا' ان پر کوئی عمل دخل رہ جائے گا؟ کیا فروخت شدہ اداروں پر حکومت اپنا قانون نافذ کر سکے گی؟ نہیں اور یقیناً نہیں اور اگر کوئی ہاں کہتا ہے تو اس سے بڑا جھوٹا کوئی نہیں ہے۔

گھر کے خرچ سے تنگ کسی شخص کو باہر سے مشورہ ملے کہ خرچ چلانے کے لئے فلاں فلاں اثاثہ بیچ لو اور خریدار بھی کم و بیش اسی کی برادری کے ہوں تو کوئی بھی ایسے مشورہ دینے والے کو خیر خواہ نہیں کہے گا خصوصاً جو گھر کی ضرورت کی بنیادی اشیاء کی فروخت کے لئے سبز باغ دکھائے گا یا مجبور کو قرض دینے کے لئے ایسی شرط عائد کرے۔ یہ دوستی کے بجائے دشمنی کی علامات ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان ہمارا گھر ہے۔ گھر کے فضول خرچ اور ہوس کے مارے سربراہوں نے ہمیں غربت کی اس انتہا تک پہنچا دیا کہ گھر کا خرچ چلانا مشکل ہو گیا۔ گھر کے سربراہ کو غلط کار بنانے والوں نے بڑی مکاری اور ہوشیاری سے دوستی کے بھیس میں برباد کیا۔ اب یہی دوستی کے بھیس میں دشمن، کبھی فیکٹریاں فروخت کرنے کا مشورہ دیتے ہیں تو صاحبِ خانہ "شفاف نج کاری" سے فروخت کرتے ہیں۔ کبھی اشارہ ہوتا ہے کہ واپڈا، ریلوے اور پانی فروخت کر دو اور کبھی نیشنل بنک، حبیب بنک کی فروخت کی خوشخبری، سننے کو ملتی ہے کہ یہ اثاثے غیر ملکی آقاؤں کے قبضہ قدرت میں جائیں گے تو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہن برسنے لگے گا، چہار سو خوشحالی ہو گی۔ اسلام نافذ ہو گا۔

جنگل میں، آبادی کے باہر کوئی قریب المرگ انسان ہو یا حیوان، مردار خور گدھ اس کے گرد بے چینی سے گھومتے اس لمحہ کے منتظر ہوتے ہیں کہ کب یہ ساکت ہو اور ہم اسے نوچیں۔ آج پاکستان کے جسدِ ناتواں کی طرف اسی طرح انسان نما گدھ نظریں جمائے بیٹھے ہیں۔ سٹی بنک کے مسٹر چائلڈ (یہودی) حبیب بنک پر نظریں گاڑے ہوئے ہیں تو بنک آف امریکہ، نیشنل بنک یا یونائیٹڈ بنک پر پنجے تیز کر رہے ہیں۔

گھر میں رکھی تجوری، گھر کا بجلی پانی اور آمد و رفت کا نظام دوسروں کے سپرد کر دیا جائے تو گھر میں ملکیت کس چیز کی؟ کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ گھر ٹھیکے پر اٹھا دیا جائے کہ جب ہماری آنکھ کھل جائے گی، قوی ساتھ نبھائیں گے ہم بقیہ رقم ادا کر کے ٹھیکہ ختم کر دیں گے۔ اسی حال میں کم از کم اثاثے تو اپنے رہیں گے۔ فروخت کے بعد آپ کس چیز پر حق جتائیں گے۔ خریدار مال مہنگے نرخ دے یا انکار کر دے یہ اس کی مرضی ہے۔

آیئے آپ کو خریدار کا چہرہ بھی دکھا دیں تاکہ نج کاری کے "مقدس اور شفاف" عمل سے آپ بھی واقف ہو سکیں' گاہک پہچان لیں:

☆"کوئی حکومت اپنے ہی ہاتھوں دم توڑ جائے یا اس کی اندرونی خلفشار اس پر کسی دوسرے کو مسلط کر دے معاملہ جیسا بھی ہو' یہ ناقابل تلافی نقصان ہے اور اب یہ ہماری (یہود کی) حقیقی قوت ہے سرمایہ پر بلاشرکت غیرے ہمارا کنٹرول ہے (ورلڈ بنک' آئی ایم ایف اور دیگر مالیاتی اداروں کے ذریعے) ہم جو جس قدر چاہیں اور جن شرائط پر چاہیں کسی حکومت کو دیں' وہ خوش دلی سے قبول کرتی رہے یا پھر مالی بحران اس کا مقدر بنے"۔☆ (وثائق یہودیت 1:8)

☆"...... پہلے سے تاک میں لگے ہمارے مالیاتی ادارے (ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف وغیرہ) امداد فراہم کریں گے' جس امداد کے ذریعے بے شمار نگران آنکھیں ان پر مسلط رہیں گی اور ہماری ناگزیر ضرورت (جاسوسی اور سازش) کی تکمیل کریں گی۔ اسکے رد عمل میں ہمارے اپنے (خود ساختہ) بین الاقوامی حقوق ان کے قومی حقوق کو بہالے جائیں گے ......"☆ (وثائق یہودیت' صفحہ 27)

یہ ہیں نج کاری کے مشیر اور یہی ہیں بیرونی سرمایہ کار' خریدار' جنہیں ہمارے حکمران سب کچھ فروخت کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار O

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

میڈیا (پرنٹ و الیکٹرانک) اور یہود

"میڈیا" کا لفظ متعارف ہوئے بہت لمبا عرصہ نہیں گذرا یہ غالباً 70ء کی دہائی میں عام بول چال میں جگہ پا سکا۔ قبل ازیں عوام الناس اخبار و جرائد کے نام سے واقف تھے جو بعد ازاں پریس کے نام سے زبان زدِ عام ہوئے۔ پھر ریڈیو اور ٹیلی ویژن بطور الیکٹرانک وسائل تشہیر متعارف ہوئے تو میڈیا دو حصوں پرنٹ اور الیکٹرانک کا مرکب بن گیا۔ ہم یہاں پاکستان کے حوالے سے بات کر رہے ہیں کہ یہاں ٹی وی 64ء میں متعارف ہوا۔

میڈیا بلاشک و شبہ ہر دور کا سب سے موثر ہتھیار ہے کہ فرد سے لے کر اقوام تک کے بناؤ بگاڑ میں اسے بنیادی دخل حاصل ہے۔ جس طرح بطور ضرب المثل کہا جاتا ہے کہ A woman can make or break her husband, some do both. یعنی ایک بیوی اپنے شوہر کو بنا سنوار بھی سکتی ہے اور بگاڑ بھی سکتی ہے اور کچھ دونوں کام ہی (بناؤ بگاڑ) کرتی ہیں۔ اسی طرح پورے اعتماد سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ The media can make or break a Society, a country, sometimes it works both ways. یعنی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سنوار بھی سکتا ہے اور کسی معاشرے کو تباہی سے ہمکنار بھی کر سکتا ہے اور کبھی بیک وقت دونوں کام ہی کرتا ہے۔ اور آج ہر باشعور کا تجربہ اس پر شاہد ہے کہ ذرائع ابلاغ دودھاری تلوار ہیں۔

ہندوستان کی تقسیم سے قبل کامریڈ' زمیندار' ترجمان القرآن قسم کے اخبارات و جرائد (میڈیا) بناؤ کے نقیب تھے تو بہت سے انگریز اور کانگرس نواز تخریب میں بھی مصروف تھے۔ میڈیا بذاتِ خود کچھ نہیں ہے بلکہ Man behind the gun کی طرح

کاغذ کے سینہ پر چلنے والے قلم پر گرفت کس ہاتھ کی ہے۔ یہ اصل چیز ہے۔ حقیقی طاقت کل بھی میڈیا مین تھا' آج بھی وہی ہے اور آنے والے کل بھی وہی ہوگا۔ اصل مقام ذرائع کو استعمال کرنے والے کا ہے۔

قلم کا امین' جو اخبارات و جرائد کے لئے لکھتا ہو یا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے لئے لکھنے والا ہو یا "آرٹسٹ" سے کام لینے والا ہو' یہی میڈیا کے امین بلکہ خود میڈیا ہیں' بناؤ بگاڑ کے حقیقی ذمہ دار یہی لوگ ہیں۔ یہود کے منصوبہ سازوں کے نزدیک ہر چیز کی ایک قیمت ہے حتیٰ کہ انسانی ضمیر و ایمان کی بھی اور اپنے متعین مقاصد کی تکمیل کی خاطر وہ ہر قیمت' یہاں تک کہ یہودی دوشیزاؤں کا گوہر عصمت بھی' ادا کرنے پر کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ ہماری مذکورہ دونوں باتوں کو مندرجہ ذیل مختصر اقتباسات کے آئینہ میں ملاحظہ فرمائیے:

> ☆"...... یہی مقصد تو ہے جس پر ان کے ایمان کی حد تک پختگی کیلئے ہمارے اخبارات و جرائد ہر لمحہ کوشاں ہیں' غیر یہود دانشور ہماری مطلوبہ سمت میں اپنی قوم کو لے جانیکی خاطر خود ہی سائنسی معلومات و حقائق کو' جنہیں ہمارے عیار ماہرین نے تیار کیا ہے' خوشنما بنا کر اپنی قوم کو مہیا کریں گے۔"☆(Protocols 2:2)

> ☆"...... یہ پریس ہی ہے جس کے سبب' خود پس پشت رہتے ہوئے ہم نے طاقت حاصل کی ہے۔ پریس ہمارے لئے کھرا سونا ہے......" ☆ (Protocols 2:5)

> ☆"انتظامی بورڈ ہوں یا ایوان ہائے نمائندگان' ان تھک یا وہ گو مقرر بن چکے ہیں "باہمت صحافی" اور غیر صداقت پسند مضمون نگار' انتظامی افسران کے گرد پروانوں کی طرح روزمرہ پھرتے ہیں......" ☆ (Protocols 3:4)

☆"اوپر بیان کردہ فارمولا (ضمیر کی قیمت لگانے کا) شاعروں' ادیبوں' اداکاروں' صحافیوں اور دوسرے تعلیم یافتہ طبقوں مثلاً وکلاء اور پروفیسروں کیلئے بھی کارگر ہے۔"☆ (یہودی منصوبہ بندی کا نکتہ نمبر 7' Protocols, page 147)

☆"انسانی فطرت میں برائی کی رغبت کو استعمال کرتے ہوئے یہودی اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہودی دوشیزاؤں کے ذریعے موثر افراد کو فحاشی میں ملوث کر کے مقاصد حاصل کئے جائیں۔"☆ (یہودی منصوبہ بندی کا نکتہ نمبر 11' Protocols, page 142)

☆"...... یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہوگا جب معاشی بحران' ہمہ جہت تباہی و بربادی' مذہبی اور اخلاقی دیوالیہ پن' جس میں یہودی دوشیزائیں اہم کردار ادا کریں گی اپنی انتہا کو پہنچے گا۔ اقوامِ عالم کی چیدہ شخصیات اور سربراہان مملکت کے اندر فحاشی کی سرایت کا یہ یقینی راستہ ہے۔"☆ (یہودی اصلاحات۔2 یہود کا علامتی سانپ' Protocols, page 24)

دوشیزاؤں کے ذریعے موثر طبقے کو جال میں پھانس کر اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے ماضی میں یہود کا مصر پر حملہ بطور ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے' جب مصری جرنیل رات بھر دوشیزاؤں کے ساتھ کلب میں دادِ عیش میں مصروف تھے اور اسرائیلی نہر سویز پار کر رہے تھے۔ حملے کا سائرن بجا تو مدہوش افسران پتلونوں کے بٹن بند کرتے افراتفری کے عالم میں بھاگے مگر چڑیاں کھیت چگ چکی تھیں۔ صدام سے کویت پر حملہ کروانے والی سفیر خاتون بھی 'دوشیزہ' ہی تھی۔

جہاں تک قیمت لگا کر دانشور اور صحافی بلکہ مذہبی اور سیاسی جماعتوں میں موثر کردار ادا کرنے کے قابل لوگ خریدنے کا تعلق ہے' یہ نہ بعید از قیاس ہے اور نہ ہی

ناممکنات میں سے ہے۔ اس کی بھی کئی مثالیں گرد و پیش بکھری پڑی ہیں۔ آئے دن اخبارات میں مختلف نام اور مختلف شخصیات کے کارٹون طنز کے تیر برساتے دیکھے جاتے ہیں۔

اس وقت ہمارا موضوع میڈیا ہے۔ کتنے ہی صحافی حضرات ہیں' کالم نویس اور قلم کار ہیں جن کے قلم اسلام اور نظریہ پاکستان کے خلاف مصروف ہیں۔ ان کی تحریریں قومی اخبارات میں بڑے اہتمام سے چھپتی ہیں اور پھر انہی اخبارات و جرائد سے یہ ملک دشمن NGO مافیا کے خبر ناموں کی زینت اور ان کی ملک دشمن رپورٹوں کی اساس بنتی ہیں۔ لکھنے والے ضمیر کتنے میں گروی رکھتے ہیں وہی جانیں کہ مفت میں ذلت کوئی بھی نہیں خریدتا۔

ہم کسی پر الزام و بہتان کے حق میں نہیں ہیں مگر امر واقع کے طور پر دو ایک مثالیں سامنے لانے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ اس سے ہماری بات کی صداقت پر آپ کو اطمینانِ قلب تو نصب ہوگا۔ سود یا ربا قرآن کی صریح نص سے حرام ثابت ہے' اس کی تشریح و توضیح پر ہزاروں صفحات لکھے جا چکے ہیں۔ سپریم اپیلٹ بنچ اس پر مفصل فیصلہ دے چکا ہے مگر AGHS لیگل ایڈ سیل کے ترجمان "صدائے آدم" کے شمار 6' جلد 11' فروری 2000ء کے اداریہ میں مدیرہ حنا جیلانی "اعتماد کا بحران" کے تحت لکھتی ہیں :

> ☆ "کیا مسلمانوں کو اپنی زندگیاں سپریم کورٹ بنچ کے تین ججوں کے عقیدے کے مطابق گذارنا ہوں گی؟ مذہبی عدالتوں کے قیام میں بنیادی خامی یہی ہے کہ انہیں اجتماعی اور انفرادی زندگی کے ہر پہلو پر رائے دینے کا اختیار ہے' مذہب کے غلط استعمال نے پاکستان میں سماجی و سیاسی زندگی تباہ کر دی ہے۔" ☆

اسی شمارے کے صفحہ 17 پر کسی ڈاکٹر اقدس علی کاظمی کا مضمون "ربا۔ استحصال ہے" چھپا ہے جس میں ربا کی "سائنسی اور علمی" تشریح کر کے سپریم کورٹ کے فیصلے کو جہالت پر مبنی قرار دیا ہے۔ صدائے آدم نے یہ مضمون بشکریہ "دی نیوز" 7 مارچ 2000ء

شائع کیا ہے۔ اس میں طرفہ تماشہ یہ ہے کہ نیوز میں مضمون 7 مارچ 2000ء کو شائع ہوا جہاں سے یہ "بصد شکریہ" فروری 2000ء کے صدائے آدم میں طبع ہوا۔ (یعنی ایک ماہ قبل)

"صدائے آدم" ہی کے شمارہ جنوری 2000ء میں کسی شجاعت علی خان کا مضمون "وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ 'انسانی حقوق کے کارکنوں کے لئے ایک دھچکا" شائع ہوا ہے کہ اس فیصلہ سے پاکستان میں عورتوں اور بچوں کے حقوق خطرے میں پڑ گئے ہیں۔ اسی شمارے میں صفحہ 31 پر بشکریہ ڈان 24 اکتوبر 99ء "جمہوریت پسندی کی پریشانی" چھپا ہے۔ مارچ 2000ء کے شمارہ میں C.T.B.T. پر دستخطوں کی حمایت میں' سات اچھی وجوہات پر مشتمل مضمون ڈاکٹر پرویز ہود' قائداعظم یونیورسٹی کا ہے۔

لاہور کی NGO شرکت گاہ کے سہ ماہی خبرنامہ میں کم و بیش سبھی مواد دوسرے اخبارات سے لیا گیا ہوتا ہے۔ یوں اسلام اور نظریہ پاکستان کے خلاف لکھنے کے بہتان سے یہ ادارے صاف بری الذمہ ٹھہرتے ہیں کہ ہم تو قومی اخبارات و جرائد سے ضرورت کا میٹریل لیتے ہیں۔ ہمارے نقطہ نظر سے یہ درست ہے اور اگر آپ اس سے اتفاق نہیں کرتے تو متعلقہ اخبار یا کالم نگار سے رجوع کر لیجئے۔ گویا ملک دشمن NGOs کو یہ کالم نگار اور قلم کار فیڈ feed کرتے ہیں۔

یہ تو ایک پہلو ہے' پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ بے حیائی کی طرف جانے والے راستوں کی "بے ضرر" تشہیر کی جائے۔ جنس ہر دور کے انسان کی کمزوری رہی ہے اور جنسی ہیجان اور ترغیب و تحریص کے پہلو اجاگر کئے جائیں تو انسان مرد ہو یا عورت اپنے بنیادی جبلی تقاضے "لذتیت" (Lust) کی طرف پلٹے گا کہ یہ اس کی سب سے بڑی کمزوری ہے جس سے شیطان فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس پر میڈیا کے ذریعے خصوصی توجہ دی جارہی ہے جس پر آپ اور میں ہی نہیں' ہر کوئی گواہ ہے۔

ٹیلی ویژن پر پاپ سنگرز اور فوک ڈانس کے پروگرام میں نوجوان لڑکے لڑکیوں کی بے ہنگم اچھل کود' نیم برہنہ لباس اور تیز موسیقی کے ساتھ Spicy Girl قسم کے نام

ہوں تو دیکھنے والے نوجوان لڑکے لڑکیوں کے جذبات میں طلاطم کیوں نہ ہوگا۔ ان پروگراموں کو سپانسر کرنے والے اداروں میں پیش پیش وہ ہیں جن میں یہود و نصاریٰ کی سرمایہ کاری ہے مثلاً PEPSI 'Pay Each Penny Save Israil' سگرٹ ساز ادارے۔ کیونکہ وہ اسی قوم سے کما کر' اسی قوم پر صرف کر کے' اپنے مطلوبہ نتائج حاصل کر رہے ہیں۔

یہی حال ڈراموں میں عشق اور جرم کے طور طریقوں کے سکھائے جانے کا ہے۔ ہر طرح کے جرائم کی بہترین سائنٹیفک تربیت ڈراموں کے ذریعے ہوتی ہے اور "بڑی احتیاط" سے اخلاق و کردار کی جڑیں کاٹی جاتی ہیں۔ اسلام پسندوں کا دل ٹھنڈا کرنے کے لئے تلاوتِ قرآن کریم' کبھی کبھار درسِ قرآن و حدیث' حمد اور نعت کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اس میں بھی گمراہی کا راستہ دکھانے کی خاطر حمد ہو' نعت یا اسمائے ربانی' ہر چیز میں ساز کا آہنگ بالاہتمام ہوتا ہے' اس امت کے لئے جس کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا "میں مزامیر توڑنے آیا ہوں" شوگر کوٹڈ طریقے سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن اپنے ڈھب کے "فنکاروں" کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے بچوں کے پروگرام کرتے ہیں جس پر' بچوں کی شمولیت کے حوالے سے والدین فخر کرتے ہیں اور اس "انتہائی محفوظ طریقہ" سے "معیاری شکار" پر شکاری اپنی جگہ خوش ہیں۔

پرنٹ میڈیا اسلام اور نظریہ پاکستان کے خلاف لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی تو کرتا ہی ہے' الا ماشاءاللہ' مگر اس کے ساتھ ساتھ قوم کے اخلاق و کردار پر کاری ضرب لگا کر تجوری بھرنے کے لئے جو کام کرتا ہے وہ ہر لحاظ سے قابلِ توجہ بھی ہے اور قابلِ مذمت بھی۔ حصولِ زر کے لئے زندہ ضمیر کے ساتھ ایسا کام تو کافر بھی نہیں کرتے۔

جیسا کہ اوپر ہم نے ذکر کیا ہے کہ 'لذت' (Lust) مرد و زن کی کمزوری ہے اور ضرورت بھی کہ اگر اس کو عملی زندگی سے خارج کر دیا جائے تو خاندانی نظام کی عمارت دھڑام سے زمین بوس ہو جائے۔ مرد گھر کی کفالت کی ذمہ داری قبول کرے نہ عورت بچہ جنے۔ اسلام نے اس لذت کو شرافت کا جامہ پہنا کر مرد و زن کا مطیع کیا ہے۔ مگر جب مرد

وزن اس حیا کے جامے سے نکل جاتے ہیں تو وہ لذت کے مطیعِ فرمان ہو جاتے ہیں اور پھر شیطان ناچتا ہے۔

اخبارات و رسائل میں "شباب" کے سرچشموں کے بڑے بڑے اشتہارات' حکماء کے دعوے اور نئی نئی ایجادات کا تعارف' سب بلاوجہ نہیں ہے۔ یہ شباب کے یونانی سرچشمے ہوں یا ہومیوپیتھی یا ویاگرا طرز کا فراڈ سب دراصل تباہی کے سرچشمے ہیں' گمراہی کے راستے ہیں جو نوجوان لڑکے لڑکیوں کو فحاشی کا راستہ دکھاتے ہیں' نفسیاتی مریض بناتے ہیں' خاندانی منصوبہ بندی کے سامان نے جسے 'محفوظ' بنا دیا ہے۔ اس پہلو سے کسی سیانے نے کبھی سوچا تک نہیں۔

یہ اخبارات و جرائد ہی ہیں جو محض ہوسِ زر میں جنسی ایجادات کے اشتہار چھاپتے ہیں۔ جنسی جرائم کی خبریں جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کرتے ہیں اور جرائم پر سزاؤں کی خبریں صرف ایک کالمی' یہ جانتے ہوئے کہ جرم کی تشہیر جرم کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور جرم پر سزا کی تشہیر جرم کی حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ جرائم کی خبریں نمک مصالحہ لگا کر شائع کی جاتی ہیں اور سزا کی خبریں چھپی چھپی' ڈری ڈری' سہمی سہمی۔

یہ بھی اخبارات و جرائد ہی ہیں جو ادب کے نام پر بے ادبی سے بھرپور خصوصی ایڈیشن چھاپتے ہیں' بے حیائی کے درس یا دین کے نام پر بے دینی کی طرف راہنمائی کرنے والی طبع زاد اسلامی تاریخی کہانیاں بڑے اہتمام کے ساتھ جگہ پاتی ہیں کہ مقصد شعوری یا لاشعوری طور پر اسلام اور نظریہ پاکستان کی بیخ کنی ہے۔ نام لینے میں کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا "اخبارِ جہاں" ملک کا معروف جریدہ ہے۔ یہ اخلاق و شرافت کے بخیے ادھڑنے میں غالباً سرفہرست ہے۔ اس میں قطعاً جھوٹ اور خلاف واقع "تین عورتیں تین کہانیاں" ننگِ انسانیت کا منہ بولتا ثبوت ہوتی ہیں۔ یہ دراصل معصوم ذہنوں کو گمراہ کرنے کی "بے ضرر" کوشش ہے۔

میڈیا کے اس 'موثر' استعمال پر اگر اس پہلو سے بھی نظر ڈال لی جائے تو غیر ضروری نہ ہوگا کہ 67ء کی عرب اسرائیل جنگ سے قبل ملک میں صحافت کا بہر حال کچھ

نہ کچھ معیار تھا' اقدار کی پاسداری تھی' ملک میں دو معقول اور معتدل ماہنامے اردو ڈائجسٹ اور سیارہ ڈائجسٹ تھے۔ ہفت روزے بھی معیاری تھے مگر 67ء کے بعد موسم برسات کی کھمبیوں Mushrooms کی طرح اچانک مارکیٹ ہر قسم کے "پاکیزہ" "غیر پاکیزہ" سب رنگ ڈائجسٹوں سے بھر گئی۔ ہر ڈائجسٹ کی یہ خواہش رہی' جو آج تک برقرار ہے کہ اس میں کم از کم ایک "اسلامی تاریخی کہانی" ہو' کسی "پیدائشی ولی" کا دلکش قصہ ہو' جس کا اسلام کی حقانیت سے دور کا بھی تعلق نہ ہو مگر ہو "دلچسپ اور سبق آموز" کہ یہ بتدریج اپنے قاری کو "مشکل اسلام" سے "آسان اسلام" کی طرف راہنمائی کرے۔

دوسری چیز جس کا اہتمام ہر ڈائجسٹ نے اپنی کہانیوں میں کیا وہ یہ تھا کہ دوسروں کے مقابلے میں میرے ہاں قاری کے لئے لذتیت (Lust) کی بہتات ہو کہ وہ مستقل میری ہی جھولی میں رہ کر "درسِ زندگی" لیتا رہے۔ یہ امر واقع کے طور پر معاشرے کی اکثریت کے علم میں ہے خصوصاً ان گھروں میں جہاں باقاعدگی سے ڈائجسٹ پہنچتے ہیں کہ والدین بلاتے رہیں' ہنڈیا چولہے پر جل جائے' نماز کا وقت چلا جائے' ڈائجسٹ کی مزیدار کہانی چھوڑنا مشکل ہے۔

فتنہ "ہم عصریت" مسلمہ طور پر سرفہرست ہے کہ یہ ہر شعبہ حیات میں متعلقین کو' علماء ہوں' تاجر ہوں یا سیاستدان وغیرہ' ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رکھتا ہے' یہ اخلاق و کردار اور اقدار کا قاتل نمبر ایک ہے تو اس کے بعد مہلک ترین "ثقافتی یلغار" کا فتنہ ہے جو اخلاق و کردار کے لئے کم مہلک نہیں ہے۔ یکے بعد دیگرے یہی دو شیطان کے' خواہ وہ انسان کے بہروپ میں ہو' موثر ہتھیار ہیں۔ فتنہ ہم عصریت ہی تو ہے جو یہود و نصاریٰ و ہنود اور کیمونسٹوں کو اسلام کے مدِ مقابل لایا ہے اور اسی فتنے نے اپنی محفوظ کامیابی کے لئے ثقافتی یلغار کے مورچے' پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر خصوصی توجہ دی ہے۔ جہاں سے ملتِ مسلمہ کی نوجوان نسل پر ٹھیک ٹھیک نشانے لگائے جا رہے ہیں۔ قوم کے باشعور اور بے شعور یکساں جنہیں اپنے خاندانوں کے ساتھ انجوائے کرتے ہیں۔ مگر علماء و دانشوروں کی اکثریت منقارِ زیرِ پر ہے۔

ثقافتی یلغار کا مقابلہ باشعور اہل قلم اور علماء کے ذمے قوم کا قرض ہے۔ دنیا میں چکالیں گے یا کم از کم چکانے کی سعی کر لیں گے تو سرخرو ہوں گے اور مقروض ہی رہے تو مقروض شہید کو بھی جنت کی خوشخبری نہیں ملی۔

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں
(اقبالؒ)

اوصاف
ہمارے ذہن پر چھائے نہیں ہیں حرص کے سائے
جو ہم محسوس کرتے ہیں وہی تحریر کرتے ہیں
اتوار 17 ستمبر 2000ء 18 جمادی الثانی 1421ھ

ضمیر فروشوں اور قلم فروشوں کو بے نقاب کیا جائے

جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ میں پریس کے خلاف کریک ڈاؤن کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا اور آزادی صحافت کا قائل ہوں لیکن نقد رقم یا تعلق کی وجہ سے حقائق کو نظر انداز کرنا درست نہیں۔ انہوں نے کہا تمام صحافی پیسے نہیں لیتے اور میں "اس بات سے متفق ہوں کہ میں نے نیویارک میں جو بات کی تھی اس سے ان صحافیوں کی دل آزاری ہوئی ہوگی جو پیسے نہیں لیتے کیونکہ اگر میں بھی ان کی جگہ ہوتا تو یقیناً" مجھے بھی تکلیف ہوتی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ رقم لینے والے صحافیوں کے نام بتانے میں کیا امر مانع ہے تو انہوں نے کہا کہ اطلاع کو ثبوت میں تبدیل کرنا مشکل ہے اور پورے ملک میں اتنی بے ایمانی ہے کہ ہزاروں کمیٹیاں بنانی پڑیں گی جبکہ پاکستان پہلے ہی انکوائریوں اور کمیٹیوں کا ملک بن گیا ہے اس لئے میں ناموں کے چکر میں پڑنے کی بجائے ملک میں نیا پروگریسو اور لبرلائز کلچر لانا چاہ رہا ہوں۔

جنرل صاحب نے نیویارک میں پاکستانی صحافت کا معیار گرنے کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار کیا تھا ان پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے ان کی خدمت میں گوش گزار کرنے کی کوشش کی تھی کہ قومی زندگی کے تمام شعبوں کی طرح پریس کے شعبے میں بھی کالی بھیڑیں پائی جاتی ہیں لیکن یہ بات سراسر غیر منصفانہ ہے کہ ان کی وجہ سے پوری پاکستانی صحافت کو ہی موردِ الزام ٹھہرا دیا جائے لہٰذا جنرل صاحب کو چاہئے کہ وہ اس حوالے سے اپنی سوچ پر نظر ثانی کریں اور ہمیں خوشی ہے کہ جنرل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

افواجِ پاکستان اور نادیدہ ہاتھوں کے کرشمے

کسی بھی ملک و ملت کے لئے امن و خوشحالی کی ضمانت اس ملک کے محافظ ہوتے ہیں کہ امن و خوشحالی قوتِ بازو سے ملتی ہے کمزوروں یا بھیک منگوں کا مقدر نہیں بنتی۔ Peace through Power آج کا سلوگن ہے مگر خالقِ کائنات نے تخلیقِ کائنات سے قبل (مسلمان کے عقیدہ کی رو سے) لوحِ محفوظ پر جو ہدایات مقصودِ کائنات' خلیفہ ارضی' حضرت انسان کیلئے لکھ رکھی تھیں اور جسے عالمگیریت کے دائرے میں داخل ہونے کے ساتھ ہی اپنے نبی ﷺ سرورِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ کے ذریعے آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل نوازا' اس کتابِ ہدایت قرآن میں و أعدوا لهم مستطعتم من قوة...... (تم دشمن کے مقابلے میں قوت حاصل کرو۔ مفہوم) فرمایا تھا۔

دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں کے لئے اس قوت کا حصول خالق اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور مستحکم ایمان کے بعد اعلیٰ تربیت اور بہترین سامانِ حرب کے ساتھ مشروط کیا۔ کثرت پر گھمنڈ اور تکبر کی ہر سطح پر حوصلہ شکنی کی گئی اور اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ بدر و احد میں قلت سرخرو ہوئی تو غزوہ حنین میں کثرت کے خیال پر' باوجود محسن انسانیت ﷺ کی موجودگی کے' جھنجھوڑ دیا گیا۔ دوسرے غزوات اور بعد کی جنگوں میں بھی مستحکم ایمان اور بہترین حربی صلاحیت نے ہر کثرت پر فتح پائی۔

1965ء کی پاک بھارت جنگ اس دور کی مثال ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی شیر دل افواج نے' جن کی پشت پر پوری قوم' ایمان کے تقاضوں سے ہم آہنگ جذبوں کے ساتھ کھڑی تھی' اپنے سے پانچ گنا بڑی قوت کو جسے Hit first and hit hard کی برتری بھی حاصل تھی' 17 روزہ جنگ میں ناکوں چنے چبوائے۔ بھارت کا ہر محاذ پر غرور

توڑا۔ دنیا اس مٹھی بھر فوج کی کارکردگی پر انگشت بدنداں تھی۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی مسلح افواج کو کسی کی "نظر لگ گئی" اور 1971ء میں وہی فوج پہلی سی کارکردگی نہ دکھا سکی اگرچہ انفرادی سطح پر ایسے کارنامے تاریخ کا حصہ بنے جن کی تاریخ میں کم مثال ملتی ہے مثلاً "ہلی کا معرکہ" جس پر نوائے وقت میں ایک بہت ہی متاثر کن نظم ماضی بعید کے برطانوی Charge of the light Bredgade طرز پر "وہ تھے بیالیس" شائع ہوئی تھی۔ 71ء میں ایک فوجی ہی حکمران تھا اور فوجی لڑنے والے تھے کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ کا مکمل پاکستان نصف رہ گیا اور تاریخ کی بدترین مثال سامنے آئی کہ پاکستان کی شیر دل فوج کے 90 ہزار افسر اور جوان ذلیل ترین اور مسلمہ بزدل کی عیاری سے مات کھا کر ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے لئے یہ صدمہ مستقبل کے لئے نئی راہیں اپنانے کا ذریعہ بھی بن سکتا تھا مگر اے بسا آرزو کہ خاک شد۔ اس سے سبق لے کر مستقبل سنوارنے کے بجائے ہم ہر سال اپنی رسوائی کی فلم دیکھتے رہے۔

بلا خوفِ تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ پاکستان کی مسلح افواج بری، بحری اور ہوائی اپنی حربی صلاحیتوں کے اعتبار سے دنیا کی چند مایہ ناز افواج کی فہرست میں بہت اونچا مقام رکھتی تھی۔ مگر اپنوں کی تدابیر نے اسے 71ء میں رسوا کرایا۔ 65ء کی بلندی سے 71ء کی تنزلی کے اسباب پر مندرجہ ذیل دشمنی پر مبنی رپورٹ کچھ روشنی ڈالتی ہے، جو 67ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد یہود نے اپنے محاسبے کے دوران مرتب کی تھی:

☆"The Pakistan Army carries great love for the Prophet Muhammad and this is what strengthen the bonds between Pakistan and the Arabs and this is really the grave danger to the "World Zionism" and a stumbling blockage to the expansion of Israil. Therefore, it is essential for

the Jews that they should destroy the love for the Prophet Muhammad by all means."☆ (American Military Expert, Prof: Hertz's Report, page 215)

☆"پاکستان اور عربوں کے مابین محبت و یگانگت کے مستحکم رشتوں کو استوار کرنے میں افواج پاکستان کے دلوں میں ان کے پیغمبر محمد کے لئے گہری محبت ہے اور یہ عالمی یہودیت کے لئے شدید ترین خطرہ ہے اور اسرائیل کی توسیع کے راستے کی دیوار ہے لہذا یہودیوں کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ ہر طریقہ سے' ہر قیمت پر ان (افواجِ پاکستان) کے دلوں سے ان کے پیغمبر محمد کی اس محبت کو کھرچ نکالیں۔"☆

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی مسلح افواج کے قلب و ذہن سے ایمان اور نبی آخرالزماں کی محبت کھرچ لینے کے لئے ہر لحہ بے چین یہود نے نصاریٰ اور ہنود کو بھی اپنے ساتھ ملایا کہ الکفر ملة واحدة ۔(کفار اسلام کے مقابلے میں ایک ملت ہیں) یہود نے خود پس پشت رہ کر اس کے لئے منصوبہ بندی کی اور پیغمبر کی محبت کھرچنے کے لئے پیغمبر ﷺ ہی کے فرمان سے راہنمائی لی کہ "مجھے اپنی امت کی غربت سے خوف نہیں' امت کے مالدار ہونے سے خوف ہے"(مفہوم)

اس امر مسلمہ سے کون واقف نہیں ہے کہ مال کی فطری محبت انسان کو جلد گمراہ کرتی ہے اور اس محبت میں مبتلا ہونے والا پھر حب الدنیا کے سبب موت سے بھاگتا ہے جسے کراہیۃ الموت فرمایا گیا اور آخری دور میں مسلمان کی ذلت ورسوائی کا سبب "وہن" انہی دو چیزوں کا مرکب ہے۔ یہود نے اسی کو بطور ہتھیار استعمال کیا ہے۔

☆"ہمارے عروج کو ان لوگوں نے بہت سہل کر دیا ہے' جن سے تعلقات کو ہم نے انسانی ذہن کے حساس نقطہ "روپیہ' پیسہ' طمع"

مطلوب مادی وسائل کے عدمِ توازن جیسی عمومی کمزوریوں پر
مرکوز رکھا ہے اور ان میں سے ہر ایک کمزوری اپنی جگہ قوتِ عمل
کو مفلوج کر دینے والی ہے اور اس کے سبب وہ کسی 'فعال' کے پاس
گروی ہو جاتے ہیں۔"☆ (Protocols 1:27)

مال کی رغبت و محبت سے مغلوب جب کوئی کسی فعال کے پاس گروی ہوتا ہے تو پھر وہ بالکل اندھا بن جاتا ہے اور دل و دماغ بلکہ جان تک ہر چیز داؤ پر لگاتا ہے۔ بے ضمیر دہشت گرد اس کی مثال ہیں کہ ہوسِ زر میں اندھے' ہر کام کر لیتے ہیں۔ اس بکاؤ مال کا چہرہ بھی خریدار کے اپنے الفاظ کے آئینے میں ملاحظہ فرمائیے :

☆"وہ کون ہے اور کیا ہے ؟ (یعنی گروی رکھنے والا فعال۔ ارشد) جو نادیدہ قوت پر قابض ہو سکتا ہے ؟ اور بالیقین یہی ہماری قوت ہے۔ صیہونیت کے کارندے ہمارے لئے پردے کا کام دیتے ہیں (مثلاً موجودہ حکومتی NGO مافیا) جس کے پیچھے رہ کر ہم مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ منصوبہ عمل ہمارا تیار کردہ ہوتا ہے مگر اس کے اسرار و رموز ہمیشہ عوام کی آنکھوں سے اوجھل رہتے ہیں۔"☆
(Protocols 4:2)

اوپر کے دونوں اقتباسات کو بار بار پڑھتے جائیے اور موجودہ دور کے حالات کا تجزیہ کرتے جائیے۔ آنکھیں کھولنے کے لئے تو یہی کافی ہیں۔ ویسے یہود اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ "ہر شخص کسی نہ کسی قیمت پر خریدا جا سکتا ہے"۔

ہم نے بات مسلح افواج سے شروع کی تھی۔ ماقبل سطور ناگزیر تھیں کہ ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے محافظوں سے محبت کے سبب اس عنوان کے ساتھ انصاف کرنا چاہتے ہیں کہ عوام الناس کے سامنے تصویر کے دونوں رخ رہیں اور ہمارے قابل احترام محافظانِ وطن بھی اس پس منظر اور پیش منظر میں اپنے تشخص کا تعین کر لیں۔

ماضی بعید سے لے کر آج سے پندرہ بیس سال قبل تک فوج کی چھاؤنی اور سول آبادی کے درمیان حدِ فاصل ہوا کرتی تھی۔ عموماً چھاؤنیاں شہروں سے باہر ہوتی تھیں لیکن اگر کسی جگہ شہر کی وسعت کے سبب چھاؤنی کا علاقہ ساتھ مل جاتا تھا تو بھی فوجی اور سویلین کے درمیان فاصلہ قائم رکھنے کا اہتمام کیا جاتا تھا۔

افواج کے حوالے سے اس بات کا بھی خیال رکھا جاتا تھا کہ فوجی افسر ہو یا جوان بے کار نہ بیٹھے۔ ہر لمحہ کسی نہ کسی مشق میں مصروف۔ کبھی چھاؤنی کے اندر مشقیں تو کبھی چھاؤنی سے باہر دور دراز پہاڑوں' جنگلوں اور صحراؤں میں مشقیں اور فوجی ضرورت اور اہمیت کے تعمیراتی کاموں کی حد تک ان کی مصروفیت۔ باہر کے ملکوں میں آج بھی اس بات کا ان حدود و قیود کا خیال رکھا جاتا ہے۔ مثلاً برطانوی' امریکی یا فرانسیسی فوج' آفاتِ ارضی و سماوی کے علاوہ نہ تو کبھی سڑکوں کے ٹھیکے لیتی ہیں نہ ہی واپڈا اور انکم ٹیکس یا ریلوے وغیرہ کے محکموں میں سول ملازمین کے ساتھ مل کر کام کرتی ہیں کہ ایسا کرنے سے گوشت پوست کے یہ انسان سول انتظامیہ میں موجود قباحتوں کے حصہ دار بن جاتے ہیں اور ابلیس یہی چاہتا ہے۔ ہاں 'امن فوج میں باہر جانے والے ان ممالک میں مختلف خدمات انجام دیں تو یہ مطلوب ہے۔

اوپر کے اقتباس میں پروٹوکولز کے خالقین نے جس "منصوبہ عمل" کا ذکر کیا ہے اس کو روبہ عمل لانے کے لئے یہود کے تین شعبے ہر ملک میں مصروفِ عمل ہیں۔ یہ تینوں (ا) شارک' (ب) تخریب کار اور (ج) عسکری' ہیں۔ چونکہ ہمارے موضوع سے متعلقہ شعبہ تخریب کار ہے لہذا ہم صرف اسی کے تعارف تک اپنے آپ کو محدود رکھیں گے۔

> ☆"...... یہ بات سمجھی جاچکی ہے کہ سوشلزم اور کیمونزم دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ سوشلزم یہود کے بنے ہوئے جال میں کیمونزم کے شکار پھانسنے کے لئے پہلا قدم ہے اور کیمونزم کا پہلا شکار مزدور ہیں۔

مزدوروں پر اثر قائم کر لینے کے بعد یہود کے شعبہ تخریب کا رخ متعلقہ ملک کی مسلح افواج کی طرف پھرتا ہے جس کی حیثیت ملکی استحکام میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح مسلمہ ہے......۔

درپردہ یہودی (اپنے ایجنٹوں کے ذریعے : ارشد) سب سے پہلے اقتدار اور ترقی کے بھوکے افسران کو فرداً فرداً اپنے شیشے میں اتارتے ہیں۔ پھر ان منتخب لوگوں کو باہم ملواتے ہیں تاکہ ایک اکیلا دو گیارہ کے مصداق ان کا وطن دشمنی میں حوصلہ بڑھے تو پھر افواج میں سے اپنے خریدے ہوئے ایجنٹوں کے ذریعے علاقائی' لسانی' قومی' مذہبی' معاشی تعصبات کو ہوا دی جاتی ہے تاکہ تعصبات کے ان شعلوں سے نفرتیں جنم لیں اور اتحادِ ملت بھسم ہو کر رہ جائے۔"☆ (بحوالہ استحکام وطن پنجہ یہود میں' صفحہ 31)

یہود کے منصوبہ عمل پر ایسے شوگر کوٹڈ اور انتہائی میٹھے زہر کے انداز میں عمل ہوا کہ فوج کو سول سے الگ تھلگ رکھتے ہوئے اسلام اور نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ تربیتی مراحل سے گذرتے اسے جذبہ حب الوطنی سے سرشار رکھنے کی بجائے اسے "سول خدمات" میں دھکیل دیا گیا اور اس سے توقع یہ کی گئی کہ :-

درمیان قعرِ دریا تختہ بندم کردہ ای
بازی گوئی کہ دامن تر مہ کن ہوشیار باش

یعنی "بیچ منجدھار دریا میں دھکا دے کر اب کہتا ہے خبردار کپڑے گیلے نہ ہوں"۔ فوج FWO بنی تو کبھی سیم نالے کھدے' کبھی موٹروے پر 'چندہ' اکٹھا کیا' کبھی واپڈا کا 'خسارہ' دور کیا تو کبھی 'انکم ٹیکس وصولی' کی 'خدمات' سرانجام دیں' کبھی ریلوے کو 'دلدل' سے نکالنے کے لئے 'دلدل' میں کودنے کا عندیہ دیا۔ علیٰ ہذاالقیاس۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی افواج کے افسر و جوان اسی معاشرہ میں سے ہیں جو فرشتوں کا معاشرہ یقیناً نہیں ہے۔ اس معاشرے میں محبتیں بھی ہیں اور نفرتیں بھی'

دوستیاں بھی ہیں تو دشمنیاں بھی ہیں۔ ضلعی سطح کے آرمی مانیٹرنگ سیل کا عملہ بھی اسی معاشرہ کے لوگوں کے عزیز اقارب پر مشتمل ہے۔ لوگ اپنے اپنے رنگ میں شکایات' فریادیں لے کر جاتے ہیں جن کا زیادہ تر تعلق سول محکموں سے ہوتا ہے اور جن کی داد رسی نہ ہونے کے سبب' معاملہ فوج کی نیک نامی کے بجائے بدنامی پر منتج ہوتا ہے اور بعض جگہوں پر محاذ آرائی بھی ہوتی ہے۔

ہم اپنی مسلح افواج کو مطعون نہیں کرتے کہ ہم نے ان کے شانہ بشانہ خود 65ء کی جنگ لڑی ہے' ہمارے دل میں افسروں اور جوانوں کے لئے محبت ہے مگر جذبہ خیر خواہی سے یہ کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ فوج میں سے ایک طبقہ حب الدنیا کی طرف تیزی سے گامزن ہے اور شرکاء قافلہ کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا ہے کہ یہ انسان کی فطری کمزوری ہے۔ ہمیں آرمی انجینئرز کے اس میجر کا چہرہ نہیں بھولتا جسے ساڑھے تین لاکھ روپے سے بننے والی سڑک صرف 19 ہزار میں بنا کر باقی رقم بنک میں جمع کرانے کی پاداش میں فوج چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا تھا اور جو بعد میں MES کا ٹھیکہ دار بھی نہ بن سکا کہ 'مطالباتِ زر' بس میں نہ تھے۔

ہم نے FWO کے ضلع خوشاب میں کام کو بھی قریب سے دیکھا ہے اور اب تو ملک کے گوشے گوشے سے فوج کے سول کردار پر آواز بلند ہو رہی ہے بلکہ سچی بات ہے کہ ان کاموں میں ملوث ایماندار افسران اور جوان خود کڑھتے ہیں کہ ہم کس کام کے لئے تھے اور کہاں بیٹھے ہیں۔ شاہین کو صحبتِ زاغ تباہ کر رہی ہے۔

یہ سب کچھ بلاوجہ نہیں ہے یہ بہت سوچی سمجھی لمبی منصوبہ بندی پر عملدر آمد ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی مسلح افواج کو کرپٹ کر کے ان کے دلوں سے اسلام یا دوسرے الفاظ میں ان کے پیغمبر کی محبت کھرچ لی جائے اور پھر یہ عبدالحق ہوں یا مطیع اللہ یا غلام مصطفیٰ یہ روبوٹ ہوں گے جذبہ حب الوطنی سے عاری' جن سے کوئی خطرہ نہیں' شرقِ اوسط کے مصریوں اور سعودیوں کی طرح۔ ایڈمرل منصور الحق یا ایئر مارشل وقار عظیم جن کی کرپشن میں ان کا عملہ زیادہ پیش پیش ہوگا کہ بڑوں کے دین پر چھوٹے تو

معروف ہے۔

آج نچلی سطح تک اقتدار کی منتقلی کے خالق بھی فوجی ہیں اور این جی او مافیا کو تقویت بخشنے کا "فریضہ" بھی افواج کے ہاتھوں مکمل ہو رہا ہے۔ اور یہ سب ان کے ذہن میں ڈالنے والے یہود ہیں جو سامنے نہیں ہیں' سامنے دانشوروں اور خیر خواہوں کے بھیس میں ان کے زر خرید' بے ضمیر قسم کے ایجنٹ ہیں جن کی موثر کارکردگی پر انہیں فخر ہے تو ادھر پوری باشعور پاکستانی قوم کو شرمندگی ہے کہ جس طرح رشوت ایک دروازے سے داخل ہو تو انصاف دوسرے دروازے سے نکل جاتا ہے۔ یقین کر لیجئے کہ جوں جوں مال کی محبت دل میں داخل ہوتی ہے پیغمبر کی محبت دل سے نکلتی جاتی ہے کہ یہ دونوں ایک دل میں اکٹھی سما ہی نہیں سکتیں۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

☆......☆......☆

دفاعی سودوں میں بددیانتی کرنے والے غدار ہیں

جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد سے اظہار اتفاق

میں سخت زبان استعمال کرنے کا عادی نہیں لیکن کرتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ بحری، بری اور فضائی افواج کے جن سربراہوں یا افسروں نے دفاعی [illegible] میں رشوت لی ہے وہ ملک اور قوم کے غدار ہیں اور میں کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ غداروں جیسا سلوک ہونا چاہئے۔ ایئر مارشل اصغر خان نے کہا ہے کہ ان افسروں کے خلاف کرپشن کے الزامات نیب کو بھیجے جانے چاہئیں۔ یہ بھی ایک طریقہ ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ان لوگوں پر فوجی قوانین کے تحت مقدمہ چلایا جانا چاہئے۔

بشکریہ روزنامہ 'جنگ' لاہور' 19 ستمبر 2000ء

بشکریہ روزنامہ 'اوصاف' اسلام آباد' 18 ستمبر 2000ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O وبہ نستعین O

معاشی بحران اور یہودی منصوبہ ساز

پنجابی زبان کی ایک ضرب المثل ہے کہ "ڈھڈ نہ پیاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں" یعنی اگر پیٹ میں کھانا نہ ہو تو ہر بات بری لگتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ بھی درست ہے کہ بھوکے شخص کا ایمان بھی ڈانواں ڈول رہتا ہے۔ یا یہ کہ بھوکے شخص کو شیطان بآسانی اپنا ہم نوا بنا لیتا ہے۔ الا ماشاءاللہ۔

خالق کائنات نے' جو انسان کا بھی خالق ہے' انسان کے کھرے پن کی پہچان کے لئے اسے جس امتحان کی بھٹی سے گذارنے کا ذکر فرمایا اس میں بھوک اور معاشی بدحالی شامل ہے۔ سورۃ البقرہ میں فرمایا کہ "میں تمہیں خوف طاری کر کے' بھوک کی شدت سے' تمہارے اموال میں نقص ڈال کر' تمہاری جانوں اور پھلوں (کھیتوں) میں بیماریاں لگا کر آزماؤں گا اور جو لوگ صبر سے سب کچھ سہہ جائیں گے (برداشت کریں گے) اور مصائب و مشکلات و آزمائش میں پکار اٹھیں گے کہ ہم بھی اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے' ان پر اللہ کی طرف سے رحمت و سلامتی کی بارش ہوگی اور وہی ہدایت یافتہ قرار دیئے جائیں گے۔" (البقرہ۔155)

گویا معاش و معیشت کی کمی بیشی ایک طرف رحمان کے دامن رحمت میں جگہ لینے کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف شیطان بھی آسانی سے اسی کو ذریعہ بنا کر انسان کو گمراہ و برباد کرتا ہے۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ معیشت ایمان کے بعد انسان کی پہلی ضرورت ہے کیونکہ عملی زندگی کی گاڑی اس کے بغیر نہیں چلتی۔ حصولِ رزقِ حلال (معاش) کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ﷺ کے ذریعے فرائض (حقوق اللہ) کے بعد فرض قرار دیا

معیشت، عملی زندگی گذارنے کے لئے وسائل کا نام ہے۔ مثلاً زراعت، زرعی معیشت ہے۔ صنعت، صنعتی معیشت ہے اور یہی کچھ تجارت کے لئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ یہ تینوں شعبے ایک دوسرے کے لئے ناگزیر ہیں۔ صنعت کا بہت بڑا حصہ زراعت کا محتاج ہے اور تجارت دونوں شعبوں کی محتاج۔ مذکورہ تینوں ہی شعبوں کے لئے ناگزیر، معاونین کی فوج ظفر موج ہے جسے عرف عام میں لیبر یا مزدور کہا جاتا ہے۔

معیشت کی یہ گاڑی اپنے چاروں پہیوں پر چلتی رہے اور چاروں پہیے یکساں بھی ہوں ان میں کسی جگہ زنگ نہ ہو بلکہ گریس یا تیل لگا ہو تو گاڑی کے کسی جگہ رکنے کا احتمال نہیں رہتا بلکہ رفتار بھی تیز رہتی ہے۔ گریس یا تیل مذکورہ تینوں جہتوں میں لگا سرمایہ ہے۔ یوں معیشت اور سرمایہ بھی لازم و ملزوم ٹھہرے۔

اگر کسی طریقے سے کوئی اوپر بیان کردہ مربعہ یا مستطیل نما چوکور کے قائمۃ زاویوں میں بگاڑ پیدا کر دے مثلاً زراعت کی گاڑی کو پٹڑی سے اتار دے، صنعت کا پہیہ توڑ ڈالے، مزدور کو اپنے ڈھب پر لے آئے اور سرمایہ کے تیل گریس کے سوتے خشک کر دے تو یہی کیفیت معاشی بحران کہلائے گی۔ اس سے متاثر ہونے والا فرد ہو یا قوم، اس ڈوبتی نیا کو بچانے کی خاطر کسی بڑے سرمایہ دار کی طرف رجوع کریں گے، اس کی شرائط پر قرض لیں گے، کچھ گروی رکھیں گے۔ علیٰ ہذاالقیاس۔

عالمی بساط پر معیشت کے استحکام اور معیشت کی بربادی کا یہ کھیل برسوں سے کھیلا جا رہا ہے۔ عیار و شاطر اپنے سرمایہ کے بل بوتے پر دشمن کی معیشت تباہ کر کے، معاشی بحران میں غوطے کھانے والے کو اپنے جال میں پھانسنے کے لئے خود موقع پیدا کرتے ہیں اور پھر محسن کے بہروپ میں آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگاتے اس کی جھولی میں سودی قرضے کی ایسی خیرات ڈالتے ہیں جس سے قرض لینے والا تو رہا ایک طرف، اس کی آئندہ نسلیں بھی چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتیں۔ آخری صلیبی جنگ میں مطلوب کامیابی کے لئے دشمن کا یہ مستحکم قلعہ ہے جسے سر کر لینا آسان نہیں ہے ماسوائے خالق کی طرف رجوع کرنے کے۔

اللہ تعالیٰ کی مغضوب قوم یہودی اپنی نافرمانی کے آغاز سے ہی عالمی حکمرانی کے خواب دیکھتے ہیں۔ یہود کے زعما نے عہدِ قدیم میں تسخیر عالم کے خواب کو شرمندہ تعبیر دیکھنے کی خاطر جو منصوبہ بندی کی تھی اس میں اقوام عالم کو معاشی بحران سے دوچار کر کے' پہلے سے تاک میں لگے اپنے مالیاتی اداروں کے ذریعے سودی قرض کے جال میں قابو کر کے انہیں مفلوج کئے رکھنا شامل ہے۔ جس پر ماضی بعید سے عمل کا تسلسل اسے ہماری دہلیز تک لے آیا ہے۔ اس سارے دور کے واقعات پر اپنے پرائے سبھی گواہ ہیں۔ یہ اپنے' ان کے ایجنٹ بھی ہو سکتے ہیں۔

☆"ہم زمین پر مکمل تبدیلی کے کنارے پر ہیں۔ ایک بڑا بحران اس کی ضرورت ہے۔ پھر قومیں نیاورڈ آرڈر قبول کریں گی۔"☆ (راک فیلر ڈائریکٹر وال سٹریٹ نماٹن بنک' بحوالہ سونے کے مالک' صفحہ 38)

☆"ہمارے زمانے میں نہ صرف دولت اکٹھی ہو گئی ہے بلکہ بڑی طاقت اور جابرانہ اقتصادی غلبہ چند ہاتھوں میں آ گیا ہے۔ اس طاقت کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ انکے پاس روپیہ ہے اور وہ اسے کنٹرول کرتے ہیں۔ قرضہ دینے اور اس کا انتخاب بھی انکے ہاتھوں میں ہے۔ اس طرح اقتصادی جسم کو وہی خون سپلائی کرتے ہیں۔ گویا ان کے ہاتھ میں اقتصادیات کی روح ہے۔ اس لئے کوئی بھی ان کی مرضی کے خلاف سانس نہیں لے سکتا۔"☆ (پوپ پائس 1933' بحوالہ سونے کے مالک' صفحہ 38 از کرنل (ر) ڈاکٹر محمد ایوب)

☆"یہ نفرت معاشی بحران کے سبب کئی گنا بڑھ جائے گی جس کے نتیجے میں سٹاک ایکسچینج ٹھپ ہو جائیں گے اور صنعت مفلوج ہو جائے گی۔ ہم سونے کی چمک اور اپنے معروف ہتھکنڈوں کے ساتھ مخصوص ہاتھوں کے ذریعے عالمی معاشی بحران پیدا کریں

گے۔"☆ (Protocols 3:11)

☆"اس حال میں ہم نجات دہندہ کے روپ میں مزدوروں کی صفوں میں گھس کر انہیں مزاحمتی فوج میں شامل ہونے کی ترغیب دیتے ہیں' جنہیں ہمیشہ ہی سے ہم نے "یہودی معاشرتی بھائی چارے" کے اصول پر مدد فراہم کی ہے...... امراء کی حکومت جسے قانون کے سائے میں ورکر میسر ہیں' کی خواہش تھی کہ مزدور تنومند ہوں' اچھا کھائیں مگر ہماری دلچسپی قطعاً اس کے برعکس ہے کہ ہم غیر یہود کو بابود اور زوال سے دوچار دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔ ہماری طاقت' خوراک کی مسلسل کمی اور جسمانی طور پر کمزور مزدور ہے کیونکہ انہی کمزوریوں کے سبب وہ ہمارے مفادات کا غلام ہے۔ پھر وہ اپنے آقاؤں کے پاس ہمارے خلاف کوئی قوت نہ بن سکے گا جو ہمارے مفادات پر اثرانداز ہو۔"☆ (Protocols 3:7)

یہود کے معاشی بحران کے طریقے اور اس کی ضرورت کو مذکورہ اقتباسات میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اپنی دولت بصورت سونا' کے بل بوتے پر وہ دنیا کی حکمرانی کے کس قدر قریب ہیں کہ ان کے قائم کردہ عالمی مالیاتی ادارے' ورلڈ بنک' آئی ایم ایف' لندن اور پیرس کلب ہوں یا بنک آف انگلینڈ' بنک آف امریکہ یا سٹی بنک وغیرہ ہوں' مکڑے کے جالے ہیں جو ان کے مطلوبہ شکار کو ان کے لئے بے بس کرتے ہیں۔ ٹالسٹائی نے غالباً انہی کی منصوبہ بندی دیکھ کر کہا تھا:

☆"میں ایک شخص کی پیٹھ پر بیٹھا اس کا گلا دبا رہا ہوں اور ساتھ ہی کہتا ہوں کہ مجھے افسوس ہے' میں تو اس کی حالت بہتر بنانا چاہتا ہوں سوائے اس کے کہ میں اس کی پیٹھ سے اتروں گا نہیں۔"☆
(بحوالہ "سونے کے مالک" صفحہ 34)

اس آخری صلیبی جنگ کے معاشی محاذ پر برازیل کے ایک سیاستدان کا تبصرہ

بھی خوب ہے۔

☆"تیسری عالمگیر جنگ شروع ہو چکی ہے۔ یہ خاموش جنگ ہے جس میں سپاہیوں کی بجائے بچے مر رہے ہیں۔ یہ قرضوں کی جنگ ہے جس کا ہتھیار سود ہے' وہ ہتھیار جو ایٹم بم سے زیادہ مہلک اور لیزر شعاعوں سے زیادہ تباہ کن ہے۔"☆

ہم نے اوپر معاشی بدحالی کے لئے بنے گئے جس جالِ عنکبوت کا ذکر کیا ہے اور جس سے یہود نے پہلے نصاریٰ کو قابو کیا اور پھر ڈھال کے طور پر انہیں ہی آگے رکھ کر عالمی حکمرانی تک رسائی کے لئے سعی و جہد کر رہے ہیں اس کے خدوخال مندرجہ ذیل دو اقتباسات میں بھی ملتے ہیں :

☆"سونے کی کیفیت کیا ہے؟ کیا امریکہ کے پاس اتنا سونا نہیں ہے کہ اپنے قرضے کے مسئلے کو حل کر سکے؟ سب سے زیادہ سونا آئی ایم ایف کے پاس ہے اور دوسرے مرکزی بنکوں کے قبضے میں دنیا کا دو تہائی سونا ہے (یعنی اکیلے IMF کے پاس ایک تہائی) اس لئے وہ مقابلے میں یا روپے کی پشت پناہی کے لئے استعمال نہیں ہونے دیتے۔ ان کا "سنہری قانون" یہ ہے کہ "جس کے پاس سونا ہے وہی قانون بناتا ہے۔"☆ (سونے کے مالک' صفحہ 32)

اب اسی آئینے میں قانون بنانے والوں کا چہرہ دیکھتے جایئے جو سونے کی قوت کے بل بوتے پر اپنی بات منواتے ہیں۔ IMF کا ہیڈ کوارٹر واشنگٹن میں سڑک کے ایک طرف ہے تو بالمقابل دوسری سمت World Bank کا دفتر ہے اور دونوں کے پیچھے سرمایہ یا سونا ہے تو یہود کا۔ ایک قرض دیتا ہے تو دوسرا قرض کا سود ادا کرنے کی خاطر سود پر قرض فراہم کرتا ہے۔

☆"پہلی عالمی جنگ کے بعد 'امن عالم' کے لئے انٹرنیشنل بنکرز

(یہودی سونے کے مالکوں نے) نے کل عالم حکومت کا نظریہ پیش کیا اور اس کے لئے تین چیزوں کو ضروری قرار دیا گیا۔ ورلڈ بنک، ورلڈ کورٹ، اور عالمی انتظامیہ اور مقننہ یعنی لیگ آف نیشنز (League of Nations) 1930ء میں ہیگ (نیدر لینڈ پرانا ہالینڈ) میں "عالمی عدالت انصاف" بنا بھی دی گئی...... 1944ء میں (مجبور ہو کر) جنگ کی (دوسری جنگ عظیم) پریشانیوں (کا مداوا کرنے کیلئے) کی وجہ سے آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کو تسلیم کر لیا گیا اور 1945ء میں لیگ آف نیشنز UNO کے نام سے (سلامتی کونسل کے ساتھ) وجود میں آ گئی۔"☆ (سونے کے مالک' صفحہ 33)

یہ ہے عالمی سناروں کی کامیابی کہ سونے کے مالک ہونے کے ناتے' عالمی سطح پر جو چاہیں منوالیں۔ انہی سناروں یا منی چینجرز Money Changers' جو بقول ولیم گے کر' (نیول کمانڈر)' یہودی سنار اشل موزر بوٹر کی باقیادت میں سے ہیں' اسی نسل سے ایک راتھ شیلڈ تھا جس نے دولت کی بنیاد پر دنیا کو کنٹرول کرنے کے منصوبے پر سب سے پہلے کام شروع کیا تھا اور اس کا مرکزی نقطہ سود قرار پایا تھا۔

☆"قرض بالخصوص غیر ملکی قرض کی حقیقت کیا ہے؟ قرض فی الاصل ایک ایسی گارنٹی کا نام ہے جو رقم کے ساتھ سود کی ادائیگی کے لئے لکھی جاتی ہے مثلاً اگر 5 فیصد شرح سود طے ہو تو قرض لینے والا 20 برس بعد اصل رقم کے برابر سود ادا کرے گا' 40 سال بعد اسے دگنا کر لیجئے اور 60 سال بعد تین گنا اور مزے کی بات یہ کہ سود پھر بھی ادا نہیں ہوتا۔"☆ (Protocols 20:30)

☆"جب سے ہم نے اپنے زر خرید ایجنٹوں کے ذریعے غیر ملکی قرضوں کی چاٹ لگائی ہے تو غیر یہود کے تمام تر سرمائے نے ہماری تجوریوں (World Bank اور IMF وغیرہ) کی راہ دیکھ لی

ہے۔ یوں کہیئے کہ یہ غیر یہود کا خراج ہے جو وہ ہمیں باقاعدگی سے ادا کرنے پر مجبور ہیں۔" ☆ (Protocols 20:32)

آج کی ملکی معیشت پر ایک نظر ڈالیں' یہ زرعی معیشت ہو یا صنعتی معیشت یا تجارت ہو ہر ایک اپنے پاؤں پر "کھڑی ہونے کے لئے" محتاج ہے سودی قرضوں کی اور یہ قرض سونے کے مالک دیتے ہیں۔ اپنی شرائط پر جنہیں یہ 'گروی شدہ' ماننے پر مجبور ہیں اور بڑھتا چڑھتا سود جہاں ایک طرف ان کے مقاصد کی تکمیل کرتا ہے وہیں مقروض کو بتدریج دلدل میں دھنساتا چلا جاتا ہے اور پھر صنعتی یونٹ اپنی موت آپ مرتے ہیں تو زراعت بھی دم توڑتی نظر آتی ہے' تاجر حضرات کو الگ دن میں تارے نظر آتے ہیں۔ انسان کے خالق نے عقلمندوں کو' سود حرام قرار دے کر اس قباحت سے بچایا تھا' یہود جسے موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کر کے غیر یہود کو بالعموم اور ملت مسلمہ کو بالخصوص بے دست وپا کر رہے ہیں۔

> ☆"صنعت و تجارت میں (یہودی) اجارہ داری قائم کرنے کیلئے ناگزیر ہے کہ سرمایہ ہر پابندی سے آزاد ہو اور ہمارے نادیدہ ہاتھ دنیا کے گوشے گوشے میں اس اجارہ داری کے (قیام) لئے آزاد سرمایہ کی خاطر مصروف رہیں۔ صنعت و تجارت میں مصروف لوگوں کو سرمایہ کی یہ آزادی سیاسی قوت بخشے گی اور پھر یہی آزادی عوامی رد عمل کو کچلنے کا ذریعہ ثابت ہوگی......" ☆ (Protocols 5:7)

> ☆"اپنے دیگر پروگراموں کے ساتھ ہم صنعت و تجارت کی یوں 'سرپرستی' کریں گے کہ عملاً کنٹرول ہمارے ہاتھ میں ہو۔ سٹہ بازی صنعت کی دشمن ہے جبکہ سٹہ بازی سے پاک معیشت استحکام کی ضامن ہے اور سرمایہ نجی ہاتھوں میں رہنے سے زراعت مضبوط ہوتی ہے۔ یوں کاشت والی اراضی قرضوں کی ادائیگی کے بعد نجی ہاتھوں میں جائے گی۔ ہماری کامیابی اس میں ہے کہ سٹہ بازی کے

ذریعے صنعت و زراعت کے سوتے خشک کر دیں اور روئے عالم کی تمام دولت سمیٹ لیں اور یوں غیر یہود محض بھکاری ہوں گے' ہمارے سامنے سرنگوں غلام ہوں گے اور صرف زندہ رہنے کی بھیک مانگیں گے۔" ☆ (Protocols 6:6)

☆"غیر یہود کی صنعت کو ہم سٹہ بازی کے ذریعے تباہ کرنے کے ساتھ تعیشات کو فروغ دیں گے اور اس مقصد کے لئے ہم پہلے ہی اقدامات کر چکے ہیں۔ تعیشات کی ہوس اب ہر چیز کو ہڑپ کر رہی ہے۔ مزدوروں کی اجرت اس انداز سے بڑھے گی کہ ان کی ضروریات اس سے پوری نہ ہوں گی۔" ☆ (Protocols 6:7)

صنعت و تجارت پر کاری ضرب لگانے کا یہودی منصوبہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ جزیات آپ کے سامنے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا ماضی و حال ان سے متاثر' بلکہ ان کی ضربِ شدید سے مجروح ہونے کی' چیخ چیخ کر شہادت پیش کر رہا ہے تو لرزتا مستقبل بھی چشمِ بصیرت سے دیکھا جا سکتا ہے بشرطیکہ 'حاکمیت' کا چشمہ نہ لگا ہو۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان' جو خالصتاً زرعی اور معدنی مملکت ہے' دونوں حوالوں سے سسک رہی ہے اور آندھیوں کی زد میں نصف صدی کا سفر طے کر چکی ہے۔ نصف صدی میں ہزار ہا بلند بانگ دعوؤں کے باوجود نہ کسان خوشحال ہوا' نہ مزدور اور نہ ہی قوم خود کفالت کی حقیقی منزل پا سکی' اگر کہیں اس کا سراغ ملا تو 'ماہر کھوجیوں کی طرح'' اس کے نقوشِ پا دیکھنا صرف حکمرانوں کا مقدر ٹھہرا یا ان کے ماہرین ابلاغِ عامہ کا۔ جس کا انکشاف سرکاری ذرائع ہی کر سکے۔

زرعی معیشت محتاج ہے پانی کی' کھادوں کی' بیماریوں سے بچاؤ کی اور ماہرین کے مشوروں کی مگر حکومت کے ذمہ داروں نے ہمیشہ ہی اس بات کا اہتمام کیا کہ یہ حاجات کسان کو وافر نہ ملیں کہ وہ بد ہضمی کا شکار ہو جائے گا۔ پانی کی کمی کا رونا تو تھا ہی فوجی سرکار کی بھل صفائی' پانی کا صفایا بھی کر گئی' کاشت کے دن آتے ہیں تو کھادیں آسمان سے باتیں

کرتی ہیں بلکہ اکثر مطلوب کھاد آسمان کی وسعتوں میں گم ہو جاتے ہیں۔

زرعی ادویات ایسی نصیب ہیں کہ جو برسوں پہلے دوسرے ممالک میں ممنوع Ban ہوتی ہیں وہ ہمارے ہاں مہنگے داموں میسر۔ جن کی ضرورت نہیں ہے انہیں استعمال کرنے کی ریڈیو' ٹی وی پر ترغیب و تحریص ہے۔ انعامات کے لالچ میں دوست کیڑے اور پرندے بھی زہروں کی زد میں ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ بھی کہ استعمال کنندگان اور فصل چننے والے سے لے کر فیضیاب ہونے والوں تک ہر شخص تباہی کی زد میں کہ کیڑے مار جاذب Systemic زہر' فصل سے فصل اکٹھی کرنے والوں کے جسموں میں بھی سرایت کرتے ہیں اور پھر' اگر یہ پھل اور سبزیاں ہوں تو کھانے والوں میں بھی اپنے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ مثلاً ایکسپورٹ کوالٹی سیب حاصل کرنے کے لئے اس پر سات بار جاذب زہر کا سپرے ہوتا ہے۔ عام سبزیوں پر تین چار سپرے ہوتے ہیں' ٹماٹر بھی سپرے کے محتاج ہیں۔ یوں ان سے متمتع ہونے والی نسل ڈاکٹر سے "متمتع" ہونے پر مجبور ہوتی ہے اور ڈاکٹری نسخے کی ادویات کے سائیڈ ایفیکٹس سے مسلسل تباہی اپنی جگہ رنگ دکھاتی ہے یوں یہ Atomic Chain Reaction ہے جس کا سرا پکڑنا محال ہے۔

"ماہرین" جس جنس کا نام ہے وہ مخصوص آب و ہوا والے ماحول میں پائی جاتی ہے کہ باہر کی کھلی گرم سرد ہوا اسے راس نہیں آتی۔ ان کی آنکھیں اور کان جو ماہرانہ مشوروں کی لمبی چوڑی رپورٹیں بنا کر اوپر بھیجنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے' کبھی کسی آنکھ نے کم ہی دیکھے ہوں گے اور کانوں نے بھی کم ہی سنے ہوں گے ہاں البتہ مخصوص میٹنگوں میں ریڈیو' ٹی وی کے ٹھنڈے کمروں کے اندر ہر آنکھ دیکھ بھی سکتی ہے اور ہر کان سن بھی سکتا ہے۔ مگر غریب ترستے رہ جاتے ہیں۔

آپ کے ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ مذکورہ سطور کا یہودی منصوبے سے تعلق ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو اپنوں کے کرتوت ہیں بلاوجہ ہر جگہ یہود کی منصوبہ بندی کو گھسیٹنا قرین انصاف نہیں ہے۔ لیجئے اقتباس پڑھیے :

☆"(جہاں ہم اثر و رسوخ بنا لیں گے) عوام میں سے جو بھی

انتظامیہ ہم منتخب کریں گے' اپنی وفاداریوں کی تکمیل کی صلاحیت
کے حوالے سے کریں گے کہ وہ ان حکومتوں کے اپنے تیار کردہ
افراد کی طرح تربیت یافتہ نہ ہوں گے بلکہ بچپن سے کرہ ارض پر
حکمرانی کے لئے زیر تربیت رکھے گئے وہ لوگ ہوں گے جو مہروں
کی طرح ہمارے 'ماہرین'' مشیروں' اور دانشوروں کے اشارۂ ابرو کو
سمجھیں گے اور عمل کریں گے......" ☆ (Protocols 2:2)

یہ ماہرین اور دانشور اور مشیر' ورلڈ بنک' آئی ایم ایف' ایف ڈبلیو او' ڈبلیو ٹی او' آئی ایل او' ڈبلیو ایچ او' یونی سیف طرز کے ان اداروں سے اسلامی جمہوریہ پاکستان اور دیگر ممالک میں امپورٹ ہوتے ہیں' جن کا مکمل کنٹرول "سونے کے مالکوں" یعنی صیہونی قوت کے قبضہ قدرت میں ہے اور رہے بقیہ لوگ' ہنود و نصاریٰ' یہ سحر زدہ ان کے غلام ہیں' ان کی بے بس پتلیاں ہیں۔ جنہیں اب باشعور پہچاننے لگے ہیں۔

خارجی سرمایہ کار' جنہیں بڑی "محنت و مشقت" کے ساتھ "قائل کر کے" ہمارے حکمران تمام تر سہولیات کے وعدوں کے ساتھ لاتے ہیں اور وہ بطور 'محسن' یہاں سرمایہ کاری پر "آمادہ" ہو پاتے ہیں' انہی سونے کے مالکوں کے نمائندے ہیں اور جن کے ذریعے ملکی معیشت واستحکام پر پنجہ یہود کی گرفت بتدریج مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی ہے۔

چمن سے روتا ہوا موسم بہار گیا
شباب سیر کو آیا تھا سوگوار گیا!

☆......

زرعی زہریلی ادویات کا متبادل ناگزیر ہو گیا'

ڈاکٹر کوثر عبداللہ

اسلام آباد (پ ر) زرعی زہریلی ادویات کا متبادل ناگزیر ہو گیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار پاکستان زرعی تحقیقاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر کوثر عبداللہ ملک نے کوئٹہ میں زہریلی ادویات کا متوازن استعمال' پالیسی اور حکمت عملی کے موضوع پر تین روزہ ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ سیمینار کا اہتمام کونسل کے کوئٹہ میں تحقیقاتی انسٹی ٹیوٹ برائے خشک علاقہ جات نے کیا۔ جس میں زرعی سائنس دانوں زہریلی ادویات سے متعلق اداروں کے ماہرین نے شرکت کی۔ ڈاکٹر کوثر عبداللہ ملک نے سائنس دانوں پر زور دیا کہ وہ ایسی سفارشات مرتب کریں جس سے ماحولیاتی آلودگی کا خاتمہ ہو۔ سیمینار کا مقصد زرعی شعبے سے منسلک ماہرین کو فصلوں کے تحفظ کیلئے زہریلی ادویات کے بے جا استعمال پر روکنا اور کفایت شعاری سے کام لینا اور پالیسی اور اصلاحات کیلئے سفارشات مرتب کرنا ہے۔

بشکریہ روزنامہ 'اوصاف' اسلام آباد' 21 ستمبر 2000ء

پاکستان کے ذمہ غیر مسلم ممالک کے قرضے

گزشتہ سال تک پاکستان کے ذمہ درج ذیل ممالک کا قرضہ واجب الادا ہے۔

ملک	قرضے کی رقم (ملین ڈالر میں)	ملک	قرضے کی رقم (ملین ڈالر میں)
جاپان	5560.816	ہالینڈ	111.928
امریکہ	2942.448	سویڈن	94.845
جرمنی	1590.794	برطانیہ	47.353
فرانس	1145.574	ناروے	49.785
کینیڈا	404.586	بلجیئم	45.782
اٹلی	206.664	چین	404.151
روس	274.598	ڈنمارک	21.274
آسٹریلیا	187.359	فن لینڈ	6.052
سپین	65.088	کوریا	25.905
سوئٹزرلینڈ	77.095	اسٹریا	18.583
		چیکوسلواکیہ	13.583

مسلم ممالک سے حاصل کئے گئے قرضہ جات

اس کے علاوہ درج ذیل اسلامی ممالک کا بھی پاکستان مقروض ہے لیکن اسے امداد میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

اسلامی ممالک	رقم (ملین ڈالر میں)
اسلامی ترقیاتی بینک	4644.127
ابو ظہبی	73.359
کویت	109.414
لیبیا	25.558
قطر	5.598
سعودی عرب	296.513
اوپیک فنڈ	85.284
ملائیشیا	44.316

1947ء سے 1998ء تک مختلف ادوار میں لئے گئے قرضے

حکمران	دورِ حکومت	لئے گئے قرضوں کا حجم
لیاقت علی خان / خواجہ ناظم الدین	1947-58ء	59 کروڑ 40 لاکھ ڈالر
ایوب خان	1958-69ء	5ارب 37 کروڑ 80 لاکھ ڈالر
جنرل یحییٰ خان	1969-71ء	1ارب 75 کروڑ 40 لاکھ ڈالر
ذوالفقار علی بھٹو	1971-77ء	5ارب 5 کروڑ 80 لاکھ ڈالر
جنرل ضیاء الحق	1977-85ء	2ارب 49 کروڑ 60 لاکھ ڈالر
محمد خان جونیجو	1985-88ء	7ارب 60 کروڑ 70 لاکھ ڈالر

بے نظیر بھٹو	1988-90ء	5ارب 9کروڑ 50لاکھ ڈالر
نواز شریف + (جتوئی کا عبوری دور)	1990-93ء	7ارب 16کروڑ 20لاکھ ڈالر
بے نظیر بھٹو	1993-96ء	8ارب 28کروڑ 70لاکھ ڈالر
ملک معراج خالد	1996-97ء	2ارب 30کروڑ ڈالر
نواز شریف	1997-98ء	3ارب 20کروڑ ڈالر

1988ء کے بعد زر مبادلہ کی صورتحال

مئی 1988ء کے چار منتخب حکومتیں برطرف ہوئیں ان کی برطرفی اور نگران وزرائے اعظم کے دورِ حکومت کے خاتمہ کے وقت زر مبادلہ کے ذخائر درج ذیل ہیں۔

حکمران	جس دن حکومت ختم ہوئی	زر مبادلہ کے ذخائر (ملین ڈالر)
بے نظیر بھٹو	6 اگست 1990ء	529
غلام مصطفیٰ جتوئی	6 نومبر 1990ء	2463
نواز شریف	18 جولائی 1993ء	226
معین قریشی	19 اکتوبر 1993ء	280
بے نظیر بھٹو	5 نومبر 1996ء	2463
ملک معراج خالد	17 فروری 1997ء	1025
نواز شریف (ایٹمی دھماکے سے پہلے)	مئی 1998ء	1263
(ایٹمی دھماکے کے بعد)	جون 1998ء	1122
نواز شریف	12 اکتوبر 1999ء	1517.12

مختلف ادوار میں اشیاء کی قیمتوں کا موازنہ

1947-99ء کے دوران اشیاء کی قیمتوں کا موازنہ درج ذیل ہے۔

حکمران	دورِ حکومت	آٹا (فی کلو)	پٹرول (فی لٹر)
لیاقت علی خان	1947-53ء	20 پیسے	15 پیسے
ایوب خان	1958-69ء	50 پیسے	90 پیسے
ذوالفقار علی بھٹو	1971-77ء	ایک روپیہ	2.90روپے
ضیاء الحق / جونیجو	1977-88	2.50روپے	7.75روپے
بے نظیر بھٹو	1988-90ء	3.25روپے	9روپے
نواز شریف	1990-93ء	4.30روپے	14روپے
بے نظیر بھٹو	1993-96ء	6.60روپے	18.85روپے
نواز شریف	1997-98ء	9.50روپے	23.64روپے

(بشکریہ روزنامہ ”اوصاف“ اسلام آباد‘ 28اگست 2000ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O وبہ نستعین O

اُسامہ۔ یہود و نصاریٰ کے حلق کی پھانس

بھیڑیئے کے منہ میں' بھیڑ کے بچے کو ندی پر پانی پیتے دیکھ کر' پانی بھر آیا تو "انصاف کے تقاضوں" کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس نے بھیڑ کے بچے کو چارج شیٹ کرنا ضروری سمجھا اور اس پر پہلا الزام یہ لگایا کہ تم میرے پینے کا پانی گدلا بلکہ 'جوٹھا' کر رہے ہو۔ بھیڑ کے بچے نے بصد احترام عرض کیا کہ حضور پانی تو آپ کی طرف سے میرے جانب بہہ رہا ہے۔ بھیڑیئے نے بجائے شرمندہ ہونے کے دوسرا الزام اس کے سر منڈھ دیا کہ گذشتہ سال تم نے مجھے گالیاں دی تھیں۔ بھیڑ کا بچہ پھر منمنایا کہ حضور پچھلے سال تو میں پیدا ہی نہ ہوا تھا۔ منصف نے دونوں دلائل رد کر کے انصاف کی تاریخ رقم کرتے' بھیڑ کے اس بچے کو منطقی انجام تک پہنچا دیا اور اپنی راہ لی۔ یہ جنگل کا قانون کہلایا۔

آج کے ترقی یافتہ اور روشن زمانے میں جب کہ حقوقِ انسانی کی محافظ یو این او اور سلامتی کونسل موجود ہے' حقوقِ انسانی کے غم میں لحہ لحہ گھلنے اور بے قرار رہنے والی عالمی تنظیمیں موجود ہیں' عالمی عدالتِ انصاف کو اپنی بے انصافیوں پر فخر ہے' چہار سو عالمی ضمیر کے 'زندہ' ہونے کی "درخشاں مثالیں" بکھری پڑی ہیں۔ ایک مہذب بھیڑیا (Werewolf) ہی نہیں بلکہ اس کی پوری قوم اور دیگر لواحقین ایک شیر کو بھیڑ کا بچہ سمجھتے ہوئے' بھیڑیئے کے طرزِ انصاف پر" "انصاف کے تقاضے پورے کرتے" ہڑپ کرنے کے لئے بے چین ہیں۔

ماضی میں سربراہانِ مملکت کے متعلق ماسوائے ظالم ہونے کی شکایت کے رعایا کو بالعموم اور کوئی شکایت نہ ہوا کرتی تھی اور ایسا کوئی اکا دکا ہی ہوتا تھا مگر امریکی صدر کلنٹن نے شرافت و تہذیب کے اس قدر بخیے ادھیڑے کہ ایک طرف وائٹ ہاؤس کو قحبہ خانہ بنا

ڈالا۔ اپنی ذلالت کا ٹیلی ویژن پر برملا اقرار کیا تو دوسری طرف عالمی غنڈہ گردی اور دھونس کے ریکارڈ توڑ دیئے۔ یہود کا یہ مہرہ ظلم و زیادتی میں ان سے بھی چار قدم آگے رہا۔ مسلم دشمنی میں باؤلا ہو گیا۔

عالمی سطح کی غنڈہ گردی کے جواز کی خاطر 'بعینہ بھیڑیئے کے طرز استدلال پر یہودی پریس کے ذریعے آئے دن اسامہ بن لادن کے متعلق ایسی خبریں بڑے تواتر اور منصوبہ بندی کے ساتھ شائع کروائی جاتی ہیں جیسے اسامہ بن لادن ناسا کی طرح سیٹلائٹ کے ذریعے گلوبل سطح پر ہر ہر چیز کو کنٹرول کر رہا ہے۔ مثلاً خبر آتی ہے :

☆ اسامہ جاپان میں دہشت گردی کا منصوبہ بنا رہا ہے۔
☆ اسامہ چیچن مجاہدین کی مدد کے لئے افرادی قوت اور ہتھیار فراہم کر رہا ہے۔
☆ اسامہ مسلم ریاستوں میں تحریک حریت کی سرپرستی کر رہا ہے۔
☆ اسامہ وائٹ ہاؤس کو ڈائنامیٹ کرنے کی منصوبہ بندی میں مصروف ہے' وغیرہ

اسی طرح کسی نہ کسی امریکی لالچی کے ملک کے ہوائی اڈے سے 'بے گناہ پکڑ کر اسامہ کی مبینہ تنظیم کے سر منڈھ دیئے جاتے ہیں۔ اسامہ کے عالمی نیٹ ورک پر ایسے افراد سے "بلا تشدد" شواہد اکٹھے کر کے اسامہ کو عالمی دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ اسامہ دشمنی میں اپنے بھی شریک ہیں اور اس لئے شریک ہیں کہ اسامہ ان کے 'محسنوں کو' محسنِ انسانیت ﷺ کے اس فرمان "اخرجوا الیهود و النصاریٰ من جزیرة العرب" (یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دو) پر عمل کرتے ہوئے برطانوی' امریکی افواج کے اخراج کے داعی ہیں۔ اپنوں نے یہود و نصاریٰ کو جلاوطن کرنے کے بجائے نہ صرف یہ کہ اسامہ کو جلاوطن کر دیا بلکہ اس مجاہد کی ہلاکت کے لئے یہود و نصاریٰ سے بھی چار قدم آگے بڑھ کر بے گناہوں کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کر رہے ہیں۔

اپنی بات کا آغاز ہم نے بھیڑیئے کی مثال سے کیا ہے ممکن ہے بعض حضرات اسے زیادتی سے تعبیر کریں۔ ہم نے یہود و نصاریٰ کے لئے وہی لفظ استعمال کیا ہے جو یہود

نے خود اپنے لئے پسند کیا ہے۔ رہے نصاریٰ تو یہ ان کے مہرے اور بندہ بے دام ہیں۔ انہی کے اشارہ ابرو پر حرکت میں آتے ہیں۔ وثائق یہودیت سے اقتباس ملاحظہ فرمائیے :

''ہم بھیڑیئے ہیں''

''گوئم (غیر یہود جہلا) بھیڑوں کا گلہ ہیں اور ہم ان کیلئے بھیڑیئے
ہیں اور کیا آپ جانتے ہیں کہ اس وقت کیا ہوتا ہے جب بھیڑیئے
بھیڑوں کو گھیر کر ان پر حاوی ہو جاتے ہیں۔'' (Protocol 11:4)

یو این او اور اس کے ذیلی ادارے ہوں یا امریکی صدارت ہو ''پتا بھی نہیں ہلتا بغیر یہود کی رضا کے''۔ اس پر کسی گواہی کی ضرورت نہیں کہ روزِ روشن کی طرح ہر چیز عیاں ہے۔ نصف صدی کی تاریخ کی گواہی پر تو موجودہ نسل بھی گواہ ہے تمام اہم امور چھوڑ کر، یوں لگتا ہے کہ امریکہ بہادر کا ایک ہی ایجنڈا ہے اور یہ ایک نکاتی ایجنڈا مسلم دشمنی ہے۔ ملت مسلمہ کو بے بس کر کے اپنے قدموں میں گرانا ہے اور اس مقصد کے حصول کی خاطر تہذیب و شرافت و اخلاق کے تمام ضوابط کو پسِ پشت ڈال کر بے ضمیر خریدنے ہیں، بھیڑیئے کی طرز پر الزام تراشی کر کے کبھی عراق کے بہانے کویت اور سعودیہ کے مالی اور معدنی وسائل پر گرفت مضبوط کرنی ہے تو کبھی اسلام کے حوالے سے پہچان رکھنے والے افغانستان اور پاکستان کو کمزور کر کے بھارت کی سرپرستی اور جہاد کشمیر کا راستہ روکنا ہے اور اپنے لئے لداخ کے قریب چین اور مسلم ریاستوں کے سر پر سوار رہنے کی خاطر ہوائی اڈے کی سہولت سے فیضیاب ہونا ہے۔ امریکی بھیڑیئے کی طرح روسی ریچھ نے داغستانی دہشت گردوں کا نعرہ لگا کر چیچنیا پر چڑھائی کی کہ اس ملک کے معدنی ذخائر پر قبضہ جمالے۔

اسامہ بن لادن آج عالمی جہاد کی علامت ہے اور جہاد، ہر طرح کی دہشت گردی کو ختم کرتا ہے جو امریکہ اور اسکے حواریوں کو پسند نہیں ہے بلکہ ان کے مقاصد کی تکمیل کی راہ کا سنگِ گراں ہے۔ اسی کو ہٹانے کیلئے عالمی سطح پر واویلا مچایا جارہا ہے جیسے عالمی امن

کو خطرہ ہے تو صرف اسامہ بن لادن سے ہے اور اسرائیل کی امن پسندی اور روس کے صلح جو رویے پر ان کے گردوپیش بسنے والے بڑے مطمئن ہیں' پرسکون اور خوشحال ہیں۔

زندگی کی مہلت ہر کسی کے لئے طے ہے' بقول حضرت علیؓ موت ہر شخص کی حفاظت کرتی ہے کہ اسے بہر حال اپنے وقت پر وارد ہونا ہے۔ جگہ اور صورتِ اختتام بھی طے شدہ ہے۔ وقت معین پر اگر شہادت مقدر ہے تو اس سے بڑی سعادت مسلمان کے نزدیک اور کوئی نہیں ہے۔ رہا شہید کنندہ تو اس نے روسیاہی اپنے مقدر میں لکھنی ہے چاہے یہ کلنٹن خود ہو' اس کا کوئی ایجنٹ یا اسی کا خرید کردہ "اپنوں" میں سے کوئی بے ضمیر اور بے غیرت مسلمان کہلوانے والا ہو۔ مجاہد موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر زندگی گذارتا ہے وہ کبھی خائف نہیں ہوتا۔

افغانستان کے سربراہ ملا عمر (اللہ ان کی عمر دراز فرمائے) نے جس مومنانہ جرأت اور بصیرت سے اسامہ بن لادن کی مہمان نوازی کا حق ادا کیا ہے اور ہر بین الاقوامی دباؤ کو جھٹک دیا ہے یہ ناقابل فراموش ہے اور دوسرے مسلمان کہلوانے والے سربراہان کے لئے قابلِ تقلید مثال بھی ہے۔ زندگی اور اقتدار دونوں ہی عارضی ہیں۔ زندگی اقتدار کے لئے ہو یا اقتدار زندگی کے لئے' دونوں ہی مردود اور بے کار کہ مومن کبھی ان کی رعنائیوں میں کھو کر اپنی حقیقی منزل کھوٹی نہیں کرتا۔ اس کے ذمہ تو بہت بڑا کام ہے نفاذِ اسلام کا کام۔ نیابت الہٰی کی ذمہ داری' خلافت ارضی جیسا اعلیٰ وارفع کام۔

ملا عمر نے' امریکہ کے بھیڑیئے کی طرز کے الزامات کو جھٹک کر' مومنانہ بصیرت کا ثبوت دیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دوسرے مسلمان سربراہان بھی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ان کے ہاتھ مضبوط کریں۔ اگر عالم اسلام نے یہ کروٹ لے لی تو ہر جگہ عامۃ الناس کے لئے اسلام کی حقیقی برکات کے سبب 'سکھ' سکون اور خوشحالی آئے گی اور کسی کو حقوق کی تلفی کا گلہ ہی نہ رہے گا' نہ اکثریت کو' نہ ہی اقلیت کو۔ اسلامی مساوات پر تاریخی ریکارڈ شاہد ہے۔

☆ ----- ☆ ----- ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O وبہ نستعین O

قضیہ عراق...... پس منظر و پیش منظر

شاہ فیصل شہید سے شاہ فہد تک

1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد فریقین نے اپنے اپنے انداز میں اپنی اپنی خوبیوں، خامیوں اور ایک دوسرے کے اتحادیوں، غم گساروں کا جائزہ لیا تاکہ مستقبل کے لئے منصوبہ بندی کی جا سکے۔ یہود کے بظاہر سرپرست مگر حقیقتاً غلام، نصاریٰ نے اس جنگ کے دوران جس طرح یہود کا حق نمک ادا کیا اور عرب "حلیفوں" سے جس طرح بے وفائی کی وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہ تھی۔ یہود و نصاریٰ نے جہاں بالاتفاق پاکستان کو اپنا نمبر ایک دشمن قرار دیا وہاں عراق اور ایران سے خطرہ کو دوسرے نمبر پر رکھا۔ اردن اور فلسطین کے عوام بلاشبہ جنگجو ہیں مگر قیادت کے نصاریٰ کے ہاں گروی ہونے پر ہر کوئی شاہد ہے۔

پاکستان کے لئے اسرائیل کے وزیراعظم بن گوریان کا اعلان ملاحظہ فرمائیے :

☆"عالمی یہودی تنظیم کو اپنے لئے پاکستان کے خطرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اور پاکستان اس کا پہلا ہدف ہونا چاہئے کیونکہ یہ نظریاتی ریاست یہودیوں کی بقاء کے لئے سخت خطرہ ہے اور یہ کہ سارا پاکستان عربوں سے محبت اور یہودیوں سے نفرت کرتا ہے۔ اس طرح عربوں سے ان کی محبت ہمارے لئے عربوں کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے......"☆

(حوالہ جیوش کرانیکل 9 اگست 67ء)

☆"پاکستان کی فوج اپنے پیغمبر کے لئے بے پناہ محبت رکھتی ہے اور یہی وہ رشتہ ہے جو عربوں کے ساتھ ان کے تعلق کو اٹوٹ بناتا ہے۔ یہی محبت' وسعت طلب عالمی صیہونی تحریک اور مضبوط تر اسرائیل کے لئے شدید ترین خطرہ ہے۔"☆ (امریکی نژاد یہودی ملٹری ایکسپرٹ کی رپورٹ کے صفحہ 215 سے اقتباس)

مذکورہ عرب اسرائیل جنگ کے بعد مارکیٹ میں کریش 79 (Crash-79) کے ٹائیٹل کے ساتھ ایک فرضی ناول (Fiction)' بین الاقوامی سطح پر پھیلایا گیا۔ پاکستان میں اس کا اردو ترجمہ شائع ہوا۔ اس ناول میں' جو فی الواقعہ رائے عامہ کا جائزہ لینے کے لئے feeler تھا' عراق اور ایران کے مابین ممکنہ جنگ کا نقشہ کھینچا گیا تھا۔ جن لوگوں نے اس ناول کو ناول کے بجائے یہود و نصاریٰ کی منصوبہ بندی سمجھ کر بہ نظر غائر پڑھا' وہ اس حقیقت پر متفق ہیں کہ عراق اور ایران کی طویل جنگ بعض جزیات کی حد تک اسی کریش 79 کے مطابق تھی اور ٹھیک اسی طرح آغاز ہوا تھا۔

67ء کی جنگ کے بعد یہود و نصاریٰ کا زور توڑنے کے لئے عالم اسلام کے جری بیٹے ملک فیصل شہید نے تیل کو بطور ہتھیار استعمال کیا۔ اس Oil Embargo سے یورپ و امریکہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور متبادل ایندھن پر تحقیقات کا آغاز بھی ہوا۔ امریکی سفیر ملک فیصل کو 'راضی کرنے' گئے اور اپنے پرس میں ایک 'دھمکی' بھی لے گئے۔ صاحبِ بصیرت فیصل نے انہیں شہر کے محل میں ملاقات کا وقت دینے کی بجائے صحرائی نخلستان میں نصب خیمے میں بلایا۔ سفیر صاحب نے روایتی انداز میں فیصل (مرحوم) کو ہر طرح مائل کرنے کی کوشش کی' نفع نقصان سمجھایا اور جب آہنی ارادے کا مالک فیصل اپنے ارادے اور فیصلے پر ڈٹا رہا تو سفیر دھمکی سامنے لے آیا جس پر فیصل نے بڑے کھرے انداز میں اس سے کہا کہ ہم صحرائی لوگ ہیں یہ کھجوریں اور ان کی گھٹلیاں پیس کر کھالیں گے کہ ہم عادی ہیں اور رہے یہ تیل کے کنوئیں تو اپنے ہاتھوں سے ان کو آگ لگا دیں گے۔ تمہارا ہی مستقبل تاریک ہو گا۔

یہود و نصاریٰ' عراق اور ایران کے سینگ پھنسا کر مندرجہ ذیل فوائد حاصل کرنا چاہتے تھے :

☆ الف) عراق اور ایران کی جو افرادی قوت اور جو حربی وسائل اسرائیل کے وجود کے لئے مستقل خطرہ بن سکتے تھے' اس تصادم میں بھسم ہو جائیں گے۔ ان کے نزدیک یہی دو قریبی ملک خطرہ بن سکتے تھے۔

☆ ب) عراق اور ایران کی جنگ کو عربی اور عجمی کا ٹکراؤ بنا کر تعصب بڑھایا جائے گا اور عرب دنیا سے ایران کو مستقل کاٹ دیا جائے گا۔ اس میں بھی وہ دونوں طرف کامیاب رہے۔

☆ ج) مذکورہ تعصب کی بنیاد پر عرب' ایران کے خلاف' عراق کی مدد کے لئے اپنے تمام ممکنہ وسائل اس جنگ میں جھونک دیں گے اور عربوں کی اپنی معیشت تباہ ہونے کے سبب یہ ہمارے مالیاتی اداروں کے چنگل میں آسانی سے پھنس جائیں گے۔ اس میں بھی انہیں کامیابی ہوئی۔

یہود و نصاریٰ اپنی منصوبہ بندی میں یقیناً کامیاب ہوئے کہ انہوں نے اپنے تینوں اہداف کی تکمیل اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لی۔ خلیج کے اطراف بسنے والے مسلمان بھائیوں کے درمیان خلیج نہ صرف پیدا ہوئی' بلکہ خلیج پھیلتی گئی۔ ان کی افرادی قوت اور حربی وسائل تباہ ہوئے اور دشمن ان کی 'جارحیت' سے محفوظ بھی ہو گیا۔ محفوظ سرمائے لٹ گئے۔

اس پہلو پر یہود کے بڑوں کی منصوبہ بندی ملاحظہ فرمائیے اور اس آئینے میں عراق ایران اور عراق کویت کی جنگ دیکھئے :

☆"جہاں تک ممکن ہو ہمیں غیر یہود کو ایسی جنگوں میں الجھانا ہے

جس سے انہیں کسی علاقے پر قبضہ نصیب نہ ہو بلکہ جو جنگ کے نتیجے میں معاشی تباہی سے دوچار ہو کر بدحال ہوں اور پھر پہلے سے تاک میں لگے ہمارے مالیاتی ادارے انہیں امداد فراہم کریں' جس امداد کے ذریعے بے شمار نگران آنکھیں ان پر مسلط ہو کر ہماری ناگزیر ضرورت کی تکمیل کریں گی......"☆

(وثائق یہودیت 2:1 'Protocols)

مذکورہ اقتباس کا ایک ایک لفظ کریش 79 میں بیان کردہ واقعات اور بعد میں پیش آمدہ 'حادثات' کی تائید کرتا ہے۔ مالیاتی اداروں کے ذریعے امداد کے حوالے سے "بے شمار نگران آنکھیں" یہود و نصاریٰ کے جاسوس وایجنٹ ہیں جو متعلقہ ملک کے وسائل اور سہولتوں سے فیضیاب ہو کر اس ملک سے مطلوبہ معلومات اکٹھی کریں گے اور عملاً یہ ہر اس ملک میں ہو رہا ہے جہاں عالمی مالیاتی اداروں' مثلاً ورلڈ بنک' آئی ایم ایف' لندن اور پیرس کلب کے "فیوض و برکات" پہنچ چکے ہیں بلکہ آکٹوپس کی طرح جکڑے ہوئے ہیں۔ ان مالیاتی اداروں کے خلاف امریکہ میں بھی احتجاج ہوا ہے جس پر بین الاقوامی میڈیا گواہ ہے۔

عراق اور ایران کی جنگ میں عربی عجمی تعصب کی بنا پر عربوں' خصوصاً سعودیہ' کویت اور امارات نے عراق کو بھرپور مدد دی جس سے یہود و نصاریٰ ہی کی تجوریاں بھرتی رہیں کہ ایران کے خلاف اسلحہ کی سپلائی ضروری تھی مگر جب یہ جنگ ختم ہو گئی تو عربوں کی مدد کے سبب عراق نڈھال نہ ہوا تھا جو یہود و نصاریٰ کے لئے بدستور تشویش کا سبب تھا کہ یہ سرپھرا اسرائیل کی سلامتی کے لئے ہر لحہ خطرہ بن سکتا تھا۔

اسرائیل بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ عراق کا ایٹمی ری ایکٹر تباہ کر چکا تھا۔ عالمی ضمیر اس سنگین جرم پر خاموش رہا۔ ایران عراق جنگ کے دوران بھی ضمیر سویا رہا۔ غیروں کا سونا تو سمجھ میں آتا ہے کہ دونوں طرف مسلمان کہلوانے والے کٹ رہے تھے' وسائل جنگ کو آگ میں جھونک کر اپنے اپنے عوام کو بدحالی کے منہ میں دھکیل رہے تھے

مگر اپنوں کا منقارِ زیر پر رہنا یقیناً تعجب کی بات محسوس ہوتی تھی لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ خاموشی بھی امریکی' یورپی یا روسی بلاک کی جھولی میں بیٹھنے کے سبب تھی۔ ورنہ مسلمان' اور مسلمانوں کے مابین جنگ میں خاموش بیٹھا رہے۔ ان کے مابین صلح کے لئے بے چین نہ ہو جائے ممکن ہی نہیں۔ ہمارے حکمران کسی بھی قیمت پر اپنے ولی النعمت کو ناراض کرنا بدترین گناہ سمجھتے ہیں۔ کسی کا ولی النعمت امریکہ ہے تو کسی کا روس' کوئی برطانیہ کی جھولی میں سکھی ہے تو کوئی فرانس کی گود میں آسودہ ہے۔ بے سکونی اور بے اطمینانی ہے تو اسلام کے گوشہ عافیت میں۔

یہود و نصاریٰ کا مشترکہ منصوبہ جہاں ایک طرف عراق کو کمزور کرنے کا تھا وہیں فیصل مرحوم کے Oil Embargo کا بدلہ چکاتے ہوئے تیل کے کنوؤں پر مستقل قبضہ جمانا بھی تھا لہٰذا اس مقصد کے حصول کی خاطر عراق میں امریکی سفارتخانے میں ایک شاطر خاتون کو بھیجا گیا جس نے اپنے ہتھکنڈوں سے صدر صدام حسین کا اس حد تک اعتماد حاصل کر لیا کہ صدر صدام حسین اس کے مشوروں کو اہمیت دینے لگے اور بالآخر وہ خاتون سفیر اپنے اصلی منصوبے کی تکمیل تک عراقی صدر کو لے آئی۔

صدر صدام حسین کو یہ باور کرایا گیا کہ کویت عملاً عراق ہی کا حصہ ہے اور اسے باقاعدہ عراق میں شامل کیا جانا چاہئے اور عراقی تیل کی دولت کویت کے کنوؤں سے نکل کر عراق کو بتدریج معاشی بدحالی کے راستے پر لے جا رہی ہے۔ لہٰذا عراق کو فوجی کاروائی کر کے کویت کو تاراج کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے اور اگر کوئی کویت کی مدد کے لئے آیا تو امریکہ عراق کی مدد کرے گا۔ اس امریکی ترغیب کے زیر اثر عراق اچانک کویت پر حملہ آور ہو گیا۔

مکار دشمن کا منصوبہ کامیاب ہو گیا۔ عراق کے حملہ آور ہوتے ہی' کویت یا سعودیہ کے مدد کے لئے کسی کو پکارنے سے قبل فوری طور پر پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے فوجی دستے کویت اور سعودیہ پہنچنا شروع ہو گئے۔ جنہوں نے کویت کے تحفظ کے نام پر خلیج میں بحری بیڑا بھی لا کھڑا کیا اور کویت

سعودیہ کے بارڈر پر بری اور ہوائی فوج کی چھاؤنی بنا ڈالی اور عرب اپنے ان محسنوں کے اس قدر احسان مند ہوئے کہ بتدریج ان کو سہولتیں فراہم کرتے رہے اور "بدو کا اونٹ" خیمے میں داخل ہوتا رہا۔

عراق پر، کویتی دفاع کی آڑ میں، اتحادی افواج بالخصوص امریکہ برطانیہ نے مندرجہ ذیل فوائد حاصل کیے:

- ☆ عربوں کے سیال سونے (Oil Fields) کے ذخائر کے قرب میں مستقل ڈیرے ڈال دیئے، فیصل شہید کے Oil Embargo والا بدلہ چکا لیا۔
- ☆ اپنا تمام تر پرانا اسلحہ عراقی سرزمین پر گرا کر یا جنگ کی گھما گھمی میں سمندر میں ڈال کر عربوں سے منہ مانگے دام کھرے کیے۔ خصوصاً امریکہ کا جرمنی میں پڑا پرانا سٹور جو جرمن اتحاد کے بعد امریکہ لے جانا مہنگا پڑتا تھا۔
- ☆ اپنا نیا اسلحہ عربوں کے خرچ پر عراقی صحرا میں یا بعض تنصیبات پر ٹیسٹ کر لیا۔
- ☆ جدید ترین اسلحہ عربوں کے خرچ پر جنگ کی گھما گھمی میں اسرائیل پہنچا دیا۔
- ☆ آئندہ نصف صدی کا اپنا بجٹ عربوں سے وصول کیا اور اپنی گرتی معیشت کو استحکام بخشا۔
- ☆ آئندہ نصف صدی تک اسرائیل کو تحفظ فراہم کر دیا کہ عراق اور دیگر عرب نصف صدی تک کم و بیش اپنی معاشی بدحالی کے زخم چاٹتے رہیں گے۔

ممکن ہے ہماری مذکورہ آرا یا بالخصوص اسلحہ اسرائیل پہنچانے کی بات سے بعض لوگ اختلاف کریں مگر ہمارے پاس اپنی بات کے ثبوت میں شواہد موجود ہیں۔ مثال کے طور پر ہم عراق پر پہلے دور کے 43 روزہ حملوں میں صرف امریکہ بہادر کے جنگجوؤں کے ہوائی حملوں یا راکٹ میزائل کے ذریعے گرائے جانے والے اسلحہ کی بات کرتے ہیں۔

43 دنوں میں، "Military Lessons of the Gulf War" by Bruce W. Watson کے بقول امریکہ، برطانیہ، فرانس اور اٹلی کے جنگی جہازوں نے مشترکہ مہموں (Sorties) میں 109876 یعنی دن رات کے 24 گھنٹوں میں 2555 بار یا ہر گھنٹے میں

213بار حصہ لیا۔ یقیناً ہر سارٹی میں ایک سے زائد جہاز حملہ آور ہوئے ہوں گے کہ اکیلا جہاز مشن پر کبھی نہیں بھیجا جاتا کیونکہ جنگی اصول کے مطابق 'ٹیل' کی حفاظت ضروری ہوتی ہے۔

مذکورہ کتاب کے مطابق ان 43 دنوں میں صرف امریکی جہازوں سے گرائے گئے بموں' راکٹوں کا وزن 88500 ٹن تھا یعنی یومیہ 2085 ٹن یا ہر گھنٹے میں 86 ٹن بم راکٹ اور امریکی بحری بیڑے سے فائر ہونے والے راکٹ میزائل 6520 ٹن تھے۔ آپ محض اندازے کی خاطر برطانیہ' فرانس اور اٹلی کا مشترکہ گرایا گیا اسلحہ بھی اسی کے برابر فرض کر لیجئے۔ کسی موثر مزاحمت کے بغیر مشاق پائلٹ اگر عراقی سرزمین پر یہ سارا اسلحہ فائر کرتے تو ہر انچ پر گڑھا ہونا چاہئے تھا۔ عراق بابل کا کھنڈر بن جاتا مگر آج بھی جا کر دیکھیں تو محدود خرابی کے سوا عراق میں کوئی بڑی تباہی دیکھنے میں نہیں آتی۔ اسی ماہ ہمارے ایک دوست عراق کی سیر سے واپس آئے ہیں اور انہوں نے اس کی تصدیق کی ہے۔

اتحادیوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ سول آبادی کو چھوڑ کر فوجی تنصیبات کو نشانہ بنایا تھا۔ سوال کیا جا سکتا ہے کہ اگر یہ سچ ہے تو فوجی تنصیبات پر لاکھوں ٹن بم برسانے کے بعد اب اقوام متحدہ کی چھتری تلے کیمیائی اور جراثیمی ہتھیار تلاش کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ آج تک کسی عرب کو یہ سوچنے کی مہلت ہی نصیب نہیں ہوئی کہ جس قدر اسلحے کا بل ہم سے وصول کیا جارہا ہے وہ گیا کہاں؟ یہی اسلحہ اگر پاکستانی پائلٹ کسی علاقے پر گراتے تو تنصیبات کا نام و نشان نہ رہتا۔

43 روزہ جنگ کی لوٹ مار سے اتحادیوں کا' خصوصاً امریکہ برطانیہ کا' کہ یہی اصل یہود کے غلام ہیں' دل نہ بھرا تو ایک بار پھر 'فضائی تصویروں سے عراقی ٹینکوں کا کویت کی طرف رخ' دکھا کر کویت اور سعودیہ کی حدود میں مستقل قیام میں ڈیرے ڈال دیئے۔ ان اتحادیوں سے پوچھنے والا کوئی نہیں کہ عراق کو 43 دن میں مکمل تباہ کر کے ہمیں محفوظ قرار دے کر' ہمارے اثاثے لوٹ کر تم نے ہمیں مستقبل کے امن کا یقین دلا

دیا تھا۔ ابھی جب ہم پہلی معاشی مار سے کمر سیدھی نہیں کر پائے تو تم فضائی تصویروں کے ساتھ خطرے کی گھنٹی بجاتے ہمیں کنگال کرنے کے لئے پھر آ دھمکے ہو۔

No fly zone کا خود ساختہ چکر چلا کر امریکہ' برطانیہ' کویت اور سعودیہ کو لوٹ رہے ہیں اور عربوں کی روایتی معاشرتی زندگی میں کئی طرح کے ناسور جنم لے رہے ہیں جس پر عربوں کے اپنے بھی گواہ ہیں۔ دن میں ایک دو بار امریکی برطانوی جہاز عراق کا چکر لگا آتے ہیں اور عقل و شعور سے عاری ان کا بل ادا کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں' خطہ عرب میں امریکی برطانوی مسلح دستوں کا قیام اور خلیج میں بحری بیڑے کی موجودگی شرقِ والوسط کے مسلمانوں کو مفلوج رکھنے اور تیل کی دولت پر قبضہ پکا کرنے کا "خوبصورت" انداز ہے بلکہ اس سے زیادہ یہ کہ ان کی نئی نسل مرد و زن کو برباد کیا جائے۔

بڑے بھائی (فیصل شہید) کی بصیرت نے جسے جھٹکا تھا کہ سرورِ دو عالم کا پر از حکمت فرمان تھا "اخرجوا الیہود و النصاریٰ من جزیرۃ العرب" یہود و نصاریٰ کو جزیرہ العرب سے نکال دو' چھوٹے بھائی نے انہی یہود و نصاریٰ کو تمام مراعات دے کر جزیرۃ العرب میں بسا لیا اور جس نے نبی رحمت ﷺ کے فرمان کی تائید میں آواز اٹھائی وہ خود جزیرۃ العرب سے نکل کر دیارِ غیر میں دھکے کھانے والا اسامہ بن لادن بن گیا۔ ایک باپ کے بیٹوں کا یہ متضاد کردار بھی تاریخ کا حصہ بن گیا ہے۔

ہم نے آغاز میں یہود دشمنی کے حوالے سے پاکستان کے نمبرون دشمن ہونے کا ذکر کیا ہے۔ یہود اس دشمنی میں اس قدر پاگل ہوئے پھرتے ہیں کہ بھارت کی مدد سے' عراق کی طرح' پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر عملاً حملے کی کوششیں کر چکے ہیں۔ پاکستان کے خلاف بھارتی جارحیت خواہ کشمیر میں ہو یا 'را' کے ذریعے پاکستان کے اندر' ہر طرح کا مدد و تعاون دیتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ کا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پاکستان اور افغانستان پر حملے کا جواز پیدا کرنے کے لئے نت نئے بیان سامنے لاتا ہے بعینہ بھیڑیئے کے بھیڑ کا بچہ ہڑپ کرنے کے لئے استدلال کی نہج پر۔ اسامہ کے 'ساتھی' روزانہ پکڑے جاتے ہیں امریکہ اور

برطانیہ کے حواری کسی نہ کسی بے گناہ کو پکڑ کر تھرڈ ڈگری سے اسامہ کا ساتھی بنا کر حملوں کا جواز ڈھونڈنے میں شب وروز مصروف ہیں اور بد قسمتی یہ کہ کفر کی کھلی زیادتی کے باوجود اس اسامہ کے معاملے میں عربوں کا تعصب اور عربوں کی غیرت جوش میں نہیں آتی۔ عراقی عوام کو امریکہ زہریلی گندم دے کر مفلوج کرتا ہے' جن عوام کا کوئی گناہ نہیں تو بھی عرب حمیت کی آنکھ نہیں کھلتی۔ تاریخ شاہد ہے کہ عرب کبھی بزدل نہ تھے' عربوں کی اکثریت کبھی منافق نہ تھی' عربوں کی اکثریت کبھی بکاؤ مال نہ تھی مگر 21 ویں صدی عربوں کی انہی صفات پر گواہ بنتی جا رہی ہے۔

ایسے حالات میں اہل پاکستان کی عربوں سے محبت کا معیار کیا ہوگا۔ یہ جو کچھ بھی ہوا اس محبت کے ہوتے نہ ہوتے اسی سبب سے پاکستان بہر حال اسرائیل کے نزدیک دشمن نمبر ایک ہی ہے۔ کیا عرب کروٹ بدلنے پر آمادہ ہوں گے؟ تاکہ اپنی آئندہ نسل کو حقیقی آزادی اور حقیقی اقتدار کا سرمایہ منتقل کر سکیں۔ فیصل شہید کی روح کو رنجیدگی سے بچالیں!

☆ ...... ☆ ...... ☆

MILITARY LESSONS OF THE GULF WAR

BRUCE W. WATSON • BRUCE GEORGE, MP
PETER TSOURAS • B.L. CYR

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

ہم وطنوں کے نام

میرے عزیز ہم وطنو!

اللہ رب العزت ہم سب کو وہ بصیرت دے' وہ عمل دے' وہ ایثار و اخلاص دے جو استحکام وطن کی ضمانت ثابت ہو۔ جس سے ہمیں آزادی راس آئے اور جس کو ہم اپنی آئندہ کی نسل میں منتقل کر کے سر خرو ہوں۔

میں ایک عام شہری ہوں' میری سوچ نہ عالمانہ ہے نہ سیاستدان جیسی اور نہ ہی کسی لیڈر جیسی۔ میں نے آزاد وطن کے لئے 1947ء میں ننگے پاؤں اور نیم ننگے جسم کے ساتھ ' فاقوں سے لطف اندوز ہوتے' درختوں کے پتے ابال کر کھاتے' کیمپوں کی وبائیں جھیلتے ہجرت کی تھی۔ اسی سفر ہجرت میں اپنا کڑیل جوان تایا اور تایا زاد بھائی میں نے آزادی پر نچھاور کیا تھا۔ ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور سے ریاست کپور تھلہ' جالندھر سے لاہور پھر لائل پور کے سفر کا ایک ایک قدم اور ایک ایک لمحہ آج بھی پوری جزئیات کے ساتھ میرے قلب و ذہن پر نقش ہے اور میری آنکھیں بدستور وہ فلم دیکھ رہی ہیں۔

میرے بہت ہی پیارے ہم وطنو! آج تک 53 سال (نصف صدی پر محیط) کا سارا عرصہ میرے کان "لے کے رہیں گے پاکستان' بٹ کے رہے گا ہندوستان" اور "پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ" جیسے نعروں کی شیرینی کو بھول نہیں سکے۔ یہ نعرے اب بھی اسی گونج کے ساتھ میرے کانوں میں محفوظ ہیں۔ شاید آپ بھی یہی محسوس کرتے ہوں۔ میں کھلی آنکھ سے آج بھی خالصہ کی برچھی پر "پرویا" ہوا معصوم بچہ دیکھ رہا ہوں جس کے لئے اس نے کہا تھا "یہ ہے تمہارا پاکستان"۔ میں ایک ریلوے اسٹیشن پر پڑی ان لاشوں کو بھی اپنی آنکھوں سے آج تک اوجھل نہ کر سکا' جن کے انتہائی پیاروں

نے ان کو مال گاڑی سے نکال کر پلیٹ فارم پر بے گور و کفن رکھ کر بے بسی سے پیٹھ پھیر لی تھی اور جن کے آنسو ختم ہو چکے تھے۔

آزاد پاکستان میں قدم رکھنے کے بعد، تعمیر وطن اور استحکام وطن کے تقاضوں سے یکسر آنکھیں پھیر کر، جس ڈھٹائی اور ہوس کے ساتھ ہم "کچھ" بنانے اور "بہت کچھ" سمیٹنے کے لئے، گدھوں کے مردار پر جھپٹنے کے سے انداز میں، ہر رشتہ، ہر تعلق اور اخلاق و شرافت کی تمام تر قدروں کو فراموش کر کے جھپٹے تھے، میری آنکھوں نے ان مناظر کو بھی محفوظ رکھا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ میرے قلب و ذہن کی لوح سے، آنکھوں میں محفوظ فلم سے، یہ سب کچھ دھل جائے مگر ایسا نہیں ہوا۔

ہندو کی دشمنی تو تھی ہی کہ ہم نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر، اس کی ہر سطح کی مکاری و فریب کو زک پہنچا کر، آزاد پاکستان کے لئے اس کی بھارت ماتا کا بٹوارا کیا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں پکڑی ہماری معیشت کی نکیل ہم نے اس سے چھین لی تھی۔ مگر ہم نے پہلے ہی دن سے آزاد پاکستان کے لئے دشمن کا کردار اپنے لئے بھی چن لیا، بعض نے شعوری طور پر تو بعض نے لاشعوری طور پر، دیکھئے میری بات پر فوراً ہی ناراض نہ ہوں۔ آیئے مل کر اپنے اپنے اندر جھانک کر دیکھتے ہیں اندر سے اٹھنے والی آواز تو ہمارے سچے اور کھرے محسن ضمیر کی ہے جو کسی حالت میں جھوٹ نہیں بولتا، جو کبھی نہیں مرتا۔

آپ ہوں یا میں، معاشرے میں ہماری کوئی نہ کوئی حیثیت ضرور ہے۔ کوئی طالب علم ہے تو کوئی معلم ہے، کوئی آجر ہے تو کوئی اجیر، کوئی عالم دین ہے تو کوئی سیاست دان ہے، کوئی تاجر ہے تو کوئی زمیندار یا کاشتکار، کوئی صحافی، شاعر اور ادیب ہے تو کوئی ریڈیو ٹی وی یا فلم کا فنکار ہے، کوئی سرکاری اہلکار یا افسر ہے تو کوئی سماجی کارکن ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ ہم نے جس حیثیت سے بھی اس دھرتی پر قدم رکھا تھا یا بعد میں جس حیثیت میں بھی اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا تھا، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ والے آزاد پاکستان کے استحکام کے لئے، اس کی خوشحالی کے لئے۔ کیا عملی کام کیا جس پر ہمارا ضمیر مطمئن ہو کہ باشعور شہری بن کر ہم نے اپنے وطن کی خدمت کی ہے۔ کس قدر سرمایہ

ہماری جھولی میں ہے اس کا جائزہ لینے کی مہلت ہمیں آج تک نہیں ملی۔

میرے پیارے ہم وطنو! میرے ملک کے سیاست دان نے عالمی سطح پر ہارس ٹریڈنگ (ضمیر فروشی) کو متعارف کرایا۔ بڑے بڑے انقلابات کا اپنے لئے انتخاب کیا۔ سیاستدان نے ووٹروں کے ضمیر خریدے تو اس کا ضمیر کسی دوسری بڑی منڈی میں اچھے داموں بک گیا۔ حسن ظن کی فراوانی کہ ہر ایک نے فرمایا کہ میرے علاوہ سب غیر ملکی ایجنٹ ہیں یوں میرے دیس کو ہر ملک کا ایجنٹ مل گیا' کرسی ملی تو محب وطن' چھن گئی تو دشمن وطن۔ اخباروں پر نظر ڈالیں تو سر شرم سے جھک جاتا ہے ایسے کردار سے تعمیر کہاں ممکن ہے۔

تعمیر وطن میں اہم کردار علماء کرام کا ہے۔ گئے گزرے دور میں بھی مسجد سے اٹھنے والی آواز کی اہمیت تھی مگر مساجد اللہ کے گھر نہ رہے اور علما اللہ کے سپاہی نہ رہے (الا ماشا اللہ) آج میں پہلے دیوبندی' بریلوی اور اہلحدیث ہوں اور پھر مسلمان بلکہ اب تو اس سے بھی آگے میرا تعلق فلاں گروپ سے ہے تو میرا فلاں گروپ سے۔ یوں ہم اس قدر تقسیم در تقسیم ہوئے کہ ہماری قوت ہی ختم ہو گئی اور اپنے اپنے گروپ سے باہر ہمیں ہر دوسرے گروپ اور مسلک کا اسلام ناخالص نظر آتا ہے۔ آپ ہی خدا لگتی کہیئے کہ اس بکھرے شیرازے سے تعمیر وطن اور استحکام وطن کا کام ممکن ہے؟ ہم سب اندر ہی اندر ایک دوسرے کے دشمن کیا بیرونی دشمن کا موثر مقابلہ کر سکتے ہیں؟

ایک طرف تو ہماری ملی بے حسی کا یہ عالم ہے جبکہ دوسری طرف مسلمان کا ازلی و ابدی دشمن ...... یہودی' ہنود و نصاریٰ کے ساتھ ملی بھگت سے' صبح' دوپہر' شام بلکہ رات بھی ملت مسلمہ خصوصاً پاکستان کو نیست و نابود کرنے کے لئے ہر حربے اور تمام تر وسائل کے ساتھ مصروف عمل ہے اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم قرآن کو چھوڑ کر "اسی عطار کے لونڈے سے دوا لینے" امریکہ' روس اور یورپ سے رجوع کرتے ہیں۔ جو دوا کی جگہ IMF اور World Bank وغیرہ جیسے (دنیا کی معیشت کو اپنی مٹھی میں لینے کی خاطر یہودیوں کے تشکیل کردہ) اداروں کے ذریعے مزید الجھنیں پیدا کرنے کا کوئی موقع نہیں

گنواتے۔

بالعموم عقل یہ باور کرنے کو تیار نہیں ہوتی کہ اسرائیل پاکستان کو نقصان پہنچا سکتا ہے مگر یہ بات ہے سچ' اسے آپ اس آئینہ میں دیکھئے: یہود کی منصوبہ بندی سب سے پہلے برطانیہ کے وزیراعظم ڈسرائیلی کے 'وزارت عظمیٰ کے منصب سے پہلے لکھے گئے' مختلف افسانوں کی صورت میں عوام کے سامنے آئی۔ منصب وزارت عظمیٰ پر فائز ہونے کے بعد اسے زیادہ جرأت کے ساتھ اس نے پھیلایا۔ 9 فروری 1893ء کے مجلّہ "جیوش ورلڈ آف لندن" میں اس نے اپنا یہود نواز مافی الضمیر کھل کر ان الفاظ میں بیان کیا۔

☆"وہ 'ڈسرائیلی' بیان کرتا ہے کہ 'یہود کا مقصد وحید یہ نہیں ہے کہ یہودی مہاجر بن کر گلے کی شکل میں گھومتے پھرتے دنیا کے کسی کونے میں زندگی بسر کرنے کی جگہ پالیں بلکہ وہ وقت آئے گا جب پوری دنیا پر یہودی تعلیمات چھا جائیں گی اور قوموں کی عالمی برادری میں فی الحقیقت یہود عظیم تر اسرائیل کے مالک ہوں گے اور دوسرے تمام مذاہب مٹ جائیں گے۔"☆

اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ بیان کا ایک ایک لفظ اپنے اندر معنی و مطلب رکھتا ہے کیونکہ منصوبہ کا ایک حصہ موجودہ اسرائیل کی صورت میں پورا کیا جا چکا ہے۔ "قوموں کی عالمی برادری" (UNO) ان کے حقیقی مقاصد کی تکمیل کے لئے امریکہ اور برطانیہ کی سرکردگی میں (ویٹو پاور کے ساتھ) مصروف عمل ہے۔

پاکستان کے لئے عالمی یہودی تنظیم کی سوچ ملاحظہ فرمایئے:

☆"عالمی یہودی تحریک کو اپنے لئے پاکستان کے خطرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اور پاکستان اس کا پہلا ہدف ہونا چاہئے کیونکہ یہ نظریاتی ریاست یہودیوں کی بقاء کے لئے سخت خطرہ ہے اور یہ کہ سارا پاکستان عربوں سے محبت اور یہودیوں سے نفرت کرتا ہے

اس طرح عربوں سے ان کی محبت ہمارے لئے عربوں کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے۔ لہذا عالمی یہودی تنظیم کو پاکستان کے خلاف فوری اقدام کرنا چاہئے۔"☆

☆"بھارت پاکستان کا ہمسایہ ہے جس کی ہندو آبادی پاکستان کے مسلمانوں کی ازلی دشمن ہے جس پر تاریخ گواہ ہے۔ بھارت کے ہندو کی اس مسلم دشمنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے' ہمیں بھارت کو استعمال کر کے پاکستان کے خلاف کام کا آغاز کرنا چاہئے۔ ہمیں اس دشمنی کی خلیج کو وسیع تر کرتے رہنا چاہئے یوں ہمیں پاکستان پر کاری ضرب لگا کر اپنے خفیہ منصوبوں کی تکمیل کرنا ہے تاکہ صیہونیت اور یہودیوں کے یہ دشمن ﷺ کے لئے نیست و نابود ہوں۔"☆

(اقتباسات تقریر بن گوریان' (اسرائیل کا پہلا وزیراعظم) حوالہ (صیہونیت کا علمبردار برطانوی ہفت روزہ) "جیوش کرانیکل" اشاعت 9 اگست 1967ء (عرب اسرائیل جنگ کے بعد پیرس میں منعقدہ تجزیاتی کانفرنس میں خطاب سے ماخوذ)

امریکی نژاد یہودی فوجی ماہر' پروفیسر ہرٹ اپنی رپورٹ کے صفحہ 215 پر لکھتا ہے:

☆"پاکستان کی فوج اپنے پیغمبر کے لئے بے پناہ محبت رکھتی ہے اور یہی وہ رشتہ ہے جو عربوں سے ان کے تعلق کو اٹوٹ بناتا ہے۔ یہی محبت' وسعت طلب عالمی صیہونی تحریک اور مضبوط اسرائیل کے لئے شدید ترین خطرہ ہے۔ لہذا یہودیوں کے لئے یہ انتہائی اہم مشن ہے کہ ہر صورت' ہر حال میں پاکستانی فوج کے دلوں سے ان کے پیغمبر محمدؐ کی محبت کو کھرچ دے۔"☆

یہود اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ:

1. وہ منتخب شدہ اعلیٰ نسل سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں خدا نے تمام دنیا پر حکمرانی

کے لئے چن لیا۔ ہے اور باقی دنیا ان کی غلام بن کر رہنے کے لئے ہے۔

2. وہ خدا کے وعدے، اور اس کی خواہش کی تکمیل کے لئے فلسطین میں واپس پلٹیں گے جہاں سے وہ پوری دنیا کو بالاخر فتح کریں گے۔

3. عیسائیت اور اسلام جس عقیدے پر بھی لوگوں کو لانے کی کوشش کرے' انسانوں کو دولت اور اقتدار کی بھوک سے دور نہیں رکھا جا سکتا' اسی لئے کہ وہ خود غرض ہیں۔

4. عیسائیت اور اسلام نے دو ہزار سال سے انسانیت کو اخلاق اور آخرت کی جواب دہی کے دھوکے میں ڈال رکھا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

5. اگر یہودیوں کو اس دنیا میں پھلنا پھولنا ہے تو انسان کے دل و دماغ سے ان کے پیغمبروں کی محبت' ایمانیات اور ان کے رسوم و رواج کی اعلیٰ اقدار کو تہس نہس کرنا ہوگا۔

6. مذکورہ نمبر 5 میں درج مقصد کے حصول کی خاطر یہودیوں کو غیر یہودیوں میں معاشی' لسانی' علاقائی اور مذہبی تعصبات کی آگ کو بھڑکانا ہوگا۔

7. عیسائی مبلغ ہوں یا مسلمان علماء ہر کسی کی کوئی نہ کوئی قیمت ضرور ہوتی ہے۔ سونے کی چمک کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ ایسے بکاؤ مال سے ربط قائم رہنا چاہئے۔

8. اگر عیسائی اور مسلمان علماء کو تبلیغ دین کے نام پر مالی مدد فراہم کی جائے تو وہ اس مدد کی بنیاد پر اپنے کام کو پھیلائیں گے پھر اچانک ہاتھ روک کر انہیں پریشان کیا جا سکتا ہے کہ پچھلے کام کو کیسے ترک کیا جائے لہٰذا اس صورت میں وہ یہودی مقاصد کی تکمیل کی خاطر مشروط مالی امداد بھی قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

9. یہودی مقاصد کی تکمیل اور فوری نتائج حاصل کرنے کی خاطر ایک سیاسی طالع آزما کی تلاش بے حد اہم کام ہے جس کی پشت پر مخصوص پروپیگنڈا بھی ہو۔

10. مذکورہ نمبر 9 کے مطابق سیاسی طالع آزما کو اگر اپنی طرف سے حصول اقتدار کے

لئے امداد کا وعدہ' موثر تشہیر' جامع پروگرام اور منصوبہ کے ساتھ ساتھ یہ یقین بھی دلا دیا جائے کہ تمہارے اقتدار میں آنے سے قوم کی تقدیر بدل جائے گی اور تمہارے اقتدار کو اس سبب استحکام مل جائے گا تو وہ ہمارے مقاصد پورے کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے گا۔

11. یہودی جہاں بلاواسطہ کامیاب ہونے میں دشواری محسوس کرتے ہیں وہاں وہ بالواسطہ طور پر عوامی مقرر قسم کے لوگوں کو سامنے لاتے ہیں کیونکہ کچھ لوگ پیٹ کے بھوکے ہوتے ہیں تو کچھ شہرت کی بھوک میں بلکتے ہیں۔ شہرت اور دولت کے ایسے بھوکے اگر کبھی بھٹکنے لگیں تو یہودی انہیں غیر موثر بنا کر فہرست سے اگلا مہرہ لے آتے ہیں۔ ایسا جو شخص بھی بعد از تلاش بسیار ہتھے چڑھ جاتا ہے یہودی تنظیم اپنے تمام ذرائع سے اسے عوام میں مقبولیت دلانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور یوں اس شخص پر اس کی محسن صیہونیت کی گرفت مضبوط تر ہوتی جاتی ہے۔ پھر ایسے شخص کو جب اقتدار سے الگ کرنے یا عوام کی نظروں سے گرائے جانے کی دھمکی دی جاتی ہے تو وہ اس بلیک میل میں یہودی مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر کام کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے خواہ یہ کس قدر شرمناک ہو یا مذہب سے متصادم بھی۔

12. اوپر بیان کردہ فارمولا شاعروں' ادیبوں' اداکاروں' صحافیوں اور دوسرے تعلیمیافتہ طبقوں مثلاً وکلاء اور پروفیسر حضرات کے لئے بھی کارگر ہے۔

13. یہود حتی الامکان اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ دشمن ممالک میں ان کی تمام تر اخلاقی' سماجی' معاشرتی' روحانی اور مذہبی اقدار کو تلپٹ کر دیا جائے۔ سماجی اور معاشرتی برائیوں کو فروغ دیا جائے مثلاً منشیات' فحاشی' رشوت ستانی وغیرہ سے عوام میں حقیقی مسرت کو "بابر بہ عیش کوش" امن کو تخریب اور سازش' راحت کو لالچ اور ہوس سے متعارف کرلیا جائے۔

14. یہودی اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ سائنسی طریقوں سے بیماریاں پیدا کی جاسکتی ہیں اور اس مقصد کے لئے ان کے ڈاکٹر اور سائنس دان مصروف پیکار

ہیں۔ (مثلاً AIDS)

15. یہودیوں کا اس فلسفے پر ایمان ہے کہ تعمیر سے زیادہ تخریب کے ذریعے دولت حاصل کی جاسکتی ہے۔

16. انسانی فطرت میں برائی کی رغبت کو استعمال کرتے ہوئے یہودی اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہودی عورتوں کے ذریعے موثر افراد کو فحاشی میں ملوث کر کے مقاصد حاصل کئے جائیں۔

17. یہودی اپنے مذہب سے محبت کرتے ہیں مگر وہ کسی دوسری قوم میں مذہب کو جاری و ساری دیکھنے کے روادار نہیں ہیں کہ وہ اپنے مذہب اور مقاصد کو غالب رکھنا فرض جانتے ہیں۔

18. یہودی بظاہر انسان دوست، حلیم الطبع، ہر لمحہ تعاون پر آمادہ اور مہربان بردبار ہوں گے مگر باطنی سطح پر ہر غیر یہودی سے نفرت کا ان کے اندر کھولتے رہنا جزو ایمان ہے۔ (فری میسن اور اس کی ذیلی تنظیموں کے ممبران اور ان کا کام اس پر گواہ ہے)

19. یہودی جہاں کہیں بھی آباد ہوں یا ویسے عارضی رہائش رکھیں وہ مقامی آبادی میں گھلنے ملنے کے بجائے الگ تھلگ رہ کر اس ملک کی سالمیت برباد کرنے کی سعی و جہد کرتے ہیں۔

20. یہودی اپنے بچوں کو پہلا سبق یہ دیتے ہیں کہ وہ اعلیٰ نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور ہر دوسرا شخص قابل نفرت ہے وہ دنیا کے جس کونے میں بھی ہے اسے واپس اپنے اصلی ملک فلسطین پہنچنا ہے جہاں سے ان کے راہنما دنیا پر حکمرانی یا بالفاظ دیگر خدائی حاکمیت قائم کر کے ہر غیر یہودی احمق کو اپنا غلام بنالیں گے اور پھر ان سے گن گن کر بدلے لیں گے۔

21. یہودی اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہیں کہ وہ کسی شریفانہ جمہوری طریقے سے اپنا مذکورہ خواب پورا نہ کر سکیں گے اس لئے انہیں دوسرے، طریقے استعمال کرنے ہوں گے اور جب کبھی غلط ہتھکنڈے استعمال کرتے رنگے

ہاتھوں پکڑے جائیں تو منظم طریقے سے انسانی حقوق کی تلفی اور ظلم و جور کا شور مچا کر عوامی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

یہودی طریقہ کار :

اپنے مذکورہ منصوبوں پر عملدر آمد کی خاطر' یہودیوں نے تقسیم کار کے لئے اپنی افرادی قوت کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ (ا) شارک' (ب) تخریب کار' (ج) عسکری۔

1. شارک :

شارک سرمایہ دار ہے جو سرمایہ کو سود کے لئے پھیلا کر اپنا شکار قابو کرتا ہے وہ یہودی مقاصد کے حصول کے لئے بھی سرمایا لگاتا ہے جس کی بنیاد پر غیر یہودی دانشوروں' صحافیوں' سیاستدانوں' ریڈیو / ٹیلی ویژن کے فنکاروں' شاعروں اور ادیبوں کو پس پردہ رہ کر خریدتا ہے۔ غیر یہودیوں کی صلاحیتیں سامنے لا کر فلاح و خوشحالی اور ذریعہ استحکام وطن بننے سے روکنے کے لئے بے دریغ سرمایہ لگاتا ہے۔ وہ بنیادی اسامیوں پر تعینات بااثر سرکاری نیم سرکاری ملازمین کو اپنی ضرورت کے لئے خریدتا ہے تاکہ ملک کی سیاسی' معاشرتی اور معاشی حیثیت پر کاملاً اس کی گرفت مضبوط ہو۔ خصوصاً جہاں ان کا تعلق ملک کی خفیہ ایجنسیوں سے ہو یا ملکی پالیسی سے۔

شارک یہودی' ملک کے اندر ایسی تنظیموں کو بھی امداد دیتے ہیں جو توڑ پھوڑ کی سرگرمیوں پر ایمان رکھتی ہیں۔ وہ قتل و غارت گری' لوٹ کھسوٹ' آتش زنی اور ڈاکے جیسے قبیح واقعات کی سرپرستی

کرتے ہیں اگرچہ زیرزمین رہ کر' سیاسی عدم استحکام کے لئے ہنگامے اور جلوس اور دیگر غیر شائستہ سرگرمیوں میں ملوث افراد کو مالی کمزوری کا احساس نہیں ہونے دیتے اور ان کا عقیدہ ہے کہ یہ سرمایہ کاری کا ضیاع نہیں بلکہ اسی سے سرمایہ بڑھتا ہے مثلاً جنگ' توڑ پھوڑ' مال بنانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

شارک یہودی' جنگ کے مواقع پیدا کرنے کے لئے' مختلف طرح کے قضیوں (مثلاً عراق کویت قضیہ) کی خاطر اکساہٹیں پیدا کرنے کی خاطر سرگرم عمل رہتا ہے اور فریقین ہی میں اپنی کاروائی جاری رکھتا ہے اس میں اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ پھر وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ قضیے نبٹانے کے لئے تخریبی قوت کے اشتراک سے کامیابی تک پہنچتا ہے جس میں سیاسی عناصر بھی ملوث ہوتے ہیں۔ (1971ء کی پاک بھارت جنگ اور 1973ء کی عرب اسرائیل جنگ عراق پر اتحادیوں کے حملے اس کے منہ بولتے ثبوت ہیں۔ امن کی باتیں تو محض کیمو فلاج کی حیثیت میں تھیں)

یہودی بزرگوں نے اپنی نوجوان نسل کو کس قدر مفید مشورہ دیا ہے۔ آپ بھی دیکھ لیجئے :

"بوسہ لیتی دوشیزہ کو بھول جاؤ کہ تم ایک پیسہ بنانے اور سنبھالنے والی قوم کے سپوت ہو"

"سرمایہ دار بننے والے کے راستے میں سچی اور لدی محبت کبھی نہیں آتی"

2. تخریب کار :

یہودی مقاصد کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل تخریب کار گروہ میں

مارکس اور اینگلز کی منصوبہ بندی کے مطابق سوشلسٹ / کیمونسٹ شامل ہیں۔ ان کا اس بات پر ایمان ہے کہ مزدور کسی بھی ملک میں کسی بھی وقت بے چینی پیدا کرنے کے لئے موثر قوت ہیں' جس کے ذریعے ملک کی پیداواری صلاحیت کو تباہ کر کے اس کی معاشی' اخلاقی' سیاسی ساکھ پر کاری ضرب لگا کر' افراط زر سے عوام الناس میں بے چینی پیدا کی جا سکتی ہے۔ ہر یہودی اس بات پر بھی یقین رکھتا ہے کہ مزدور کے معاملات اور مسائل عوامی سطح پر کم و بیش ایک جیسے ہیں اور انہیں بین الاقوامی سطح پر کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ یہ تنظیم عالمی سطح پر ILO ہو سکتی ہے تو روس کے اندر پولٹ بیورو۔ ان اداروں کی پہلی اور آخری کوشش یہ ہو گی کہ کہیں بھی مزدور محب وطن نہ بن سکیں۔

یہ بات سمجھی جا چکی ہے کہ سوشلزم اور کیمونزم دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں بلکہ سوشلزم' یہود کے بنے ہوئے کیمونزم کے جال میں شکار پھانسنے کے لئے پہلا قدم ہے اور کیمونزم کا پہلا شکار مزدور ہیں۔ مزدوروں پر اثر قائم کر لینے کے بعد یہود کے شعبہ تخریب کا رخ متعلقہ ملک کی مسلح افواج کی طرف پھرتا ہے جس کی حیثیت ملکی استحکام میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح مسلمہ ہے۔ روسی پولٹ بیورو کا مکمل کنٹرول یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔

درپردہ یہودی سب سے پہلے اقتدار اور ترقی کے بھوکے فوجی افسران کو فرداً فرداً اپنے شیشے میں اتارتے ہیں پھر ان منتخب لوگوں کو باہم ملوانے کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ ایک اکیلا دو گیارہ کے مصداق ان کا وطن دشمنی میں حوصلہ بڑھے۔ پھر افواج میں اپنے خریدے ہوئے ایجنٹوں کے ذریعے علاقائی' لسانی قومی اور مذہبی

تعصبات کو ہوا دی جاتی ہے تاکہ تعصب کے شعلوں سے نفرتیں جنم لیں اور اتحاد ملت بھسم ہو کر رہ جائے۔

شعبہ تخریب' شارک کے ساتھ انتہائی تعاون سے کام کرتا ہے۔ یہ اپنے منصوبہ کے مطابق اپنے ذرائع سے کسی ملک کے وسائل کو برباد کر لیتا ہے تو شارک اپنے سرمایہ سے اس کی تعمیر نو کے لئے اس کے خسارے پورے کرنے کی خاطر اس کے دروازے پر ہمدرد بن کر دستک دے رہا ہوتا ہے۔ عالمی سطح پر اسی طے شدہ چکر کے مطابق ہر جگہ یہودی منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچ رہے ہیں۔ ملکی سطح کے گھمبیر خساروں پر قرض لے کر جانے انجانے یہودی گرفت کو مضبوط سے مضبوط تر کر لیا جاتا ہے۔ اس کام میں معاون و مددگار ملکی مشینری کے موثر پرزے ہیں جو پختہ یہودی ایجنٹ ہیں۔

3. شعبہ عسکریہ یا جبریہ :

یہ شعبہ پوری دلیری کے ساتھ قوت استعمال کر کے اپنے صیہونی مقصد کی تکمیل کرتا ہے۔ اسرائیلی ریاست کی باگ ڈور کاملاً صیہونیوں کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس کے مالیاتی امور شارک کے کنٹرول میں ہیں تو انتظام و انصرام ڈسٹریکٹرز (تخریب کاروں) کے ذمہ ہے۔ اپنے ملک کے اندر یہ شعبہ مزدور کی عزت نفس اور ان کے حقوق کو کوئی وقعت نہیں دیتا۔ اسرائیل میں مزدور کا کوئی امتیاز نہیں ہے جہاں روس کی طرح حق ہڑتال سلب ہے۔

اپنے دنیا میں پھیلے ایجنٹوں کی راہنمائی اور اصلاح کے لئے یہود باقاعدہ پروگرام رکھتے ہیں جو کچھ یوں ہوتا ہے کہ ہر مقام پر ایجنٹ

اپنی کارکردگی کی رپورٹیں ارسال کرتے ہیں جن کی روشنی میں انہیں ہدایات بھیجی جاتی ہیں۔ اسی سبب سے ہر گوشے میں یہودی عزائم کی تکمیل کا کام کم وبیش ایک ہی نہج پر ہو رہا ہے (مثلاً پاکستان اور برما کی مثال ثابت کرتی ہے کہ 75ء کے عشرے میں دونوں جگہ ملتی جلتی کاروائی عمل میں آئی تھی۔)

دنیا کے سبھی ممالک میں کام کی نگرانی، ان میں عملی تعاون وغیرہ کا کام "ربیوں کی مرکزی کونسل" پیرس کے ربی اعظم کی نگرانی میں کرتی ہے۔ برطانوی وزیراعظم نے جیسا کہ شروع میں ذکر کیا جاچکا ہے اپنے ناولوں Koningsby اور Tanered and Endymion میں یہود کے پروگراموں کو افسانوی کرداروں کے ذریعے عوام کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس نے پیشین گوئی کی تھی کہ مستقبل میں جرمنی کے اندر تمام تعلیمی اداروں اور یونیورسٹی پر یہودیوں کا تسلط ہوگا اور اس کے ذریعے جرمنی میں انقلاب آئے گا جو عملاً 1848ء میں آگیا کہ یہودی تعلیمی اداروں پر چھائے رہے۔

1895ء میں یہودیوں کی پہلی عالمی کانفرنس سوئٹیزرلینڈ میں منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر ہیزل نے یہودی ریاست کے لئے منصوبہ بنایا۔ 1896ء میں بمبئی (متحدہ ہندوستان) میں طاعون کی وبا پھوٹ نکلی جس پر قابو پانے کے لئے معروف یہودی ماہر ڈاکٹر ہفکن بمبئی پہنچا جس نے وبا پر کنٹرول کی آڑ میں وہاں ہزہائی نس پرنس آغا خان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ترکی کے حکمران سلطان عبدالحمید سے استدعا کریں کہ وہ یہودیوں کے ہاتھ فلسطین میں کچھ اراضی فروخت کریں۔ ڈاکٹر ہفکن (Haffkins) نے آغا خان مرحوم کو پیرس میں یہودی ربیوں کے نام تعارفی خطوط دیئے جہاں مسودہ

پیغام تحریر ہوا' پھر مکمل ہوا۔

زیرک مسلمان ترک حکمران نے جب زمین کا ایک انچ بھی یہودیوں کو دینے سے انکار کر دیا تو 1905ء میں انہوں نے پہلی عالمی جنگ کا منصوبہ بنایا جو باقاعدہ شائع ہوا۔ جس کی منصوبہ بندی اور تفصیل کچھ یوں تھی :

1. عالمی جنگ ہو گی جس میں برطانیہ یقیناً حصہ لے گا۔
2. ترکی کو برطانیہ کے خلاف ہر حال میں صف آراء کیا جائے گا۔
3. ترکوں کو ہر حال میں شکست دی جائے گی۔
4. اقوام متحدہ (League of Nations) کی تشکیل کی جائے گی۔
5. برطانوی راج کی سرپرستی میں فلسطینی اسرائیلی ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

دوران جنگ ایک پروگرام تشکیل دیا گیا جس کے پہلے مرحلے میں روس کے اندر بالشویک انقلاب پھر وہاں سوشلزم جو بالآخر کیمونزم بنے گا اور آخری مرحلہ فلسطین میں یہودی حکومت ...... اسرائیل ہو گا۔ (کیمونزم کا مادہ دراصل لفظ کیمون ہے جو یہودیوں کا مذہبی ادارہ ہے۔ سرخ رنگ سے مراد یہودا ہے جس نے حضرت عیسیٰؑ کی مخبری کی تھی) پھر عملاً دوسری جنگ عظیم کے بعد تاج برطانیہ کے زیر سایہ 1948ء میں اسرائیلی حکومت تشکیل پائی' وہ اسرائیلی حکومت جس کے لئے سرمایہ شارک نے فراہم کیا۔ انفرادی قوت شعبہ تخریب اور مشترکہ سیاسی لیڈروں نے۔

پاکستان کو پنجہ یہود سے بچانے میں اگر ہم مخلص ہیں تو ہمیں پاکستان میں استحکام

جمہوریت کے لئے حقیقی جمہوریت چاہنے والوں کے ہاتھ مضبوط کرنے ہوں گے۔ کیونکہ جمہوریت کا استحکام یہودی عزائم کے لئے زہر قاتل ہے کہ ان کے احیاو بقا کا راز آمریت میں ہے۔ اس کسوٹی کو ہمیشہ یاد رکھیئے کہ "جمہوریت ہوگی تو سرمایہ داری جاگیرداری نہیں ہوگی اور سرمایہ داری یا جاگیرداری ہوگی تو جمہوریت نہ ہوگی" مذہب پر عمل سے بھی وہ خائف رہتے ہیں۔ لہذا بحیثیت مسلمان اپنی اقدار کی پاسداری ہی ہمیں ان کے شیطانی منصوبوں سے محفوظ رکھنے کی ضمانت فراہم کر سکتی ہے اور مزدور کو مسلمان مزدور بنانا بھی ضروری ہے۔

☆ بقائے پاکستان کے لئے اولین ضرورت یہودی شارک سے بچنا ہے اس کے لئے ہر طرح کے سود سے مکمل اجتناب ہی ہمیں شارک کے حملہ سے بچا سکتا ہے۔

☆ زرعی اجناس کو کسی قیمت میں بھی برآمد نہ کیا جائے (الا یہ کہ فاضل ہوں) تاکہ ملک کے اندر خوراک کی اشیاء کی قیمتوں میں اعتدال اور استحکام پیدا ہو۔

☆ متناسب نمائندگی کو ملکی انتخابات کی بنیاد بنالیا جائے' ممبران کی اہلیت کے قانون پر سختی سے عمل کیا جائے' اسلامی ضابطہ اخلاق ہمارا راہنما ہو۔

☆ ذرائع ابلاغ' اخبارات و جرائد' ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہر چیز مسلمان کے اخلاق فاضلہ سے مزین قوم کی تربیت کریں' خلاف ورزی پر سزا ہو تاکہ یہود کے خرید کردہ لوگوں کی ان اداروں میں دال نہ گل سکے۔

میرے عزیز ہم وطنو! اگر مستقبل کی امین نوجوان نسل کو ایک زندہ قوم کی امانت کے طور پر' تاریخ کو درخشاں بنانے کی خاطر 21 ویں صدیں کے سپرد کرنا ہے تو یہود کی ہنود و نصاریٰ کی معاونت سے تیار سازشوں سے چوکنا رہنے اور قدم قدم مقابلہ کرنے کی اہلیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ آج مومنانہ بصیرت کو زحمت نہ دی تو کل کا مورخ وہی کچھ لکھ کر تاریخ کا پیٹ بھرے گا جو سپین کی 700 سالہ مسلمان حکومت کے خاتمہ کے بعد لکھ کر ثبوت فراہم کر چکا ہے۔

میرے پیارے ہم وطنو! اس آئینہ میں یہ بھی دیکھ لیں کہ کیمونزم بھی دراصل

یہودیت ہی ہے۔

☆"...... کیمونزم کی روح دراصل یہودیت کی روح ہے"۔☆ (انیسویں صدی اور بعد' (لندن) از پروفیسر ایف اے اوسینڈوسکی' صفحہ 29' جنوری 1926ء)

☆"...... یہودیوں کا یہ ابدی حق ہے کہ وہ دنیا پر حکمرانی کریں اور باقی سب ان کے غلام ہوں۔"☆ (رپورٹ کمیٹی برائے یہودی حقوق' نیویارک' صفحہ 100-99' 1939ء' از ہیری وانسن)

☆"ہر جگہ خوشدلی سے روس کی سرخ فوج کا استقبال کرتے وقت یہودی اس کی دن بدن مستحکم حیثیت کے لئے دعا کرتے ہیں تاآنکہ ان کے بدترین دشمنوں کا قلع قمع ہو جائے۔ پوری آزاد دنیا روسی افواج کی عظمت کو سلام کرتی ہے اور یہودی اس سے بھی زیادہ۔"☆ (دی نیو جوویا' لندن' صیہونی تنظیم' فروری 1943ء' صفحہ 67-66)

☆"یہودیت کے بے شمار اعضاو جوارح' کیمونزم کی ترویج کے لئے قوت فراہم کرتے ہیں۔"☆ (ڈاکٹر آسکر لیوی' یہودی' دی ورلڈ سگنیفائزوی رشین ریوولیوشن' صفحہ ix آکسفورڈ 1920ء)

☆"اسرائیل نے دوسری جنگ عظیم میں سرخ فوج کی شمولیت کی یاد منانے کے لئے' سرخ فوج کا جنگل' تیار کرنا شروع کر دیا ہے۔"☆ (زوَنسٹ ریویو' لندن' جون 30' 1950ء' صفحہ 13' زونسٹ فیڈریشن آف برٹن اینڈ آئرلینڈ)

☆"یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ٹیکنالوجی اور سائنس کے شعبہ میں جس قدر لوگ پوری دنیا میں ہیں' صرف روس میں اس سے

دس گنا اس میدان میں یہودی ہیں۔" ☆ (ڈاکٹر ہائمن لیوی' جیوز اینڈ دی نیشنل کولیچن' لندن' صفحہ 81, 58)

☆"کیمونسٹ پارٹی نے اپنی تاسیس ہی سے یہودیوں کو اپنی صفوں میں سمونے کی ان تھک کوشش شروع کر دی ہے۔" ☆ (ڈاکٹر الیگزانڈر' الیس کوہنکی' یہودی' امریکن جیوش کمیٹی' 1940ء' صفحہ 471) (مضمون' ان کنٹمپریری جیوش ریکارڈ)

میرے بہت ہی پیارے ہم وطنو! غیروں کی پاکستان اور ملت مسلم کے لئے تباہ کن منصوبہ بندی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اپنے جو کچھ کر رہے ہیں آپ سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ گرد و پیش ہر کردار آپ کھلی آنکھ سے دیکھ بھی رہے ہیں' پھر آپ متحرک کیوں نہیں ہیں۔ علامہ اقبالؒ فرما گئے :

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تیری بربادیوں کے تذکرے ہیں آسمانوں پر

استحکام وطن کی ذمہ داری نوجوان نسل کے سپرد کی جا سکتی تھی مگر درسگاہوں میں نہ کوئی پڑھنے کے لئے سنجیدہ ہے' نہ پڑھانے کے لئے۔ علم اب یا گیس پیپر میں ہے یا ٹیسٹ پیپر اور گیٹ تھرو گائیڈ میں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بوٹی مافیا یا کلاشنکوف مافیا کے پاس ہے۔ درسگاہوں میں کلاشنکوف کلچر یا ہیروئن کلچر کا راج ہے۔ ہم نوجوان نسل کو بے راہ روی کا طعنہ دیتے ہیں۔ تو اس کا بڑا معقول جواب سننے کو ملتا ہے کہ ہماری تربیت کی ذمہ داری بڑوں کے کندھوں پر تھی' انہوں نے اپنے سیاسی مقاصد یا مذہبی مقاصد کے حصول کی خاطر ہمارے ہاتھوں میں اسلحہ دیا' ہمیں گمراہ کیا' تعلیم سے دور کیا اور نتیجتاً ہمیں آسودگی کے لئے نشہ کی راہ لگنا پڑا۔ یا بے کاری نے بسیں اور بنک لوٹنے والے ڈاکو بنایا۔

پاکستان میں آغاز سے آج تک جس بے دردی کے ساتھ کشمیر اور اسلام کا نام سیاسی کامیابیوں کے حصول کی خاطر استعمال ہوا' اور کامیابی مقدر بنتے ہی جس قدر اس سے مذاق ہوا' کسی دوسری زندہ قوم کے ہاں اس کی شاید کبھی مثال نہ ملے۔ ہم اس بات پر فخر

کرتے ہیں کہ ہر الیکشن میں کشمیر اور اسلام کی سربلندی کے نعرے سے قوم کو بے وقوف بناتے ہیں اور وہ بن جاتی ہے مگر شاید یہ ہماری اس منافقت کا سبب ہے کہ قوموں کی برادری میں' باوجود ہمارے بلند و بانگ دعووں اور نعروں کے' ہمارا کوئی مقام ہی نہیں ہے۔

میرے عزیز ہم وطنو! جس وطن نے ہمیں آزادی کی نعمت سے نوازا' کیا اس کا ہم پر اتنا بھی حق نہیں کہ وہ ہم سے یہ پوچھے کہ کب تک تم قومی سطح پر میرا استحصال کرتے رہو گے؟ کب تمہاری ملی غیرت جاگے گی اور تم معمار وطن' پاسبان وطن کا کردار ادا کرو گے؟ ملکوں کی برادری میں مجھے بھی میرا مقام دلاؤ گے یا یونہی مجھے چر کے لگا لگا کر ادھ موا کیئے رکھو گے۔

وطن عزیز کا یہ سوال میرے لئے' آپ کے لئے لمحہ فکریہ ہے! اس کے زخموں سے چور جسم پر مرہم رکھنے کا اب بھی وقت ہے یہ گزر گیا تو اس سے بڑی بدبختی کوئی نہ ہو گی۔ آزادی کی نعمت کی قدر و قیمت ان سے پوچھو جو اس سے محروم ہیں۔ اور ہاں کل محشر میں شہدا آزادی ہمارے گریبانوں پر ہاتھ ڈالنے کا حق بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ اس سے بچنا عقلمندی ہے۔

آیئے عزم و ہمت سے ماضی کی خامیوں اور کوتاہیوں کو الوداع کہتے تعمیر وطن کے تقاضے پورے کریں۔

خیر اندیش

عبدالرشید ارشد

☆......☆......☆

ABDUR RASHEED ARSHAD,
VICE CHAIRMAN,
HUMAN RIGHTS
FOUNDATION OF PAKISTAN,
JAUHARABAD, OCT 25, 1999.

My dear Gen:

Now when your team of Saviours of the nation, headed by Gen: Musharraf, has won the confidence of the people and have shown the intention to fulfil the public demand to clean the filth in every nook and corner of the country, it looks obvious to request you to look into the matter of "Powerful law jesting NGOs" being fed by the Foregn Agencies to dig the foundations of the Islamic Republic of Pakistan. It is time to crush those who are working against the ideology of Pakistan deliberately.

These NGOs, financed by foreign missions, having well decorated, well managed big offices and having big budgets particularly for their "owners" are no doubt influential, having deep roots in the foreign diplomatic cores and within the country in the most powerful beurocracy and with all these "Blessings" they are working like the "Termite and weevil rancour" to weaken the foundation i.e. the ideology and ethical values of the majority of the Republic under the camouflage of "Human Rights" and "Social Work".

If you just collect the list of such NGOs you will find that majority of the Christian minority having their names resembled with the Muslims, have registered them. No doubt the minorities have every right of freedom but this does not mean the freedom to work against the fundamentals of the Republic and the beliefs of the majority. Just cast a glance over the attached circular. "Islam the false Gospel". Shirkat Gah of Lahore is doing much, an example to which can be seen in the enclosed booklet "نکاح" (see pages 34, 46, 47, 48 in particular)

There is certainly not a single society over the globe, which is perfectly crime-free. Look at American and European Societies or else where, where you won't find angles. Humans are on the earth – with good and bad every where, but very unfortunately crimes in Pakistan are being exploited by these NGOs and Govt. Policies being deliberately rejected, and example to it is

the attached leaflet, rejecting the "Defence and National Protection Council" proposed in the past. The list of the protesting NGOs is given on it, and the Christian minority manages most of them, rather the Christians and their funds sponsor all of them.

Respected Gen:, without being prejudice, as a result of your investigation you will conclude that these NGOs with the "co-operation" of some very modern and influential ladies of our society, rather keeping them in front, are pouring disharmony and discomfort in our homes which is their sole objective – objective to smash, shatter all our values and to disintegrate our peaceful family structure and no doubt they are successful to much extent and now it is only you and your courageous team who can reverse and restore the situation. Is n't it?

With best regards, and prayers.

Encl: as above.

Very Sincerely,

ABDUR RASHEED ARSHAD.

Lt: Gen: Muhammad Safdar,
Governor, Punjab,
Lahore.

c.c.

Lt: Gen: Mehmood Ahmad,
Director General,
ISI, Islamabad.

جو کچھ ہم نے اکتوبر 99ء میں عرض کیا تھا وہی کچھ حکومتی حساس ادارے اکتوبر 2000ء میں کہہ رہے ہیں

نوائے وقت لاہور 5 اکتوبر 2000ء

ٹریک ٹو پالیسی

بھارت نے پاکستان میں فنڈز تقسیم کر دیئے

ایم کیو ایم کے وفد کے دورے کے بعد سندھ، سرحد اور بلوچستان میں بھارت نواز لیڈر دوبارہ سرگرم ہو رہے ہیں ملک کے اندر آواز اٹھائی جائیگی

بقیہ نمبر30صفحہ11پر

ABDUR RASHEED ARSHAD,
VICE CHAIRMAN,
HUMAN RIGHTS
FOUNDATION OF PAKISTAN,
JAUHARABAD, MAY 30, 2000.

(I) *H.E. THE AMBASSADORS,*
OF THE MUSLIM COUNTRIES IN PAKISTAN.

(II) *THE SECRETARY GENERAL,*
UNITED NATIONS – NEW YORK.

(III) *SAYED PERVAIZ MUSHARRAF,*
CHIEF EXECUTIVE, ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN.

(IV) *DR. MEHMOOD GHAZI,*
MEMBER NATIONAL SECURITY COUNCIL, ISLAMABAD.

(V) *DR. MANIH AL-JOHANI,*
SECRETARY GENERAL,
WORLD ASSEMBALY OF MUSLIM YOUTH, RIYAD, KSA.

SUBJECT: ***ABROGATING ISLAM IN NEW YORK – COMMANDMENTS FOR IMMORALITY.***

EXCELLANCIES!

MAY ALMIGHTY ALLAH BLESS YOU ALL, YOUR PEOPLE AND YOUR RULERS.WITH COUNTLESS BOUNTIES, THE SENSE OF NOBALITY,INSIGHT TO SAFE GUARD THE VALUES OF MORALITY AND FINALLY THE COURRAGE TO COUPE WITH THE SACRILIGIOUS AND SUBVERSIVE ACTIVITIES OF NON-MUSLIMS INCREASING DAY BY DAY.

AS REPORTED BY MONTHLY "IMPACT INTERNATIONAL" LANDON, MAY-2000, EFFORTS ARE BEING MADE TO GET UN APPROVAL FOR SO-CALLED BEIJING PLUS-5 UNDER THE CURTAIN OF HUMAN RIGHTS.THE UN SPECIAL JUNE SESSION IS BEING ARRANGED UNDER THE TITLE ***"WOMEN 2000, GENDER EQUALITY, DEVELOPMENT AND PEACE FOR THE 21ST CENTURY."***

THE LAW GOING TO BE APPROVED IS APPERENTLY FOR MORALITY ETHICS AND FAMILY RELATIONS, BUT IN FACT IT CONTAINS SOMETHING ELSE. ***MATTER COLLECTED FROM THE PREPARATORY DOCUMENT PRODUCED ON APRIL 20, 2OOO, BY THE "PREPARATORY COMMITTEE FOR THE SPECIAL JUNE SESSION"*** *THE PARAGRAPH NUMBERS REFFERS TO THAT DOCUMENT:- (ONLY SECTION 102 IS MENTIONED HERE TO GIVE YOU AN IDEA.WHAT ELSE IS THERE CAN BE WELL IMAGINED)*

HOMOSEXUALITY

UN HAS BEEN ASSURING US FOR DECADES NOW THAT DESPICABLE SIN AND CRIME AGAINST HUMANITY IS REALLY A BASIC HUMAN RIGHT. IN COUNTLESS DOCUMENTS THEY HAVE WAGED WAR AGAINST DISCRIMINATION BASED ON "SEXUAL ORIENTATION." LIKE THIS EDICT:

102 H. DEVELOP, REVIEW IMPLEMENT LAWS, PRACTICES AND PROCEDURES TO PROHABIT AND ELIMINATE DISCRIMINATION ON THE BASIS OF SEX, RACE OR ETHIC ORIGIN, RELIGION OR BELIEF, DISABILITY, AGE OR SEXUAL ORIENTATION.

YET, NOW THEY ARE GOING FOR THE FINISHING LINE. READ THIS COMMAND TO THE NATIONS OF THE WORLD:

102 J. TAKE ACTION TO END DISCRIMINATION ON THE BASIS OF SEXUAL ORIENTATION; REVIEW AND REPEAL LAWS THAT CRIMINALISE HOMOSEXUALITY, SINCE SUCH LAWS CONTRIBUTE TO CREATE A CLIMATE WHICH ENCOURAGES DISCRIMINATION AND VIOLENCE AGAINST WOMEN WHO ARE, OR ARE PERCEIVED TO BE, LESBIANS; AND ADDRESS VIOLENCE AND HARASSMENT AGAINST THEM.
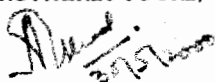
IT ALSO NOTES, WITHOUT ELABORATION, THAT "IN DIFFERENT CULTURAL, POLITICAL AND FAMILY EXIST." THOSE FAMILIAR WITH THE UN LINGO KNOW THAT THE VARIOUS FORMS OF THE FAMILY MEAN LESBIAN, HOMOSEXUAL AND UNMARRIED UNIONS.

EXCELLENCIES!

UN PLATEFORM IS BEING USED TO SHATTER THE VALUES OF MORALITY OF THE GLOBAL VILLAGE IN GENERAL AND MUSLIM UMMAH IN PARTICULAR. THIS IS, NO DOUBT A MASONIC PLANNING, WHO HAVE COMPLETE HOLD OVER UN, EUROPE AND AMERICA AND KEEPING THE CHRISTIANS AT THE FOREFRONT THEY ARE FIGHTING THE LAST AND FINAL CRUSADE AGAINST ISLAM ON EVERY FRONT.

IF WE DON'T WAKE UP FROM THE DEEP SLUMBER WE WILL LOOSE THE CHANCE OF SURVIVAL AND YOU WELL KNOW IT, WHAT WILL BE WRITTEN ON THE PAGES OF HISTORY!

BROTHERLY YOURS,

ABDUR RASHEED ARSHAD.

یہ صرف ہم نے ہی نہیں لکھا

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بہت سے باشعور ہمارے ہم نوا ہیں۔ ان میں سے بعض کی فکر بصورت ضمیمہ جات شامل کی جارہی ہے۔

ضمیمہ جات

(بشکریہ الشریعۃ گوجرانوالہ)

یکم تا 16 جولائی 2000ء

☆ ☆ ☆

1. بیجنگ پلس فائیو (Plus-5) کانفرنس

(پروفیسر ثریا بتول علوی صاحبہ)

2. گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن کے پس پردہ عزائم

(علی محمد رضوی صاحب / ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری صاحب)

3. اقوام متحدہ کے مقاصد اور چارٹر پر ایک نظر

(مولانا سخی داد خوستی)

4. سامراجی خطرات

(محمد رحیم حقانی صاحب)

بیجنگ پلس فائیو (Plus-5) کانفرنس

پروفیسر ثریا بتول علوی

5 تا 9 جولائی نیویارک میں اقوام متحدہ کے نمائندوں کے ذریعے یہودیوں کا ایک خوفناک شیطانی منصوبہ پیش کیا گیا۔ جس میں دنیا کے مختلف ممالک کے ہم خیال شیطانی دماغ مل کر بیٹھے اور "خواتین 2000ء اکیسویں صدی میں" صنفی مساوات 'امن اور ترقی کے نام پر چند فیصلے کئے گئے جن کو یو این او کے پلیٹ فارم کے ذریعے ممبر ممالک میں نافذ کیا جانا تھا۔ اس طرح یہ خواتین کے سلسلے میں گویا پانچویں عالمی کانفرنس تھی۔

خواتین کے بارے میں عالمی کانفرنسیں :

اس سے قبل حقوق نسواں کے نام پر خواتین کی چار عالمی کانفرنسیں منعقد ہو چکی ہیں۔

پہلی بین الاقوامی کانفرنس 1975ء میں میکسیکو میں۔

دوسری بین الاقوامی کانفرنس 1980ء میں کوپن ہیگن میں۔

تیسری بین الاقوامی کانفرنس 1985ء میں نیروبی میں۔

چوتھی عالمی کانفرنس 1995ء میں بیجنگ میں۔

بیجنگ کانفرنس میں خواتین کی ترقی اور صنفی مساوات کے سلسلے میں ایک بارہ نکاتی ایجنڈا طے کیا گیا تھا۔ یہ نکات درج ذیل ہیں۔

۱. غربت' ۲. تعلیم' ۳. حفظانِ صحت' ۴. عورتوں پر تشدد' ۵. مسلح تصادم' ۶. معاشی عدم مساوات' ۷. مختلف اداروں میں مرد و عورت کی نمائندگی کا

تناسب ۳۳ فیصد تک' ۸. عورت کے انسانی حقوق' ۹. مواصلاتی نظام خصوصاً ذرائع ابلاغ' ۱۰. ماحول اور قدرتی وسائل' ۱۱. چھوٹی بچی' ۱۲. اختیارات اور فیصلہ سازی۔ اس طرح سادہ الفاظ میں ان کانفرنسوں کا اصل مقصد ان کے خیال میں ایسا عالمی نظام متعارف کروانا تھا جس میں عورتوں کو مساوی حقوق حاصل ہوں۔

خواتین کی پانچویں عالمی کانفرنس' جولائی 2000ء :

بیجنگ میں طے کردہ بارہ نکاتی ایجنڈا رکن ممالک کو عمل درآمد کے لئے دے دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس ایجنڈے پر کہاں تک عمل ہو سکا' اسی کا جائزہ لینے کے لئے اب 5 جولائی سے 9 جولائی تک بیجنگ کانفرنس کے پاس سال بعد یہ نیویارک والی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس لئے اس کا نام بیجنگ + 5 قرار دیا گیا کہ یہ بیجنگ کانفرنس کے پانچ سال بعد ہو رہی تھی۔ اس کانفرنس کا اصل عنوان تھا

"2000ء کی خواتین اور اکیسویں صدی میں صنفی مساوات' امن اور ترقی"

(Women 2000, Genderequality, development and

place in the 21 century.)

اس کانفرنس میں اقوام متحدہ کے ممبر ممالک جہاں سرکاری طور پر شامل ہوئے وہیں این جی اوز کے کثیر تعداد میں وفود بھی شامل ہوئے۔ اگرچہ بیجنگ کانفرنس کے شرکاء اور مندوبین کی تعداد اس کانفرنس کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی۔ مگر یہ کانفرنس بہت زیادہ اہمیت کی حامل اس لحاظ سے تھی کہ اس میں بیجنگ کانفرنس کے دوران طے کئے گئے بارہ نکاتی ایجنڈوں کی توثیق اقوام متحدہ کی طرف سے ہو کر اسے تمام ممبر ممالک پر حتماً نافذ کرنے کا پروگرام تھا۔ اور اس کی خلاف ورزی پر اقوام عالم "مجرم ملک" کے خلاف ایکشن لینے کی مجاز قرار دی گئی تھیں۔

کانفرنس کے درپردہ مضمرات :

۱. امریکہ اپنے نیو ورلڈ کو مستحکم کرنے کی غرض سے اپنے ممکنہ حریف اسلام کے کردار کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

۲. اپنی عالمی نیشنل کمپنیوں کو مضبوط بنانے اور اس کو استحکام دینے کے لئے مغرب کو ہر جگہ سستی لیبر اور خام مال چاہئے۔ وہ چاہتے ہیں کہ جنسی آزادی والا معاشرہ پیدا کر کے مرد و عورت کی تمیز کے بغیر ان کو ہر جگہ کم داموں پر لیبر' سو فیصد مزدور اور تربیت یافتہ افرادی قوت ہر جگہ میسر آجائے۔ ساتھ ہی مزاحمت کرنے والی دینی قوت بھی غیر موثر ہو کر رہ جائے۔

اس کانفرنس کے لئے تیاریاں :

بیجنگ پلس فائیو کانفرنس نیویارک کی تیاریاں تو بیجنگ کانفرنس کے فوراً بعد ہی سے شروع ہو گئی تھیں۔ مگر یہ 1999ء سے 2000ء میں پورے عروج کو پہنچ گئی تھیں۔ اس کے لئے دنیا کے مختلف علاقوں میں وقتاً فوقتاً علاقائی کانفرنسیں منعقد ہوتی رہیں۔ ان میں پہلے تیاری کانفرنس Prep-Com تو 15 مارچ سے 19 مارچ 1999ء میں نیویارک ہی میں منعقد ہوئی۔ پھر نیویارک میں ایک اور کانفرنس 27 فروری سے 17 مارچ تک دوبارہ منعقد ہوئی۔ اس کے علاوہ کھٹمنڈو' بنکاک و دیگر مقامات پر بھی علاقائی کانفرنسیں منعقد ہوتی رہی تھیں۔ (اصل کام ان کانفرنسوں میں انجام دیا جا چکا ہے۔)

اس کانفرنس میں خصوصی ایجنڈا یہ تھا: خاتون خانہ کی گھریلو ذمہ داریوں پر اور پھر اس کی تولیدی خدمات پر اس کو باقاعدہ معاوضہ دیا جائے۔ "ازدواجی عصمت دری" (یعنی اپنی بیوی کی مرضی کے برعکس شوہر کے جنسی وظیفہ ادا کرنے) پر قانون سازی کی جائے اور فیملی کورٹس کے ذریعے مرد کو سزا دلوائی جائے۔ طوائف کو جنسی کارکن قرار دینا۔ ممبر ممالک میں جنسی تعلیم اور کنڈوم کے استعمال پر زور دینا۔ اسقاط حمل کو عورت کا حق قرار دینا۔ ہم جنس پرستی کا فروغ۔ چنانچہ اپنی تجویزوں کو رسمی طور پر پانچ دس منٹ

کی نمائشی تقریروں کے بعد منظور کر لینے کا پروگرام تھا۔

شیطان بیجنگ کانفرنس سے لے کر اب تک اپنے منصوبہ پر عمل درآمد کرنے کے لئے مسلسل متحرک تھا۔ مگر افسوس کہ مسلم ممالک میں اس آنے والے فتنہ کا جا طور پر نوٹس نہ لیا گیا۔ قاہرہ کانفرنس 94ء کے انعقاد کے بعد مصر میں نئے عالمی قوانین متعارف کرائے گئے۔ بعد ازاں مراکش اور دیگر مسلم ممالک میں بھی بیجنگ ڈرافٹ کے نتیجے میں فیملی لاز میں تبدیلیاں لائی گئیں۔ مگر کسی جگہ کوئی قابل ذکر احتجاج دیکھنے میں نہ آیا۔ البتہ مراکش میں دو تین ماہ قبل جب فیملی لاز تبدیل کئے گئے تو وہاں کی دس لاکھ مسلم خواتین نے ان نئے قوانین کے خلاف باپردہ مظاہرہ کیا۔ اس طرح ایک نئی مثال قائم کی۔

اگر اسی قسم کے مظاہرے مختلف مسلم ممالک میں ہوئے ہوتے تو پھر اس موقع پر عالم اسلام متفقہ موقف اختیار کر کے ہم جنس پرستی کے شیطانی منصوبہ کا موثر سدباب کر سکتا تھا۔

پاکستان میں اس کانفرنس کی تیاری:

چھ سال قبل قاہرہ میں 94ء میں منعقد ہونے والی بہبود آبادی کانفرنس کے نتیجے میں پاکستان میں بہت سی این جی اوز (غیر سرکاری تنظیمیں) وجود میں آئیں۔ بیجنگ کانفرنس کے بعد ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہو گیا۔ ملک میں فیملی پلاننگ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی۔ جگہ جگہ بہبود آبادی سنٹر کھل گئے۔ ستارہ اور چابی والی گولیاں (مانع حمل ادویات) ملک میں عام ہوئیں۔ ایڈز سے بچانے کے بہانے ملک میں ہم جنس پرستی کے بارے میں وسیع پراپیگنڈہ کیا گیا۔ وطن عزیز میں بے حیائی و فحاشی کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ پرنٹ اور الیکٹرانک ذرائع لبلاغ، ٹی وی، ڈش، کیبل، انٹرنیٹ، فحش لٹریچر، ماڈلنگ، ویڈیو گیمز وغیرہ کے ذریعے فحاشی کے مظاہرے بہت زیادہ بڑھ گئے۔ اغوا عصمت دری پھر گینگ ریپ اور گھروں سے دوشیزاؤں کے فرار کے واقعات میں معتد بہ اضافہ ہوا۔

اسی پس منظر میں "صائمہ ارشد لو میرج کیس" بھی منظر عام پر آیا۔ جس نے مغرب کی ثقافتی یلغار کو وطن عزیز میں اور فروغ دیا۔ پھر خواتین کے بینک اور پولیس اسٹیشن بھی قائم کئے گئے۔

94ء میں حکومت پاکستان نے خواتین کی اصلاح و ترقی کے نام پر ایک "خواتین تحقیقاتی کمیشن" ترتیب دیا تھا۔ اس کے ممبران میں زیادہ تر این جی اوز کے نمائندے شامل تھے۔ خصوصاً ایڈووکیٹ عاصمہ جہانگیر (جو یو این او کی باقاعدہ تنخواہ دار ایجنٹ ہے اور جس کا مشن ہی پاکستان میں مغربی لباحیت کو فروغ دینا ہے) جیسے لوگ یہ رپورٹ تیار کر رہے تھے۔ 97ء میں انہوں نے جو رپورٹ پیش کی تھی' اس میں پاکستانی خواتین کے لئے بیجنگ کانفرنس والا ایجنڈا ہی پیش کر دیا۔ اس کے بعد ان خواتین نے غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کے خلاف اس زور سے دہائی دی کہ موجودہ حکومت نے 20 اپریل 2000ء کو ہونے والی انسانی حقوق کانفرنس میں ایسے قتل کو قتل عمد ٹھہرا کر اس کی سزا موت قرار دے دی۔

علاوہ ازیں موجودہ حکومت نے بلدیاتی انتخابات میں عورتوں کو 50 فیصد نشستیں دینے کا اعلان کر کے اسی ایجنڈے پر عمل درآمد کیا۔

سرکاری سطح پر کانفرنس کے لئے جو پاکستانی وفد نیویارک گیا' اس میں سماجی بہبود اور خواتین کی وزیر شاہین عتیق الرحمان' ڈاکٹر یاسمین راشد' زریں خالد' ثمینہ پیرزادہ اور ڈاکٹر رخسانہ شامل تھیں۔ وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال اس سرکاری وفد کی سربراہ تھیں۔ اس کے علاوہ کئی دانشور خواتین بطور مبصر بھی شامل ہوئیں۔ عاصمہ جہانگیر بھی کئی این جی اوز کے ہمراہ گئی ہوئی تھیں۔

اس طرح پاکستان میں بھی ان اقدامات کے نتیجے میں بہت کم رد عمل دیکھنے میں آیا۔ پھر پاکستانی این جی اوز نے پاکستان کی طرف سے ایک باقاعدہ رپورٹ یو این او کو درج کرائی جس میں نکتہ وار بیجنگ کانفرنس کے بارہ موضوعات پر پاکستان میں ہونے والی پیش رفت اور متعلقہ رکاوٹوں کا جائزہ پیش کیا گیا۔ انہوں نے یہ رپورٹ بھی دی کہ بے نظیر

بھٹو صاحبہ کے دور حکومت میں ان کا کام جاری رہا' مگر نواز شریف حکومت کے دوران ترقی کے تمام معاملات جامد رہے۔

علمائے کرام اور بہی خواہوں کا مسلمانوں اور خصوصاً مسلم حکمرانوں کو انتباہ :

مسلم ورلڈ جیورسٹس ایسوی ایشن کے صدر جناب اسماعیل قریشی نے لاہور ہائیکورٹ میں اس کانفرنس کے غیر شرعی اور غیر اسلامی نکات کے خلاف رٹ دائر کی۔ نیز انہوں نے زبیدہ جلال وفاقی وزیر تعلیم کی سربراہی میں وفد بھیجنے کی بھی مخالفت کی۔ جبکہ زبیدہ جلال کی مغرب نوازی کی بناء پر دوسری دینی جماعتیں بھی موصوفہ پر شدید تنقید کر رہی تھیں۔ آخر حکومت نے لاہور ہائیکورٹ کو یقین دلایا کہ ہمارا وفد اسلام کے خلاف نکات کی اس کانفرنس میں مخالفت کرے گا۔ مگر وفد کی سربراہ محترمہ زبیدہ جلال ہی کو بنایا گیا۔

اسی طرح رابطہ العالم الاسلامی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ بن صالح العبید نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے نام بالعموم اور رائے عامہ کے نمائندوں کے نام بالخصوص ایک خط لکھا جس میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 54 ویں اجلاس کی جانب توجہ دلائی جو 5 تا 9 جولائی نیویارک میں ہو رہا ہے۔ یہ خواتین کے بارے میں اس کا 23 واں سیشن ہوگا۔ جس کے لئے "اکیسویں صدی میں خواتین کے لئے مساوات ترقی اور امن کا عنوان" اختیار کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان سب خواتین کانفرنسوں کا مقصد خاندان کے ادارے کو ختم کرنا اور خواتین بلکہ نوجوان نسل میں اخلاقی بے راہ روی اور والدین سے بغاوت پیدا کرنا ہے۔ اللہ نے مسلمانوں کو نیک کاموں میں تعاون کرنے اور برے کاموں سے الگ رہنے کا حکم دیا ہے۔ لہذا اقوام متحدہ کی چھتری تلے نئے عالمی نظام کے منظم حملے کے خلاف سوچنا اور تدبیر کرنا تمام مسلم امہ کی ذمہ داری ہے۔ یہ حملہ صرف مسلم اقدار کے خاتمے کے خلاف سازش نہیں بلکہ دنیا بھر میں انسانی حقوق کے پردے میں تمام انسانی رشتوں بلکہ خود انسان کی پہچان کو تذلیل کر دینے کے مترادف ہے۔ "سابق صوبائی وزیر اطلاعات پیر بنیامین رضوی نے امریکہ میں ہونے والی اس کانفرنس کو اسلام کے

خلاف شرمناک سازش قرار دیا جس میں ہم جنس پرستی کو جائز' اسقاط حمل کو فروغ اور طوائفوں کو جنسی کارکن قرار دیا جارہا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ این جی اوز کی نمائندہ وفاقی وزیر زبیدہ جلال کو حکومت فوراً واپس بلائے نیز اس کانفرنس کے بائیکاٹ کا اعلان کرے۔ بلکہ انہوں نے اسلامی ممالک کے تمام سربراہوں سے بھی اپیل کی کہ وہ فوری طور پر اپنے نمائندے اس کانفرنس سے واپس بلا کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیں اور اسی طرح پاکستان کی تمام دینی جماعتوں نے بھی فرداً فرداً اس کانفرنس کو اپنے مذہب' عقیدے' ایمان اور اقدار کی تباہی کے یہودی منصوبے کے خلاف ڈٹ جانے کی تلقین کی۔

شدید تنقید کی وجہ :

یہ ساری تنقید اس بنا پر تھی کہ یو این او کے نمائندے نے اہم نوٹس جاری کیا تھا۔ "یہ کانفرنس پہلی تمام پیش رفت کا جائزہ لے گی۔" بستی پلیٹ فارم فار ایکشن کے 12 نہایت اہم نکات کا جائزہ لے کر انہوں نے افسوس ظاہر کیا کہ "افسوس لوگوں پر ابھی تک روایتی جنسی شناخت طاری ہے اور عورت کے خلاف جنس کی بنا پر امتیازی سلوک مرد وزن کی مساوات قائم کرنے میں بڑی رکاوٹ ہے۔ پھر حکومتوں نے بھی ایسے اقدامات پر توجہ دی۔ نہ ہی انہوں نے اس امر پر زور دیا جس سے عورتوں کے تولیدی حقوق اور جنسی صحت کے متعلقہ حقوق پر عملدرآمد ممکن ہو سکے۔ اس لئے اب یو این او بین الاقوامی تنظیموں' مہذب معاشروں' سیاسی جماعتوں' ذرائع لبلاغ' نجی شعبہ سب کو یکساں ذمہ دار قرار دیتی ہے کہ وہ ایسی عوامی بحث کا آغاز کریں اور باقاعدہ مہم چلائیں جس سے جنس سے متعلقہ امور پر کھلے عام بات چیت ہو' عمومی رویے زیر بحث آئیں۔ نئے تصورات جنم لیں اور جائزہ لیا جائے کہ مرد و عورت کی مساوات پر کس حد تک عمل ہو سکتا ہے۔ پھر شعبہ تعلیم میں کام کرنے والوں کو رسمی و غیر رسمی ذرائع اختیار کر کے یہ بیداری پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی طرح بین الاقوامی تنظیموں آئی ایم ایف' ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن' گروپ آف سیون اور دیگر بین الاقوامی اداروں کو جنس کی مساوات کو فیصلہ سازی کا اہم

حصہ بنانا چاہئے۔

تجزیہ :

خواتین کے اختیار و اقتدار میں اضافہ' ہر فورم پر ان کی پچاس فیصد نمائندگی' اسقاط حمل کا حق' تولیدی خدمات اور گھریلو خدمات پر معاوضہ طلب کرنا' ہم جنس پرستی کو قانونی جواز مہیا کرنا اور مساوات مرد و زن کا نعرہ کیا یہ سب بیسویں صدی کے پر فریب نعرے نہیں ہیں۔ عورت آخر کونسا اقتدار مانگ رہی ہے' کیا ماں کی حیثیت سے وہ معاشرے کا قوی ترین کردار نہیں ہے؟ کیا بیوی کی حیثیت سے وہ اپنے خاوند کی مشیر اور شریک سفر نہیں ہے؟ وہ تو گھر کی مالکہ ہے۔ بہن اور بیٹی کی محبت تو بڑے بڑے سنگدلوں کو پگھلا کر موم کر دیا کرتی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان خاتون طاقتور نہیں ہے یا مرد برتر ہے اور عورت کم تر۔ یہ سارے مسائل مغربی معاشروں کے تو ہو سکتے ہیں مگر دین اسلام تو بذات خود محسن نسوانیت ہے۔ وہ تو 1400 برس قبل عورت کو بن مانگے اتنے بڑے حقوق عطا کر چکا ہے جس کے لئے مغربی عورت ابھی تک کشکول گدائی لئے ماری ماری پھر رہی ہے۔ مظاہروں' ہڑتالوں' جلوسوں' سیمیناروں اور کانفرنسوں کے ذریعے اپنے جائز حقوق مانگتے مانگتے بے راہ روی کی بگٹٹ راہ پر نکل کھڑی ہوئی ہے۔ لہذا ہمارے ہاں کی خواتین کی حق تلفیوں اور ان کے حقوق سے بہرور کرنے کی باتیں بہت دلسوزی سے جو کی جارہی ہیں یہ دراصل اسلام کے خاندانی نظام اور اخلاقی اقدار کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر کفر کے نظام کو ان پر مسلط کرنے کی سازش ہے اور یہ باتیں کرنے والے بھی اہل مغرب کے ایجنٹ ہیں۔

دراصل کانفرنس کے محرکین کو عورت کے معاملات سے کوئی ہمدردی نہیں۔ اگر فی الواقع ایسا ہوتا تو کشمیر' فلسطین' چیچنیا' بوسنیا' کوسوا' اراکان اور دیگر خطوں میں ہونے والی خواتین کی جبری عصمت دری کے خلاف ضرور آواز بلند کی جاتی۔ اسی طرح خواتین کے اور بھی کئی حقیقی مسائل ہیں مگر وہ ان کے ایجنڈے پر نہیں تھے۔ ان کی توجہ تو صرف ان خرافات پر مبذول رہی جس سے خود خواتین بھی تباہ و برباد ہوں اور ساتھ

معاشرہ بھی درہم برہم ہو کر رہ جائے۔

حیرت تو اس بات کی ہے کہ مغرب کی پریشان عورت اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں تلے پناہ ڈھونڈ رہی ہے مگر خود مسلمان عورت کو اس تباہی کی راہ پر جبراً اور حکماً ڈالا جا رہا ہے۔

خواتین کی تمام اداروں میں پچاس فیصد نمائندگی بھی اسی طرح ایک ناقابل عمل تجویز ہے۔ مثلاً اس حکم کے تحت جنرل پرویز مشرف صاحب نے بلدیاتی کونسل میں خواتین کی پچاس فیصد نمائندگی کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ خواتین کی عدم شرکت کی صورت میں یونین کونسل میں ان کی چاروں نشستیں خالی رکھی جائیں گی۔ دوسرے الفاظ میں یونین کونسل کے 8 افراد کے بجائے صرف 5 (مرد افراد) سے کام چلایا جائے گا۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ چند بڑے شہروں کو چھوڑ کر عام قصبوں اور دیہات میں عورت کسی دفتر' بینک' ڈاک خانے' ریلوے آفس وغیرہ میں نظر نہیں آتی۔ پھر یونین کونسل کے ممبر کی ذمہ داریاں' اس نوعیت کی ہوتی ہیں کہ عموماً عورت ان سے بخوبی عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ اس سے ترقی کی رفتار بھی سست ہو گی۔ مگر ساتھ مخلوط معاشرت سے بہت سی نئی الجھنیں پیدا ہوں گی۔

مسلم ممالک کو تو چھوڑیے خود مغربی ممالک کا کیا حال ہے۔ امریکہ کے پورے دور میں اب آکر ایک خاتون میڈلین البرائٹ وزیر خارجہ بن سکی ہے۔ اب تک کوئی خاتون امریکی صدر نہیں بن سکی۔ امریکہ کے ایوان نمائندگان میں بھی عورتوں کا تناسب صرف 2 فیصد ہے اور جرمن پارلیمنٹ میں صرف 7 فیصد۔ برطانیہ میں تناسب صرف 3 فیصد ہے۔ اس طرح انتہائی ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ معاشروں میں مجموعی طور پر عورت کی شرکت کی کثرت ہو گئی ہے۔ مگر مغربی ممالک میں تو نقشہ اس سے بہت بدلا ہوا ہے۔ جب حقائق کی دنیا اس فریب کا پردہ چاک کر رہی ہے تو اس کو پھر زبردستی یو این او کے کفر پر مبنی یہودی نظام کو مسلم ممالک پر مسلط کرنا بہت بڑی گمراہی نہیں تو اور کیا ہے؟

خاتون خانہ کے گھریلو کاموں اور تولیدی خدمات پر محنت کا معاوضہ :

یہ مطالبہ بھی انتہائی شرمناک ہے۔ عورت اپنے گھر کی ملکہ ہے تو مرد مشکل ترین کام کرتا ہے۔ یعنی باہر کے گرم سرد موسم کی تلخیاں اور صعوبتیں برداشت کر کے کما کر اپنی محنت مزدوری عورت کے ہاتھ پر لا کر رکھ دیتا ہے کہ وہ اس کو اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کرے۔ سارا نظم و نسق چلائے۔ کیا مرد اس کو اپنا مزدور سمجھ کر وہ رقم اس کے حوالے کرتا ہے؟ عورت اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہے' ان کو جنم دیتی ہے۔ تو اس کی اپنی نفسیات تسکین پاتی ہے۔ ہر عورت بچوں کے بغیر اپنے آپ کو غیر مکمل اور ادھوری سمجھتی ہے۔ اس کی ماتا کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ اس کے ہاں بچہ پیدا ہو' اس طرح اس کی ذات کی تکمیل ہو سکے۔ پھر اس کے بچے کو کوئی اور کیوں پالے۔ وہ اس کا لخت جگر ہے' اس کا گوشت پوست ہے' بچے کی خوشی اس کی اپنی ماں کی خوشی ہے' بچے کی بیماری سے خود عورت پژمردہ اور مضمحل ہو جاتی ہے۔ آخر وہ اپنے بچے کو جنم دینے اور پرورش کرنے میں اور اس کی تعلیم و تربیت کرنے میں جو فرحت اور سچی خوشی محسوس کرتی ہے' دنیا کی کونسی چیز ان کا نعم البدل بن سکتی ہے؟ کیا آپ حقیقی والدہ کو نوکر بنا کر رکھ دینا چاہتے ہیں۔ جذباتی مطالبے کرنا' تحریریں اور مضمون لکھ دینا تو اور چیز ہے مگر زمینی حقائق بالکل مختلف ہیں۔ خصوصاً پاکستانی عورت تو اپنے معاشرے میں بہت زیادہ غالب اور ہمہ مقتدر ہے کہ مرد اپنی ساری کمائی لا کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے اور پھر اپنی چھوٹی موٹی ضرورت کے لئے بھی عورت سے وقتاً فوقتاً مانگتا رہتا ہے۔

اب خود سوچ لیں کہ مسلمان خاتون کے لئے ماں بننے کا اعزاز پھر تربیت اطفال کی ذمہ داری دنیا میں سکون و طمانیت کا باعث ہے اور عاقبت میں عظیم اجر و ثواب کا باعث۔ اس کی جگہ دفتروں میں ملازمت کر کے یا مرد سے اس خدمت کا معاوضہ طلب کر کے چند سکے حاصل کر لینا باعث فخر و اعزاز ہے؟ یا اس کی ماتا کے منہ پر زبردست طمانچہ؟

اور یہ جو سیکس فری معاشرہ قائم کرنے کی بات ہے کیا وہ مرد ہونے یا عورت

ہونے کا شعور ہی ختم کر دینا چاہتے ہیں؟ یہ شعور یا جبلت تو حیوانوں میں بھی موجود ہے۔ نر جانور مادہ جانور کو خوب جانتا پہچانتا ہے۔ مادہ جانور اپنی خلقی و جبلی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوتی ہے اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ عورت ہر وہ کام کر سکتی ہے جو مرد کرتا ہے اس لئے ان میں کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہئے تو پھر بھی یہ ایک مہمل اصطلاح ہے۔ کیا واقعی عورت مرد کی محتاج نہیں ہے۔ کیا واقعی عورت ہر وہ کام کر سکتی ہے جو مرد کرتا ہی۔ اور کیا واقعی مرد بھی وہ کام کر سکتا ہے جو عورت کی ذمہ داری قدرت نے بنادی ہے؟ یا پھر اس سے مراد خواتین ہم جنس پرست' مرد ہم جنس پرست اور شادی کئے بغیر ساتھ رہنے والے جوڑے ہیں' جو جنس کی ہر ذمہ داری سے آزاد رہنا چاہتے ہیں۔ کم از کم راقمہ کو اس اصطلاح کا مفہوم سمجھ میں نہیں آسکا۔ یا اس سے مراد مخنث حضرات کا معاشرہ پیدا کرنا مقصود ہے' جو صرف ناچ گانا اور اچھل کود ہی جانتا ہو۔ نہ وہ مردوں کی سی ذمہ داریاں ادا کر سکے' نہ عورتوں کے فرائض انجام دے سکے اور اس طرح تمدن کو زبردست تباہی سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔ غالباً اسی لئے زنا کی آزادی اور اسقاط حمل کی آزادی طلب کی جارہی ہے اور ہم جنس پرستی کو فروغ دیا جارہا ہے۔

دستاویز کا ایک نادر نکتہ شوہروں کے ہاتھوں بیویوں کی جبری عصمت دری ہے جس کو وہ Rape Marital کا نام دیتے ہیں۔ پھر شوہر کے ہاتھوں بیوی پر جنسی زیادتی سے نمٹنے کے لئے فیملی کورٹس کے ذریعے مناسب قانون سازی کر کے مردوں کو سزا دلوانے کی سفارش کی گئی ہے۔

پھر انہوں نے اسلام کے قانون وراثت پر خط تنسیخ پھیرنے کا سامان کیا ہے۔ دستاویز میں واضح طور پر ہدایات موجود ہیں کہ قانون سازی اور اصلاحات کے ذریعے جائیداد اور وراثت میں مرد و زن کے مساوی حقوق یقینی بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ یعنی عورت کو لازماً مرد کے مساوی وراثت دی جائے۔

پاکستانی وفد سے غیرت کے قتل کے بارے میں بحث مباحثہ ہوا۔ مگر پاکستانی وفد نے غیرت کے قتل کو جرم تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کا موقف یہ تھا کہ مغرب

میں بھی تو جذباتیت کے تحت قتل ہوتے ہیں مگر ان کو جرم تسلیم نہیں کیا جاتا۔ بعینہ ہمارے ہاں اس جذبات والے قتل کو غیرت کا قتل قرار دیا جاتا ہے لہذا یہ جرم نہیں ہو سکتا۔

کیا عورت مجرم عورت ہے جسے مرد کے بالمقابل کھڑا کیا جارہا ہے اور اس کے دل میں مرد کے خلاف زبردست نفرت ٹھونسی جارہی ہے۔ حالانکہ مرد اس کا باپ ہے' بھائی ہے' شوہر ہے اور بیٹا ہے۔ کیا وہ اپنے ان عزیز ترین رشتوں سے دستبردار ہونے کو تیار ہے۔ کیا وہ خود ہی باپ' بھائی' بیٹے کے کردار ادا کرلے گی؟ اس کی نفسیات اور اس کا جسمانی نظام تو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہونا ناممکن ہے تو پھر یہ ساری اچھل کود کیوں؟

مغرب نے اس بے روک ٹوک جنسی آزادی کے کچھ نتائج تو دیکھ ہی لئے ہیں' گھر برباد ہو گئے' بوڑھے ماں باپ اولڈ ہومز کی زینت بنے۔ بچے Day Care Centres میں پلنے لگے۔ بحر محبت دریاؤں کے کنارے ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ ہوٹل اور پارک آباد ہوئے۔ ہسپتالوں نے ولادت اور موت کا فریضہ سنبھال لیا۔ یہ تو صرف آزادی نسواں کا کچھ اعجاز ہے۔ اب عورت کو 50 فیصد نمائندگی دے کر اور اسقاط حمل و ہم جنس پرستی کا مزید بنیادی حق دے کر اسے طاقت ور بنانا مقصود ہے تو پھر یہ ڈراما کیا سین دکھائے گا؟ بقول اقبال ۔

نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد

اب عورتیں مرد کو درمیان سے نکال کر چند سکے تو کما لیں گی مگر یہ سکے اس کی عزت' آبرو' ناموس' تمدن' ثقافت' عفت و عصمت اور شرم و حیا جیسی اعلیٰ اقدار کا گلا گھونٹ دیں گے اور عالم انسانیت وسیع ترین جنگل کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔

مغرب میں تو یہ تمام بربادی فطری انداز میں آئی ہے مگر اب وہ اس تمام خانماں بربادی کو یو این او کے ذریعے ساری دنیا پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم اور ناانصافی ہے؟

کانفرنس کا انعقاد :

کانفرنس کا ایجنڈا تو سارا پہلے سے تیار ہو چکا تھا۔ اس موقع پر تو صرف 5 تا 10 منٹ کی نمائشی تقریروں میں اس ایجنڈے کی توثیق کرنا مقصود تھا۔ بہر صورت یہ کانفرنس 5 سے 9 جولائی تک منعقد ہوئی۔ اس میں مسلم ممالک شامل ہوئے۔ روزنامہ "نوائے وقت" 10 جولائی نے اس کے بارے میں لکھا "نیویارک میں عورتوں کے جنسی حقوق کے مسئلے پر اسلامی ممالک اور رومن کیتھولک ممالک ایک ہو گئے۔ جنسی حقوق (جن کا نام بیجنگ کانفرنس میں بدل کر بنیادی حقوق قرار دیا گیا تھا) میں اسقاط حمل اور مرضی سے بچے جننے کا حق بھی شامل ہے۔ ایران' لیبیا' سوڈان اور پاکستان کے علاوہ رومن کیتھولک ملکوں کی طرف سے بھی اس کانفرنس میں شدید تنقید کی گئی۔ محض اس لئے کہ انہوں نے اس دستاویز کی مخالفت کیوں کی؟ "غیرت کے قتل" کے موضوع پر بھی خوب بحث ہوئی مگر بہر حال اس کو جرم تسلیم کرنے کی بھرپور مخالفت کی گئی۔ (روزنامہ 'نوائے وقت' 10 جولائی 2000ء)

چنانچہ یہ کانفرنس شدید مخالفت کے باعث کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر ہی ختم ہو گئی۔ صرف عورتوں کی تعلیم اور بہتر صحت کی سہولتوں پر ہی اتفاق رائے ہو سکا۔ حسن اتفاق یہ ہے کہ خود رومن کیتھولک چرچ نے بھی ابتداء ہی سے بیجنگ کانفرنس کے ایجنڈے کی مخالفت کی تھی۔ چنانچہ اس کانفرنس میں بھی انہوں نے جنسی آزادی اور اسقاط حمل جیسے فضول ایجنڈے کی کھل کر مخالفت کی۔ علاوہ ازیں عوامی جمہوریہ چین نے بھی ان سفارشات کی مخالفت کی۔ چنانچہ کانفرنس سے واپسی پر خواتین کی صوبائی وزیر شاہین عتیق الرحمان نے رپورٹ پیش کی۔

"چین اور کیتھولک عیسائی ممالک نے بھی مسلم ممالک کے موقف کی اس بنیاد پر بھرپور حمایت کی کہ عالمی کانفرنس میں مسلم ممالک کی حمایت سے مغربی این جی اوز کی اسقاط حمل اور جنسی آزادی کی سفارشات مسترد کروائی گئیں۔ لابنگ سے پاکستانی عورت کے خلاف کیا جانے والا پراپیگنڈہ غلط ثابت کیا۔ ہمارے وفد کو ہر سطح پر بھرپور نمائندگی

ملی۔ بھارت کے مقابلے میں ہمارا سرکاری وفد اگرچہ مختصر تھا مگر اپنی کارکردگی کی بدولت یہ وفد کانفرنس پر چھایا رہا۔ ہم نے کانفرنس میں بتایا کہ پاکستانی عورت پر تشدد اور دباؤ کے الزامات بالکل غلط ہیں۔ یہ محض پراپیگنڈہ کا حصہ ہیں۔ ہماری عورت ترقی کی دوڑ میں شامل ہے۔ اسے تمام بنیادی حقوق اور شہری آزادیاں حاصل ہیں۔"

این جی اوز' پروگرام کی کاروائی میں حصہ لینے کے بجائے ذاتی گفتگو میں مصروف رہنے کے باعث ناکام ہو گئیں۔ (روزنامہ 'نوائے وقت' 16 جون 2000ء)

بہر حال اس پانچ روزہ کانفرنس میں 180 ممالک شامل ہوئے۔ پورا وقت طویل بحث مباحثے ہوتے رہے۔ بیشتر مندوبین کو جنسی آزادی' اسقاط حمل اور نو خیز نابالغ بچوں کو جنسی تعلیم دینے کے نکتوں پر اتفاق نہ تھا۔ اس طرح منتظمین کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی کہ وہ تمام شقوں پر جلد ہی ممبر ممالک سے دستخط کرالیں گے۔

چنانچہ اس موقع پر این جی اوز نے اتفاق رائے سے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اور جن امور کو آج متنازعہ فیصلہ قرار دیا گیا ہے بالآخر وہ دنیا بھر سے ان مطالبات کو منوانے میں جلد کامیاب ہو جائیں گے۔

مقام غور و فکر :

گزشتہ خواتین کانفرنسوں میں اسلامی حکومت کے نمائندوں نے اپنی مذہبی تعلیمات' عقیدے اور ایمان کے صریحاً منافی احکام کی مزاحمت نہیں کی تھی بلکہ چند تحفظات کا اظہار کر دینا کافی خیال کیا۔ جبکہ موجودہ کانفرنس کا ایجنڈا اس کفریہ نظام کو جبراً رکن ممالک پر مسلط کرنا تھا۔ لہذا دینی جماعتوں' علماء اور امت کے اہل و فکر و نظر اصحاب نے اپنی اپنی حکومتوں کو خوب سمجھایا اور بغیر سوچے سمجھے اس کانفرنس کے ایجنڈے پر دستخط کرنے کے خطرناک عواقب سے ان کو آگاہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آن پہنچی۔ اس طرح یہ شیطانی اور یہودی منصوبہ وقتی طور پر اپنی موت آپ مر گیا۔ فالله الحمد۔ مگر اس کے خلاف طویل منصوبہ بندی کرنا بہت ضروری ہے۔ اقوام متحدہ کے نمائندے بار بار اس

ایجنڈے کو ہمارے سروں پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ جس طرح اقلیتوں کے مسئلے پر' توہین رسالت کے موضوع پر' قتل غیرت کے نام پر' دہشت گردی کے خاتمے کے عنوان سے بار بار ہم سے مطالبے کئے جاتے ہیں اور ان موضوعات پر ہونے والی پیش رفت کا سوال بار بار مختلف فورمز سے اٹھایا جاتا ہے بعینہ جنسی آزادی' اسقاط حمل اور پچاس وفیصد خواتین کی نمائندگی کے مسائل بار بار اٹھائے جاتے رہیں گے۔ لہذا ہمیں مسلسل بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔

(۱) اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہمارے ہاں غور و فکر کے مختلف فورم بنیں جہاں محض نقاریر نہ ہوں۔ ان عالمی اداروں میں پیش آنے والے عالمی چیلنجز کا جواب ہم ٹھوس انداز میں دے سکیں۔ یہ فرض ہم پر امت مسلمہ کے فرد کی حیثیت سے بھی عائد ہوتا ہے اور ایک عام مسلمان کی حیثیت سے بھی۔ ٹھوس بنیادوں پر کام کرنے کے سوا ہم ان طوفانوں کا رخ نہیں موڑ سکتے۔

اگر موثر مزاحمت نہ ہوئی تو یہ انسانیت دشمن ایجنڈا "تمہاری بربادی کے مشورے ہیں' یو این او کے ایوانوں میں" کے مصداق ہماری موت کا پیغام ہوگا۔ جب مسلمانوں کو جبراً اسلام اور اسلامی تعلیمات سے روک کر عالمی سطح پر نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ عراق و کیوبا جیسی اقتصادی پابندیاں طاقت کا استعمال جیسے ہتھکنڈے استعمال کئے جائیں گے کہ۔

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

وہ نیکی' بدی' گناہ' ثواب' حلال' حرام کے بجائے نئے عالمی فرمان کے مطابق وہی صواب ماننا پڑے گا جسے امریکہ صحیح کہے گا اور جسے وہ غلط کہے گا سب اسے غلط ماننے پر مجبور ہوں گے۔

(۲) ہمارے ہاں ہندوانہ رسم و رواج کی وجہ سے بلاشبہ عورت بہت سے مصائب کا شکار ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کی محرومیاں دور کی جائیں اور اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں ان کے بارے میں رائے عامہ بیدار کی جائے۔ عورت کے ساتھ

عمومی رویے بہتر بنائے جائیں۔ تعلیم، صحت اور وراثت، حق ملکیت، حسن سلوک، انتخاب زوج جیسے حقوق جو اسلام نے اسے عطا کئے ہیں فی الواقع عورت کو یہ حقوق دے کر اس کی عزت و آبرو کا احترام کیا جائے۔ اس کے مقام و مرتبہ کو معاشرے میں بحال کیا جائے۔

(۳) اسلام نے عورت کو جو بہترین حقوق دیئے ہیں، خود اپنے معاشروں میں اور بین الاقوامی فورمز میں ان کی وضاحت اور خوبصورتی سے پیش کی جائے۔ آج کی مسلمان عورت کو اپنے دین، اخلاقی اقدار اور علم کے ہتھیار سے مسلح ہو کر اپنے اسلاف سے رشتہ جوڑتے ہوئے اعتماد سے قدم اٹھانا ہوں گے تاکہ آنے والی صدی میں خواتین سے متعلقہ چیلنجز کا علمی اور عملی دونوں سطح پر موثر جواب دیا جا سکے۔

(۴) نیو ورلڈ آرڈر جاری کرنے کے بعد سے امریکہ ہر ممکن مسلم ممالک کو الگ الگ دبا رہا ہے۔ اس کو احساس ہے کہ اس کے اس آرڈر کو صرف اسلام ہی چیلنج کر سکتا ہے۔ اس لئے امریکہ اور یہودی مسلمانوں کو مسلسل کمزور کرنے اور تقسیم در تقسیم کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ لہذا جلد از جلد مسلمانوں کو متحد ہو کر اپنی یونین قائم کرنی چاہئے۔ یا تو سلامتی کونسل میں اپنی اکثریت کی بناء پر دو تین مستقل ووٹ حاصل کریں وگرنہ پھر اپنا مسلم بلاک الگ تشکیل دیں۔ اپنے کردار اور جہاد کے ذریعے اپنا لوہا منوائیں۔ اور اتحاد کے ذریعے نہ صرف اپنے دین کا تحفظ کریں بلکہ دکھی انسانیت تک اسلام کا جان بخش اور روح پرور پیغام پہنچائیں۔ اسلام کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے کا توڑ کریں، اپنی نیوز ایجنسی قائم کریں۔ اپنا مسلم ٹیلی ویژن نیٹ ورک قائم کریں۔ مظلوم بھائیوں کی مدد کے لئے بین الاقوامی مسلم فوج تشکیل دے کر ہر جگہ دشمن کا بھرپور مقابلہ کریں۔ یہی راستہ ہمارے لئے سرخ روئی اور کامیابی کا ضامن ہے۔

مقام مسرت ہے کہ اس موقع پر پاکستان کا سرکاری وفد اس بات پر ڈٹا رہا کہ وہ اپنی اسلامی روایات کے خلاف کوئی ایجنڈا قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ اسلام میں خواتین کی سیاسی و معاشی ترقی کے لئے نمایاں کردار موجود ہے۔ محترمہ زبیدہ جلال نے اس عزم کا بھی اظہار کیا کہ ہم اس مسئلے پر او آئی سی کے تمام رکن ممالک کو بھی اعتماد میں لے رہے

ہیں تاکہ اس معاشرے کی روایات ہم پر مسلط نہ کی جا سکیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت اپنے اس عزم پر قائم رہتے ہوئے پوری اسلامی دنیا کو مغرب کی بڑھتی ہوئی ثقافتی اور تہذیبی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرے اور یہ وعدے صرف صفحہ قرطاس کی زینت نہ بنیں بلکہ ان کو عملی جامہ پہنا کر مسلم امت کی حقیقی فلاح و بہبود کا کام سرانجام دیا جائے۔

☆......☆......☆

سنا ہے میں نے غلامی سے امتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذتِ نمود میں ہے!
(اقبالؒ)

سخت باریک ہیں امراضِ امم کے اسباب
کھول کر کہیئے تو کرتا ہے بیاں کوتاہی!

گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن کے پس پردہ عزائم

ماہنامہ "ساحل" کراچی نے گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن کی موجودہ عالمی مہم اور پاکستان میں حکومتی اختیارات کی مقامی سطح پر منتقلی کے پروگرام کا جائزہ لیتے ہوئے اس سلسلہ میں دو اہم تجزیاتی رپورٹیں شائع کی ہیں جنہیں "ساحل" کے شکریہ کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ دینی جماعتوں کے قائدین اور کارکنوں سے بطور خاص ہماری گزارش ہے کہ وہ ان رپورٹوں کا گہری سنجیدگی کے ساتھ مطالعہ کریں اور اس اہم مسئلہ پر رائے عامہ کی راہنمائی کی طرف فوری توجہ دیں۔ (ادارہ)

عصر حاضر کے مغربی استعمار کی دو نئی اصطلاحات "گلوبلائزیشن" اور "لوکلائزیشن" اس وقت پاکستان کے ہر پڑھے لکھے فرد کا موضوع گفتگو ہیں۔ ان اصطلاحات کی ایک خاص تاریخ، خاص پس منظر، خاص فلسفہ اور خاص تہذیب ہے۔ اس پس منظر سے واقفیت کے بغیر یہ اصطلاحات بظاہر نہایت بے ضرر، غیر مہلک، تیر بہ ہدف اور نہایت کار آمد نظر آتی ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ المیہ یہ ہے کہ پاکستان میں لکھنے پڑھنے کی روایت مدتوں پہلے دم توڑ چکی ہے لہذا میدان صحافت میں اب دانشور باقی نہیں رہے بلکہ اب صرف ڈھنڈروچی اور طبلچی قسم کے لوگ باقی رہ گئے ہیں جو ہر نئے خیال، نئی لہر، نئے لفظ، نئی اصطلاح کو بے سوچے سمجھے اس بد قسمت قوم کی روٹھی ہوئی قسمت سے وابستہ کر دیتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ "مقامیت" کی اصطلاح کے ضمن میں ہمارے اخبارات جنرل تنویر نقوی کی حمایت سے بھرے پڑے ہیں، حمایت کرنے والوں

کو یہ اندازہ ہی نہیں کہ ضلعی حکومتیں کس قیامت کی خبر لائیں گی اور اس کے نتیجے میں پاکستانی کی قومی ریاست کیسے ریزہ ریزہ ہو گی۔ "ساحل" ان اصطلاحوں کے حوالے سے خصوصی اشاعت پیش کر رہا ہے تاکہ قارئین کو ان اصطلاحات کا تاریخی پس منظر' اس کا فلسفہ' اس کے مقاصد' اہداف اور منزل کی بابت تفصیل سے معلومات مہیا کر دی جائیں۔ لوکلائزیشن اور گلوبلائزیشن کے عالمی استعماری منصوبے نئے نہیں ہیں' تاریخ کے سفر میں وقتاً فوقتاً ایسے منصوبے ماضی میں بھی ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔

انیسویں صدی میں انگریز نے بالکل اسی طرح پر پہلے ہماری مرکزی ریاست کو کمزور اور بالآخر تباہ کیا تھا۔ اس صدی کے نوابوں اور راجاؤں کی پالیسیوں اور رجواڑوں کو مغل سلطنت کے مقابلے میں کھڑا کیا گیا تھا۔ مرکزی ریاست سے اختیار چھین کر نوابوں کو بااختیار بنانے کی حکمت عملی کے ذریعے اصل اختیارات ریاستوں کو منتقل نہیں ہوئے بلکہ انگریزی استعمال کو منتقل ہوئے۔ اس طرح آج پاکستانی ریاست سے اختیارات چھین کر مقامی سطح پر منتقل کرنے سے مقامی حکومتیں مضبوط نہیں ہوں گی بلکہ یہ اختیارات اصل میں عالمی استعمار اور اس کے اداروں کو منتقل ہو جائیں گے۔ ضلعی حکومت ایک کاروباری ادارے کی طرح کام کرے گی جس میں حاکم' آجر اور عوام خریدار ہوں گے۔

لوکلائزیشن کا مطلب یہ ہے کہ مرکزی ریاست تمام خدمات کی فراہمی کے عمل سے دستبردار ہو جائے اور اس کی ذمہ داری ضلعی اور تحصیل کی سطح کی مقامی حکومتوں کو منتقل کر دی جائے۔ مقامی حکومتیں ان خدمات کو منافع کے حصول کے لئے انجام دیں اور حکومت کے بجائے تجارتی ادارہ بن جائے۔ جکارتہ میں پانی کا نظام ایک ملٹی نیشنل کمپنی نے خرید لیا ہے جس کے بعد پانی بھی منافع پر بکا رہا ہے اور لوگ مہنگا پانی خریدنے پر مجبور ہیں۔ ضلعی حکومت کے نتیجے میں اختیارات مرکزی حکومت سے نچلی سطح پر منتقل ہونے کے بجائے تمام اختیارات ملٹی نیشنل کمپنیوں اور بین الاقوامی بینکوں کو منتقل ہو جاتے ہیں۔ گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن ایک سکے کے دو رخ ہیں کیونکہ دونوں اعمال کے ذریعے اصل اختیارات مرکزی ریاست سے عالمی استعماری اداروں اور ملکوں کو

منتقل کر دیئے جاتے ہیں۔ حکومت نے ضلعی حکومتوں کے قیام کے پہلے مرحلے میں ملک کے منتخب اضلاع میں بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے۔ ضلعی حکومتیں کیا ہیں؟ اس نظام حکومت کا فلسفہ کیا ہے' اس کی تاریخ کیا ہے' اسے سمجھنے کے لئے ہمیں عالمی استعمار امریکہ اور اس کی حلیف عالمی مالیاتی طاقتوں یعنی آئی ایم ایف' عالمی بینک اور دیگر مالیاتی اداروں کے فلسفے' اصطلاحات اور مغربی تہذیب اور اس کے فلسفہ تاریخ کو اچھی طرح سمجھنا ہوگا۔ اسے سمجھے بغیر ہم ضلعی حکومت جیسے بظاہر بے ضرر معاملات کو سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔ عموماً ہمارے دینی اور سیاسی حلقوں کی جانب سے ضلعی حکومت کے منصوبے کی منظم اور مضبوط مخالفت ابھی تک نہیں کی گئی' بلکہ اسے اختیارات کی نچلی سطح تک تقسیم کے مغربی فلسفے کے تناظر میں ایک عظیم الشان پیش قدمی سمجھا جا رہا ہے مگر دینی جماعتوں کی جانب سے ضلع کی سطح پر مرد اور خواتین کے لئے مسوی نشستوں کے اعلان کی بھرپور مذمت کی گئی ہے جس کا مقصد Edfeminization کے ذریعے خاندانی نظام کو تہس نہس کرنا ہے' مغرب کے کسی ملک میں نچلی سطح پر کسی انتخابات میں بھی جنس کی بنیاد پر نشستوں کی تقسیم نہیں ہے' ہر جنس کو اختیار ہے کہ وہ انتخابات میں آزادانہ حصہ لے مگر ہمارے حکمراں مغرب سے کئی قدم آگے بڑھ کر ریاستی جبر کی طاقت سے عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے مدمقابل لا کر مقابلے کی کیفیت پیدا کر کے معاشرے سے اخلاقی اقدار کو رخصت کرنا چاہتے ہیں' عورتوں کو گھروں سے جبراً نکال کر ترغیب و تحریص کے تحت اپنے جال میں گرفتار کر کے انہیں مردوں کے شانہ بشانہ لانے کا بنیادی مقصد گاؤں اور تحصیل کی سطح پر آج بھی موجودہ مضبوط خاندانی نظام کو تہ و بالا کرنا ہے جس کے نتیجے میں مغربی تہذیب کو غلبہ حاصل ہو' عالمگیریت (گلوبلائزیشن) کے بعد مقامیت (لوکلائزیشن) کے حوالے سے مغربی تہذیب کا زبردست ہتھیار سمجھتا ہے' اس سلسلے میں ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری اور علی محمد رضوی' کے مضامین معلومات کے نئے دریچے وا کرتے ہیں۔ ان مضامین سے صورت حال کا ایک ایسا رخ سامنے آئے گا جو ابھی تک خاص و عام لوگوں سے مخفی ہے۔

ضلعی حکومتوں کا عالمی استعماری منصوبہ

(علی محمد رضوی)

اس مضمون میں ہم گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن کے استعماری منصوبوں کو اس طرح سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ پاکستانی ریاست کو تباہ کرنے کی استعماری کوششیں ہم پر واضح ہو سکیں۔ آخر میں ہم استعمار کے ان منصوبوں کا مقابلہ کرنے کے لئے چند تجاویز بھی پیش کریں گے۔

استعمار کا منصوبہ کیا ہے؟

اکیسویں صدی کا مغربی استعمار چاہتا ہے کہ قومی ریاستیں کمزور ہوں۔ قومی ریاست کو کمزور کرنا استعمار کے معاشی اور دفاعی استحکام کے لئے ضروری ہے۔ یہ حکمت عملی بیسویں صدی کی استعماری حکمت عملی سے مختلف ہے۔ بیسویں صدی میں استعمار نے تیسری دنیا میں مضبوط ریاستوں کے قیام کو برداشت ضرور کیا تھا۔ آج استعمار مضبوط قومی ریاستوں کو برداشت نہیں کر سکتا اس کی معاشی وجہ یہ ہے کہ سرمایہ داری کے لئے سرمایہ کا بلاروک ٹوک بہاؤ آج انتہائی اہم ہو چکا ہے۔ مضبوط ریاست سرمایہ کے اس بہاؤ پر روک ٹوک عائد کر سکتی ہے۔ اس قسم کی پابندیاں سرمایہ داری نظام کی بلند و بالا عمارت کو انتہائی آسانی کے ساتھ زمین بوس کر سکتی ہیں۔ اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آج مغربی ممالک میں نوجوانوں کی تعداد انتہائی کم ہو چکی ہے۔ آج مغربی آدرشوں کے لئے جان دینے والا کوئی نہیں رہا ہے ایسے میں مغرب لمبی زمینی جنگیں لڑنے کے لئے نااہل ہوتا جارہا ہے۔ مضبوط قومی ریاستوں کا وجود مغرب کے لئے دفاعی خطرہ بن چکا ہے۔ ان ہی دونوں وجوہات کی بنیاد پر آج کا استعمار مضبوط قومی ریاستوں سے خائف ہے اور انہیں کمزور کرنا چاہتا ہے۔ موجودہ دور میں کسی بھی ریاست کی قوت کے دو سرچشمے ہوتے ہیں۔

(۱) اعلیٰ سیاست (۲) ادنیٰ سیاست

(۱) اعلیٰ سیاست (High Politics) یعنی اعلیٰ سیاست سے مراد ہے۔ ریاست کا اندرونی وبیرونی معاملات' تعلقات کی ہر سطح پر مکمل کنٹرول ہے۔ دراصل سیاست علیا کا مطلب ہے کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی' معاشی پالیسی اور دفاعی پالیسی ہے۔ کوئی بھی ریاست اسی حد تک قوی یا کمزور ہوتی ہے جس حد تک وہ اپنی خارجہ پالیسی' معاشی پالیسی اور دفاعی پالیسی کو مشکل کرنے' چلانے اور ان کو عملی جامہ پہنانے میں آزاد ہوتی ہے۔

(۲) ادنیٰ سیاست (Low Politics) پر ریاست کا مکمل کنٹرول۔ سیاست ادنیٰ میں وہ تمام خدمات شامل ہیں جو تمام جدید ریاستیں کچھ عرصہ قبل تک اپنے عوام کو فراہم کرنا اپنے مقصد وجود کا حصہ سمجھتی تھیں۔ ان خدمات میں بجلی وپانی کی فراہمی سے لے کر سڑکوں کی تعمیر تک تمام خدمات شامل ہیں۔ ریاست ان خدمات کی فراہمی منافع کے حصول کے لئے اور مارکیٹ کے نقطہ نظر سے نہیں کرتی ہے بلکہ اس کو بنیادی ذمہ داری اور بنیادی خدمت سمجھ کر بجا لاتی ہے۔ کسی بھی ریاست کو (موجودہ دور میں) اپنے عوام پر کنٹرول اور ان کی تابعداری اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب تک وہ یہ خدمات اپنے عوام کو فراہم کرتی رہتی ہے۔ اگر کسی ریاست سے یہ بنیادی خدمات فراہم کرنے کی ذمہ داری چھین لی جائے تو اس ریاست کا اپنے عوام پر کنٹرول اور ان کی تابعداری کا حصول ناممکن ہو جائے گا۔

موجودہ ریاست کی طاقت اور کمزوری کے جو دو بنیادی اصول ہم نے اوپر بیان کئے ہیں ان کا تعلق ریاست کے وظائف سے ہے۔ اب اگر ساختی اور ہیئتی نقطہ نظر سے دیکھیں تو موجودہ دور میں وہی ریاستیں مضبوط اور طاقتور ریاستیں ہوں گی جو جغرافیائی لحاظ سے وسیع ہوں' آبادی کے اعتبار سے گنجان اور پھلتی پھولتی ہوں۔ آبادی کی لحاظ سے اور جغرافیائی لحاظ سے چھوٹے ممالک موجودہ دور میں کمزور ممالک ہوں گے اور وہ بیرونی معاشی اور دفاعی مخالفین کے آگے بے بس ہوں گے۔ مندرجہ بالا تمہید کے نتیجہ میں اب ہم اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ استعمار کے ان منصوبوں کو کوئی نام دے سکیں۔ استعمار کے مندرجہ ذیل تین منصوبے ہیں۔

(الف) گلوبلائزیشن' (ب) لوکلائزیشن' (ج) شہری حکومتوں کا قیام

الف) گلوبلائزیشن کیا ہے؟

گلوبلائزیشن کا مقصد یہ ہے کہ مرکزی ریاست سیاست اعلیٰ (High Politics) سے دستبردار ہو جائے۔ مثلاً اگر پاکستان کے تناظر میں اس بات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو گلوبلائزیشن کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ پاکستانی ریاست خارجہ پالیسی' معاشی پالیسی اور دفاعی پالیسی کی تشکیل کے اپنے حق سے دستبردار ہو جائے اور ان ذمہ داریوں کو امریکی استعمار اور اس کی گماشتہ آلہ کار تنظیموں' منصوبوں اور معاہدوں مثلاً ورلڈ بینک' آئی ایم ایف' ڈبلیو ٹی او' سی ٹی بی ٹی وغیرہ کو منتقل کر دے۔ ظاہر ہے کہ خارجہ پالیسی' معاشی پالیسی اور دفاعی پالیسی کی تشکیل کے وظائف استعمار کو منتقل کر دینے کے بعد پاکستانی ریاست ایک مجبور' لاچار اور لاغر بے بس ریاست رہ جائے گی جو استعمار کے کسی بھی منصوبہ کی مخالفت کرنے کے قابل نہیں رہے گی۔ پاکستان انہی معنوں میں استعمار کی باج گزار اور محتاج ریاست بن جائے گی جن معنوں میں آج خلیج کی ریاستیں استعمار کی باج گزار اور محتاج ریاستیں بن چکی ہیں۔

ب) لوکلائزیشن کیا ہے؟

لوکلائزیشن کا مطلب یہ ہے کہ مرکزی ریاست خدمات کی فراہمی کے عمل سے دستبردار ہو جائے اور اس کی ذمہ داری ضلعی اور تحصیل کی سطح کی مقامی حکومتوں کو منتقل کر دی جائے۔ ان مقامی حکومتوں کو چلانے کی ذمہ داری محض منتخب نمائندوں کی نہ ہو بلکہ ورلڈ بینک کی ڈویلپمنٹ رپورٹ برائے 2000ء کے مطابق اس میں "پرائیویٹ سیکٹر' این جی اوز اور سول سوسائٹی کے دوسرے عناصر (مثلاً سیکولر مفکرین' مدبرین اور ماہرین حضرات) کو بھی شامل ہونا چاہئے۔ اسی لئے جنرل مشرف کے پروگرام میں عورتوں اور غیر مسلموں کے لئے مخصوص نشستیں اتنی بڑی تعداد میں رکھی گئی ہیں۔ دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ مقامی حکومتیں ان خدمات کو بطور خدمت کے انجام نہ دیں بلکہ

منافع کے حصول کے لئے دیں۔ مقامی حکومتیں منافع کے حصول کے لئے کمپنیاں بن جائیں جن کا مقصد شہریوں کو بنیادی سہولتیں نفع نقصان کے اصول سے بالاتر ہو کر دینا نہ ہو بلکہ زیادہ سے زیادہ منافع کا حصول ہو۔ مقامی حکومتیں اپنے شیئر اور بانڈ دوسری کمپنیوں کی طرح مارکیٹ میں بیچنے کے لئے پیش کریں گی۔ خدمات کے سارے نظام کو پرائیویٹائز کیا جائے گا اور اس کی بڑی خریدار ملٹی نیشنل کمپنیاں ہوں گی۔ اس کی مثال جکارتہ میں ہمارے سامنے آئی ہے جہاں فراہمی آب کا سارا نظام ایک ملٹی نیشنل کمپنی نے خریدا ہوا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اختیارات مرکزی حکومت سے فی الواقع مقامی ضلعی حکومتوں کو منتقل نہیں ہوتے ہیں بلکہ اصل اختیارات ملٹی نیشنل کمپنیوں کو اور بین الاقوامی بینکوں کو منتقل ہوتے ہیں۔ انہی معنوں میں ہم کہتے ہیں کہ گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں کیونکہ دونوں اعمال کے ذریعے اصل اختیارات مرکزی ریاست سے استعمار کو منتقل ہوتے ہیں۔

ج) شہری حکومتوں کا قیام:

گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن کا حتمی ہدف سنگاپور اور ہانگ کانگ کے طرز کی شہری حکومتوں کا قیام ہے۔ سنگاپور، ہانگ کانگ، پاناما، مکاؤ، کوسٹاریکا جیسے علاقے شہری ریاستوں / حکومتوں کی حقیقت واضح کرتے ہیں۔ یہ تمام شہری مقامی حکومتیں عالمی سرمایہ داری کی تابع مہمل ہوتی ہیں اور اعلیٰ سیاست یعنی خارجہ پالیسی، دفاعی پالیسی اور عمومی معاشی پالیسی کے مسائل سے ان حکومتوں کے قیام کے ساتھ ہی ان کی ریاستوں اور ان کے شہریوں سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی ہے۔ یہ شہری ریاستی حکومتیں کم اور منافع کے حصول میں تگ و دو کرنے والی کمپنیاں زیادہ ہوتی ہیں اور ان کے شہری، شہری کم اور خریدار زیادہ ہوتے ہیں۔ کراچی، لاہور، حیدر آباد، پشاور کو مضبوط پاکستان کا دل و جگر نہیں ہونا چاہئے جو جہاد کشمیر، جہاد افغانستان اور استعمار کے خلاف جدوجہد کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکیں بلکہ ان کو ایسی کمپنیوں کا روپ دھارنا چاہئے جو سرمایہ داری کے شیطانی کھیل کا ایک حصہ ہوں۔ شہری حکومتوں کے قیام کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ملکوں کو

توڑا جائے (گو کہ یہ بھی ایک صورت ہے) بلکہ اختیارات عالمی اداروں اور مقامی سطح پر اس طرح منتقل کئے جائیں گے کہ مرکزی ریاست صرف نام کی ریاست رہ جائے گی جس کا واحد مقصد عالمی اداروں کی پالیسیوں کا نفاذ رہ جائے گا۔

طریقہ کار:

گلوبلائزیشن' لوکلائزیشن اور شہری حکومتوں کے قیام کے اس استعماری منصوبے کو سمجھنے کے بعد اب موقع ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے کیا ذرائع ہیں۔ ذیل میں ہم مختصراً ان عملی اقدامات کو ترتیب وار بیان کریں گے جو استعمار اور اس کے ذیلی ادارے ہماری ریاستوں کو کمزور کرنے کے لئے ہم پر مسلط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

☆ استعمار اور اس کے گماشتے یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس کے یہ استعماری منصوبے اس وقت تک شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتے جب تک حرص و حسد ہمارے معاشرے میں قابل قبول نہ بن جائیں۔ حرص و حسد کو عام کرنے کا سب سے اہم ذریعہ حقوق انسانی ہیں۔ حقوق انسانی کے ذریعہ ان اجتماعی اداروں' صف بندیوں اور برادریوں کو منتشر کیا جاتا ہے جو روایتی طور پر ہمارے معاشروں میں حرص و حسد کے فروغ میں حائل رہی ہیں اور جو ہمارے معاشروں میں قربانی' ایثار اور وفا کا سرچشمہ ہے۔ خاندان کے تباہ ہونے کے نتیجہ میں ہر فرد معاشرہ میں یکا و تنہا رہ جاتا ہے۔ ایسے افراد کے لئے سرمایہ کا بندہ بن جانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ استعمار ہمارے معاشروں میں ایسے ہی افراد کی تشکیل کے لئے کوشاں ہے۔ اس سلسلہ میں استعمار کی پروردہ این جی اوز خاص کردار ادا کر رہی ہیں۔

☆ خاندانی نظام کو تباہ کرنے کا سب سے اہم ہتھیار حقوق نسواں کی تحریک ہے۔ عورتوں کو حرص و حسد کا بندہ بنائے بغیر اور انہیں گھر سے نکالے بغیر استعمار کے لئے ناممکن ہے کہ ہمارے معاشرے میں سرمایہ اور استعمار کی بالادستی قائم کر سکے۔ حقوق

نسواں کی تمام تحریکیں ہمارے معاشرے اور ثقافت کو تباہ کرنے کی تحریکیں ہیں۔ حقوق نسواں کی تمام تحریکیں ہمارے معاشرے میں محبت' ایثار و وفا کو ختم کر کے حرص و حسد کو عام کرنے کی تحریکیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ استعمار کی گماشتہ این جی اوز کو حقوق نسواں کی سب سے زیادہ فکر ہے۔ جنرل مشرف کی موجودہ حکومت اس معاملے میں استعمار کی کھلی حلیف ہے۔ اس نے آزادیٔ نسواں ی [illegible] استعمار کی گماشتہ خواتین کو اپنی سیکورٹی کونسل اور کابینہ میں شامل کیا ہے اور پیش آمدہ بلدیاتی انتخابات میں کثیر تعداد میں خواتین کی نشستیں مخصوص کی ہیں۔ خواتین کو بازار و سیاست کی رونق بنا کر ہمارے معاشرے کی جڑیں کھوکھلی کی جا رہی ہیں اور ہمیں استعمار کے لئے نوالہ تر بنایا جا رہا ہے۔ عورتوں کو سرمایہ کا غلام بنانے کے لئے اہم ترین پروگرام فیملی پلاننگ اور عورتوں کی معاشرتی ترقی کے پروگرام ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ عورت ماں بننے سے انکار کر دے اور بازار میں عام اجناس کی طرح اس کی بولی لگائی جائے تاکہ سرمایہ داری پاکستانی معاشرے میں اپنے اثرات گہرے کر سکے۔

☆ دفاعی اور خارجہ پالیسی کے محاذ پر استعمار کی یہ کوشش ہے کہ پاکستان اپنا نیوکلیئر پروگرام ترک کر دے۔ پاکستان کو ایٹمی صلاحیتوں سے پاک علاقہ (Nuclear Free Zone) بنا دیا جائے۔ دفاعی اخراجات میں ہر سال مسلسل کمی کی جائے۔ جنرل مشرف نے ہندوستان کے دفاعی بجٹ میں تیس فیصد اضافہ کے مقابلے میں پاکستانی بجٹ میں کٹوتی کی ہے۔ فنانشل ٹائمز کے نامہ نگاروں کے مطابق جنرل صاحب نے دفاعی بجٹ میں سے سات ارب روپیہ کاٹ کر اپنی غربت مٹاؤ مہم کے لئے مختص کر دیا ہے۔ یہ سب کچھ دراصل آئی ایم ایف اور عالمی بینک کے ایجنڈے کے عین مطابق ہے۔ جس کا مقصد ریاست و معاشرت کی ہیئت کو تبدیل کرنا ہے۔

☆ چونکہ امریکہ علاقہ میں چینی بالادستی کو کم کرنے کے لئے بھارت کو مضبوط کرنا چاہتا ہے اس لئے استعمار پاکستان کی حکومت پر مسلسل دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ کشمیر کے جہاد سے دستبردار ہو جائے اور علاقہ میں بھارت کی بالادستی قبول کر لے۔

☆ اس طرح امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان جہاد افغانستان اور کسی قسم کی جہادی سرگرمیوں کی اعانت میں ملوث نہ ہو۔ "دہشت گردی" (جہادی سرگرمیوں) کے خاتمے کے لئے امریکی کوششوں سے معاونت کرے۔ جہادی تحریکوں پر پابندی لگائی جائے' مساجد و مدارس سے جہاد کا درس ختم کر کے سرکاری اسلام کا پرچار کیا جائے جو امریکہ کے لئے قابل قبول ہو۔

☆ پاکستان کو معاشی طور پر تباہ کرنے اور اسے استعمار کا باج گزار بنانے کے لئے اسے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی معاشی پالیسیوں کو اپنانے پر مجبور کیا جا رہا ہے' اس معاشی پالیسی کے اہم نکات یہ ہیں کہ آزاد مارکیٹ اور آزاد تجارت کے اصولوں کو قبول کر لیا جائے۔ ملکی اثاثوں کو کوڑیوں کے داموں فروخت کر دیا جائے (اس کا نام پرائیویٹائزیشن ہے) معاشی پالیسی پر سے حکومت کا کنٹرول ختم کر دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ عالمی بینک کی آزاد معیشت کی پالیسیاں کسی بھی ملک کی معیشت کی تباہی کا سامان ہیں۔ لاطینی امریکہ اور افریقہ کے دسیوں ممالک میں ان پالیسیوں پر عمل کیا گیا اور اس کے ذریعہ پھلتی پھولتی معیشتوں کو تباہ کر دیا گیا۔ عالمی بینک کی ان پالیسیوں پر عمل کرتے رہنے کا واحد مطلب معاشی خودکشی کا ارتکاب ہوگا جس کا واحد نتیجہ پاکستانی معیشت اور پاکستانی ریاست کی تباہی کی صورت میں منتج ہوگا۔

☆ شہری قوتوں کو مرکزی ریاست کے مقابلے میں کھڑا کر کے مرکزی ریاست کو کمزور کرنا۔ خدمات کی فراہمی کے سارے نظام کو مرکزی حکومت سے لے کر مقامی شہری حکومتوں کو سونپ دینا۔

☆ ڈبلیو ٹی او کے قوانین قبول کر کے ملٹی نیشنل کمپنیوں کو یہ حق دینا کہ وہ اندرونی ذرائع وسائل خدمات (Domestic Services Resources) کا بلا روک ٹوک استعمال کر سکیں۔

☆ ماحولیاتی قوانین کے نفاذ کے نام پر پانی' بجلی اور دوسری خدمات کا نظام ملٹی نیشنل کمپنیوں کے سپرد کر دیا جائے۔ مقامی حکومتیں سرمایہ داری اور استعمار کی آلہ کار بن

جائیں۔

☆ لوگوں کو سرمایہ داری کا حلقہ بگوش بنانے کے لئے "غربت مکاؤ" پروگرام نما فلاحی ادارے بنائے جائیں۔

☆ گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن کے نام پر ریاست کی مرکزی شکست و ریخت کے اس سارے عمل کو ایک نئے آئین کے ذریعہ تحفظ فراہم کیا جائے جس کو بدلنے کا اختیار کسی کو حاصل نہ ہو۔

ہماری مرکزی ریاست کو کمزور کرنے کے یہ تازہ منصوبے کوئی نئے منصوبے نہیں ہیں۔ انیسویں صدی میں انگریز نے بالکل اسی طرز پر پہلے ہمارے مرکزی ریاست کو کمزور اور بلآخر تباہ کیا تھا۔ انیسویں صدی کے نوابوں اور راجاؤں کی پالیسیوں اور راجواڑوں کو مغل سلطنت کے مقابلے میں لا کھڑا کیا گیا تھا اور اس طرح انتظامی اختیارات مرکزی ریاست سے ان راجواڑوں اور ریاستوں کو منتقل ہونے لگے تھے۔ اسی طرح انگریز نے مرکزی ریاست کی اعلیٰ سیاست یعنی خارجہ پالیسی' دفاعی اور معاشی پالیسی کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ ان دونوں ذرائع سے اختیارات اصل میں انگریز کو ہی منتقل ہو رہے تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ مرکزی ریاست سے اختیار چھین کر نوابوں کو بااختیار بنانے کی حکمت عملی کے ذریعے اصل اختیارات ریاستوں کو منتقل نہیں ہوئے بلکہ استعمار کو منتقل ہوئے ہیں۔ اسی طرح آج پاکستانی ریاست سے اختیار چھین کر مقامی سطح پر منتقل کرنے سے مقامی حکومتیں مضبوط نہیں ہوں گی بلکہ یہ اختیارات اصل میں استعمار کو منتقل ہوں گے۔ جس کی بناء پر پاکستان کی ریاست استعمار کی مخالفت کرنے کے قابل نہیں رہے گی۔

ایک مضبوط پاکستان کیوں؟

ہم لوکلائزیشن اور گلوبلائزیشن کے نام پر پاکستانی ریاست کو تباہ کرنے کے ان استعماری منصوبوں کو یکسر طور پر رد کرتے ہیں۔ ہم پاکستان کو ایک مضبوط جہادی اور اسلامی ریاست بنانا چاہتے ہیں۔

☆ جو جہاد افغانستان کی پشتیبان ہو۔
☆ کشمیر میں جہاد کی حمایت کرتی ہو۔
☆ استعمار کی ہر چال کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

اس لئے کہ پاکستانی کوئی قوم نہیں ہے بلکہ پاکستانی ملت اسلامیہ کا ہر اول دستہ ہے۔ پاکستان کو قومی ریاست بنانا اور پاکستانیوں کو قوم بنانا' پاکستان کی تباہی کا سامان ہے۔ گلوبلائزیشن' لوکلائزیشن' شہری حکومتوں کا قیام وغیرہ سیکولرازم کا جدید مظہر ہیں جبکہ پاکستان اور سیکولرازم دو متضاد عمل ہیں جن کے ملاپ کا کوئی جواز پیش نہیں کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان کو ایک سیکولر قومی ریاست بنانے کی تمام کوششیں پاکستان کو تباہ کرنے اور استعمار کی طفیلی ریاست بنانے کا ذریعہ ہیں۔ اسرائیلی رہنمابن گوریان نے فلسطین کو نہیں' عربوں کو نہیں بلکہ پاکستان کو اسرائیل کا دشمن نمبر ایک قرار دیا تھا۔ استعمار کے دل میں جس طرح پاکستان کھٹکتا ہے کوئی اور ملک نہیں کھٹکتا۔ کیونکہ پاکستان یہود و ہنود کی راہ میں حائل ایک مضبوط چٹان ہے۔

پاکستانی ریاست کو تباہ کرنے کے ان استعماری عزائم کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک عوامی تحریک (جس کی رہنمائی متحدہ اسلامی قیادت کرے) جلد از جلد برپا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس قیادت کا معاشی لائحہ عمل ان اصولوں پر مشتمل ہو:

☆ غیر ملکی قرضوں کی ادائیگی سے فوری انکار کر دیا جائے۔
☆ ایک جہادی معیشت کا قیام جس کی بنیاد حکمت عملی دفاعی پیداوار کے لئے مجموعی پیداوار میں اضافہ کو بنیاد کے طور پر استعمال کرنا ہو۔
☆ تمام مالی اداروں کو اسلامی و جہادی اصولوں کے ماتحت کرنا' آزاد زرعی پالیسی کا خاتمہ اور سرمایہ کی گردش پر کڑی نگرانی کا قیام۔
☆ غذائی اجناس کی پیداوار میں جلد از جلد خود کفالت۔

ریاستی لائحہ عمل:

☆ بلدیاتی انتخابات کا متفقہ اور شرح صدر کے ساتھ بائیکاٹ ہو۔

- ☆ جمہوری اداروں اور جمہوری عمل سے برات کا اعلان ہو۔
- ☆ اسلامی انقلاب کی عوامی سطح پر پیش بندی اور پیش رفت ہو۔

سماجی لائحہ عمل:

- ☆ مسجد و مدرسہ کو عوامی سطح پر فعال بنایا جائے۔
- ☆ مسجد کی تھانہ پر بالادستی کو قائم کیا جائے۔
- ☆ حکومتی عمل داری سے آزاد متفقہ دارالافتاء کا قیام

تیری دوا نہ جنیوا میں ہے' نہ لندن میں
فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے!
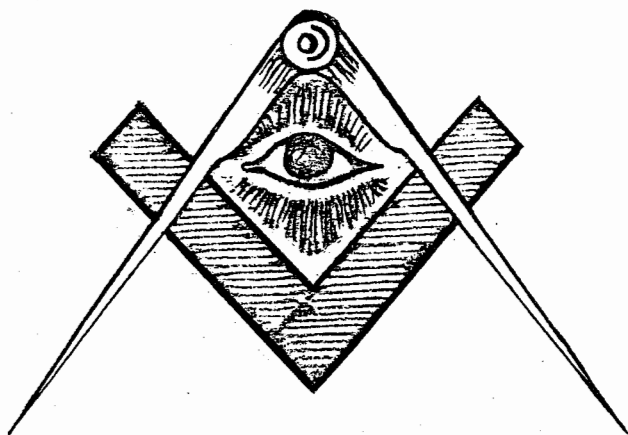
ضلعی حکومتیں،
پاکستانی ریاست کے خلاف خطرناک سازش

(ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری)

اس مضمون میں تحریکات اسلامی کے کارکنان اور قائدین کی خدمت میں دو گزارشات پیش کی گئی ہیں:

- ☆ تمام اسلامی جماعتیں متفقہ طور پر بلدیاتی انتخابات کا بائیکاٹ کریں۔
- ☆ تمام اسلامی جماعتیں لوکلائزیشن کے پروگرام کو اصولاً رد کر کے مرکزی ریاست کو کمزور بنانے کی اس استعماری چال کو ناکام بنائیں۔
- ☆ تمام اسلامی جماعتیں نفاذ شریعت اور اعانت جہاد کے دو نکاتی پروگرام پر متفق ہو کر عوامی مہمات کے ذریعہ اہل دین کو متحرک اور منظم کریں۔

ہم کہاں کھڑے ہیں؟

1987ء میں جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے پاکستان نے قومی اور صوبائی انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ وقت نے ثابت کر دیا کہ یہ ایک بالکل درست اور نہایت مفید فیصلہ تھا' اس کے تین بہت بڑے فائدے حاصل ہوئے۔

(ا) اسلامی سیاسی قوتیں موجودہ مقتدر سیاسی قوتوں سے الگ ہو گئیں۔ آج جب ہم یہ بات کہتے ہیں کہ ہمارا موجودہ ظالم سیاسی اور معاشی نظام میں کوئی حصہ نہیں ہے تو اس بات کو جھٹلانا مشکل ہو جاتا ہے۔ انقلاب کی کامیابی کی ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ نئی انقلابی قوتیں عوام کی نگاہ میں موجودہ نظام اقتدار میں ملوث نہ ہوں۔ صرف اسی صورت میں نئی انقلابی قوتوں سے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ ایک نیا نظام اقتدار مرتب کرنے کی اہل ہیں۔ ایرانی انقلاب اور تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ میں یہی بنیادی فرق تھا کہ آیت اللہ خمینی کی 1962ء سے جاری جدوجہد کے نتیجے میں ایرانی علماء شاہ کے نظام سے تقریباً یکسر

کٹ گئے تھے۔ جب کہ پی این اے کی قیادت میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو مقتدر طبقے کا جزو لاینفک سمجھے جاتے تھے۔ 1997ء کے انتخابات کے بائیکاٹ کے فیصلے کے نتیجے میں آج ہم وہیں کھڑے ہیں جہاں تحریک اسلامی ایران 1970ء کے اوائل میں تھی۔ 1997ء کے بعد جماعت اسلامی پاکستان' جمعیت علمائے پاکستان' سپاہ صحابہؓ اور بہت سی دیوبندی تنظیموں نے ثابت کر دیا کہ اقتدار سے باہر رہ کر اسلامی قوتوں کو مجتمع کر کے حکومت پر موثر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے۔ نیوکلیئر پروگرام' جہاد کشمیر اور افغان جہاد کا تحفظ اس ہی وجہ سے ممکن ہوا کہ اسلامی قوتیں ریاستی اقتدار سے باہر منظم تھیں اور اپنی طاقت متحرک کرنے کے لئے انہیں ریاستی ذرائع کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر اسلامی قوتیں ریاستی اقتدار میں ملوث ہوتیں تو نہ (Mass organization) ممکن ہو سکتی اور نہ (Mass Mobilization)۔

1997ء کے انتخابات کا بائیکاٹ کر کے ہم نے پہلی مرتبہ جماعتی سطح پر جمہوریت کی حقیقت کا ادراک حاصل کیا۔ 1920ء سے جب جمعیت علمائے ہند قائم ہوئی' برصغیر کی تمام اسلامی سیاسی جماعتوں نے (سوائے جماعت اسلامی ہند) جمہوری عمل کو Mass Mobilization کا موثر ترین ذریعہ تصور کیا ہے۔ 1997ء کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ جمہوری عمل میں شمولیت کے ذریعہ رسوائی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جمہوری عمل کو رد کر کے ہی وسیع تنظیمی اور وسیع عوامی پذیرائی اسلامی بنیادوں پر ممکن ہو سکتی ہے۔ آج بہت سے علماء اور زعماء اس بات کے قائل ہیں اور سپاہ صحابہؓ اور تحریک احرار نے اصولاً جمہوریت کو رد کیا ہے اور جمعیت علمائے اسلام میں بھی متعدد علماء جمہوری عمل کے مضر ہونے کا برملا اظہار فرماتے ہیں۔

استعمار اور اس کے پاکستانی حلیف اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ اسلامی قوتیں متحدہ ہو کر انقلابی سیاسی راہ اختیار کر رہی ہیں۔ اسلامی جماعتوں پر زور ڈالا جا رہا ہے کہ وہ مرکزی حکومت میں شامل ہوں۔ معیشت کو کاغذی سطح پر اسلامیانے کی مذموم سازش میں دینی مدارس اور تبلیغی جماعتوں کو ملوث کیا گیا ہے۔ بلدیاتی انتخابات اور لوکلائزیشن کا ایک اہم عنصر یہ ہے کہ اسلامی جماعتوں کو جمہوری عمل میں دوبارہ ملوث کیا جائے۔ اگر

استعماری اور سیکولر قوتیں اس میں کامیاب ہو گئیں تو اسلامی جماعتوں کو ان کی موجودہ پوزیشن سے اس مقام پر پھینک دیں گی جہاں اسلامی جماعتیں 1978ء میں ضیاء حکومت میں شمولیت کے وقت کھڑی تھیں۔ یہ ہماری ایک بڑی شکست ہو گی اور ہم عوامی حمایت کھو بیٹھیں گے اور عظیم وسعت پذیر تنظیمی کام اور عظیم عوامی پذیرائی کا کام مشکل سے مشکل تر ہو جائے گا۔

ڈیولیوشن (Devolution) کیا ہے؟

پاکستانی ڈیولیوشن منصوبہ' عالمی استعمار کے گلوبلائزیشن و لوکلائزیشن پروگرام کا حصہ ہے۔

لوکلائزیشن پروگرام کی حقیقت اور پاکستانی ریاست کو اس سے لاحق ہونے والے خطرات اس سلسلہ کے پہلے مضمون (ضلعی حکومتیں از علی محمد رضوی) میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہاں جنرل مشرف کی ڈیولیوشن اسکیم کی خصوصیات بیان کی جاتی ہیں۔

☆ ریاستی اقتدار کو چار سطحوں پر تقسیم کی اجائے گا۔ وفاق' صوبہ' ڈسٹرکٹ اور یونین کونسل۔

☆ رائے دہندگان کی عمر 21 سال سے 18 سال کر دی جائے گی۔

☆ ہر ڈسٹرکٹ اسمبلی مالی طور پر خود مختار ہو گی اور اس کے پاس آمدنی حاصل کرنے کے اختیارات ہوں گے۔ ڈسٹرکٹ حکومت مالی طور پر خود کفیل بنائی جائے گی۔

☆ ہر ڈسٹرکٹ اسمبلی میں دو غیر مسلم ممبر ہوں گے۔

☆ ہر ڈسٹرکٹ اسمبلی اپنی علیحدہ مانیٹرنگ کمیٹی تشکیل دے گی تاکہ عوام حکومتی عوامل میں شامل کئے جا سکیں۔

☆ ڈسٹرکٹ اسمبلی کے تحت مندرجہ ذیل شعبے ہوں گے:

(۱) صحت' (۲) تعلیم' (۳) تجارت و صنعت' (۴) قانون' (۵) رابطہ'

(۶) زراعت' (۷) مالیات' (۸) بجٹ اور منصوبہ بندی' (۹) ماحولیات'
(۱۰) جمہوری اداروں کا ارتقاء جمہوریت سازی' (۱۱) اطلاعات۔

☆ ڈسٹرکٹ حکومت ایک کاروباری ادارے کی طرح کام کرے گی' اس کے حاکم آجر کی حیثیت اختیار کر جائیں گے اور عوام کو خریدار سمجھا جائے گا۔

☆ ہر وہ شخص ڈسٹرکٹ' تحصیل اور یونین کونسل کا ممبر منتخب ہو سکے گا جو (۱) 25 سال سے زائد عمر کا ہو' (۲) نادہندہ نہ ہو' (۳) کنگال ہو' (۴) مجرم یا سزایافتہ نہ ہو۔

جیسا کہ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ یہ اسکیم خالصتاً غیر ملکی مشیروں اور این جی اوز کی ترجیحات کی غماز ہے۔ استعمار کی خواہش ہے کہ عوام کی توجہ ملی اور نظریاتی مسائل سے ہٹ جائے اور اغراض کی سیاست پورے معاشرتی اور ریاستی نظام کو اپنی گرفت میں لے لے۔ یہ معاشرہ اور ریاست کو سیکولر بنانے کا نہایت کارگر طریقہ ہے۔ اس حکومتی نظام کے نفاذ کے نتیجے میں مقامی آبادیوں کو غرض کی بنیاد پر منظم اور متحرک کیا جائے گا ہر شخص اور گروہ اپنے مادی مفادات کی جستجو کو اولیت دے گا اور پورا معاشرہ اور پورا سیاسی نظام سرمایہ دارانہ ذہنیت کو اپنا لے گا۔ حاکم آجر ہوں اور محکوم خریدار۔ ظاہر ہے کہ جہاں سیاست کو اس طریقہ سے بازاری بنا دیا جائے وہاں نظریاتی جماعتوں کا کوئی مستقبل نہیں ہو سکتا اور انہیں کوئی عوامی پذیرائی حاصل نہیں ہو سکتی۔

انڈونیشیا' ترکی اور ہندوستان کے دو صوبوں کرناٹک اور تامل ناڈو میں اس نوعیت کے بلدیاتی' سیاسی اور انتظامی نظام کا تجربہ کیا گیا ہے۔ ہر جگہ اس کا نتیجہ یہ رہا ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں' مغربی بینکوں اور عالمی سٹہ بازوں کی گرفت ان صوبوں اور شہروں پر نہایت مستحکم ہو گئی ہے۔ جکارتہ کا پورا شہری ترسیل آب کا نظام ایک امریکی یہودی کمپنی کے قبضہ میں ہے۔ کرناٹک کی صوبائی حکومت اپنے اخراجات کا 30 فیصد عالمی سٹہ بازاروں (Bond Markets) میں اپنے میونسپل بانڈ بیچ کر پورے کرتی ہے۔ ترکی کے دو صوبے آئی ایم ایف سے اپنے Structural Adjustment Programmes طے کر رہے ہیں جو

مرکزی حکومت کی معاشی حکمت عملی سے اصولاً متصادم ہیں۔

اسی نوعیت کی معاشی خود مختاری موجودہ پاکستانی ڈیولیوشن پروگرام میں تجویز کی گئی ہے۔ اگر یہ نافذ ہوتی ہے تو ڈسٹرکٹ اسمبلی District Assemblies کے اہلکاروں کا زیادہ وقت ملٹی نیشنل کمپنیوں اور مغربی بینکوں کی خوشامد کرتے گزرے گا' کیونکہ یہی ادارے وہ وسائل فراہم کر سکتے ہیں جو بلدیاتی اداروں اور ڈسٹرکٹ میونسپل کمیٹیوں کی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ اس نوعیت کی انتظامی تبدیلی کے بعد وفاقی اور صوبائی حکومتیں بتدریج وسائل کی فراہمی بھی کم کر دیں گی۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں این جی اوز کی قوت بے اندازہ طور پر بڑھ جائے گی۔

ڈیولیوشن پاکستان توڑنے اور امریکہ کی غلامی قبول کرنے کا پروگرام ہے' اس کے نتیجہ میں وفاق کمزور ہو گا کیونکہ دینی اور نظریاتی بنیادوں پر لوگوں کو منظم اور متحرک کرنے کے مواقع معدوم ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ وفاق کے مالی مسائل بھی محدود ہوں گے اور وفاق کے اختیارات بھی کم کیے جائیں گے۔ ایک فعال اور جہادی خارجہ پالیسی کا تو ان حالات میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حکومت کے پاس وہ وسائل ہی نہیں ہوں گے جن سے اعانت جہاد یا ریاست کا دفاع ممکن ہو۔ اسی کے ساتھ ساتھ وہ عوامی تائید سے بھی محروم ہو جائے گی جو جہادی خارجہ پالیسی کو جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام تو اغراض کی سیاست کے مکمل اسیر ہو چکے ہوں گے اور اپنے نمائندوں پر مسلسل یہ زور ڈال رہے ہوں گے کہ ملٹی نیشنل اداروں اور مغربی بینکوں اور ساہو کاروں سے اپنے سودے کریں جن سے بلدیاتی مسائل حل ہوں اور علاقہ میں خوشحالی آئے۔

اگر اسلامی جماعتوں نے آنے والے بلدیاتی انتخابات میں حصہ لیا تو وہ اپنا دینی تشخص کھو بیٹھیں گی۔ وہ عالمی سرمایہ دارانہ نظام میں ملکی شمولیت کا اسلامی جواز فراہم کریں گی' ان کے کارکن حقوق اور اغراض کی سیاست کے آلہ کار بن جائیں گے۔ وہ عوام سے قربانی مانگنے کے قابل نہ رہیں گے۔ کیونکہ وہ تو خود غرضی' مطلب پرستی' حرص و

حسد کو فروغ دینے والے بن جائیں گے۔ اسلامی کارکن دعوئ کریں گے کہ ایم کیو ایم' مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی ہم سے زیادہ اس بات کے اہل نہیں کہ عوام کے حقوق کا تحفظ کریں اور ان جماعتوں کی بہ نسبت اسلامی جماعتیں ملٹی نیشنل کمپنیوں' مغربی بینکوں اور آئی ایم ایف کے ساتھ زیادہ بہتر سودے کر سکتے ہیں۔ یہ اسلام کو نفس پرستی کا ذریعہ بنانے کا عمل ہے۔ اگر ہم نے بلدیاتی انتخابات میں حصہ لیا تو ہم وہ تمام فوائد کھو دیں گے جو ہم نے 1997ء کے انتخابات کا بائیکاٹ کر کے حاصل کئے تھے۔ اسلامی تحریکات آج سے بیس سال پیچھے دھکیل دی جائیں گی۔

اسلامی جماعتیں کیا کر رہی ہیں؟

اس کی تفصیل یونس قادری کے مضمون غیر سیاسی دینی جماعتیں اور سیاسی جماعتیں والے مضمون میں پیش کی گئی ہے۔ اجمالاً تین باتیں عرض ہیں۔

(ا) وقت کی اہم ترین ضرورت اسلامی جماعتوں میں اتحاد ہے۔ یہ اتحاد ایک دو نکاتی پروگرام پر ہو۔ ایک یہ کہ فی الفور نفاذ شریعت اور دوسرا اعانت جہاد۔

(۲) اس اتحاد میں اولاً جمعیت علمائے پاکستان' جماعت اسلامی' جمعیت علمائے اسلام' تحریک احرار اور سپاہ صحابہؓ شامل ہیں۔ کوشش کی جائے کہ ایک سال کے اندر دیگر تمام اسلامی جماعتیں بھی اس اتحاد میں شریک ہوں۔

(۳) سی ٹی بی ٹی پر کامیاب ریفرنڈم نے ثابت کر دیا ہے کہ عوام کی اسلامی عصبیت کو بروئے کار لانے کے لئے قومی مہمات نہایت کارگر ہو سکتی ہیں۔ ہمیں اگلی مہم غیر ملکی قرضوں کی تنسیخ کے لئے فی الفور شروع کر دینی چاہئے۔ یہ قرضہ دسمبر 2000ء میں ری شیڈول ہوگا۔ ہمیں ریاست پر زور ڈالنا چاہئے کہ وہ قرضوں کو ری شیڈول نہ کرے بلکہ ان کو Repudate (فسخ) کرے۔ اس طرح عالمی سرمایہ دارانہ گرفت کو کمزور کیا جا سکتا ہے۔

(۴) اتحاد اسلامی کو قیادت کی سطح تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ مساجد و

مدارس کو بنیاد بنا کر محلہ کی سطح پر حلال رزق کی فراہمی کی اسکیمیں شروع کی جائیں۔ یہ اسی نوعیت کی ہوں جو دارالارقم ملائیشیا' حزب اللہ لبنان اور جماعت اسلامی ہند مختلف اسلامی خطوں میں چلا رہی ہیں۔ ان اسکیموں کی دو خصوصیات ہیں۔ (۱) یہ روحانی ارتقاء اور سیاسی جدوجہد سے محترم ہوتی ہیں۔ (۲) یہ سود اور سٹہ کے بازار کا بدل پیش کرتی ہیں۔ ان کا مقصد تحریکات کے کارکنوں کو مالی طور پر خود کفیل بنانا ہے۔ جو لوگ تحریکات میں باضابطہ شامل نہیں ہیں' ان کو ان اسکیموں میں شامل نہیں کیا جاتا۔ یہ معاشرتی صف بندی کے کام کو روحانی تطہیر کے کام اور سیاسی جدوجہد کے کام سے مربوط کرتی ہیں اور معاشرتی کام کو سوشل ورک بننے سے روکتی ہے۔ اغراض کی بنیاد پر عوامی تحریک Mass Mobilization کو رد کرنے کا یہ موثر ذریعہ ہے۔

تحریکات اسلامی کو معاشرتی سطح پر ایسے ادارے بنانے چاہئیں جو ریاستی اداروں پر بالادستی حاصل کر سکیں۔ جمہوری اداروں میں شامل ہو کر یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہمیں پورے شرح صدر کے ساتھ جمہوری اور دستوری عمل کو رد کر دینا ہے' کیونکہ جمہوریت اور دستوریت ہی انقلاب کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

اگر اسلامی جماعتوں نے بلدیاتی انتخابات میں حصہ لیا تو وہ یقیناً ناکام ہوں گی۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔

ایک یہ کہ جو لوگ اغراض کی بنیاد پر متحرک ہوتے ہیں وہ دینی قوتوں کی طرف فطرتاً توجہ نہیں کرتے اور نہ اپنی مرضی کو اولیت کی بناء پر اسلامی جماعتوں کی طرف رجوع مند ہو سکتے ہیں۔ مشرف کی ڈیولیوشن کی اسکیم میں کوئی ایسی چیز نہیں جو عام قوم پرست' جاگیردار اور سرمایہ دار افراد کو نئے نظام میں شمولیت سے روکتی ہو۔ یہی لوگ اہل غرض کے فطری نمائندے ہیں اور ان ہی غرض مندوں کو بھاری تعداد میں منتخب کیا جائے گا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ برصغیر کی اسلامی جماعتیں حضرت قطب العالم امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کے فیض کا تسلسل ہے۔ حضرت حاجی صاحب ہمارے متفق علیہ شیخ

الطائفہ ہیں۔ آپؒ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ برصغیر کی تمام اسلامی جماعتیں محفوظ جماعتیں ہیں۔ یہ سیکولر نظام کو مستحکم کرنے کا ذریعہ نہیں بن سکتیں۔ حضرت شیخ امیر جہاد 1857ء تھے اور آپؒ نے بھی تحریک برپا فرمائی جو 1857ء سے 1920ء تک انگریز کی تمام دستوری اور جمہوری انتظامات کو رد کرتی رہی اور جہاد کو زندہ رکھنے کے لئے بیش بہا قربانیاں پیش کرتی رہی ہے۔ پاکستان کی اسلامی جماعتوں کا مستقبل بھی صرف اور صرف احیائے جہاد میں ہے۔ اگر ہم نے یہ راہ ترک کر دی تو۔

ہماری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

☆......☆......☆
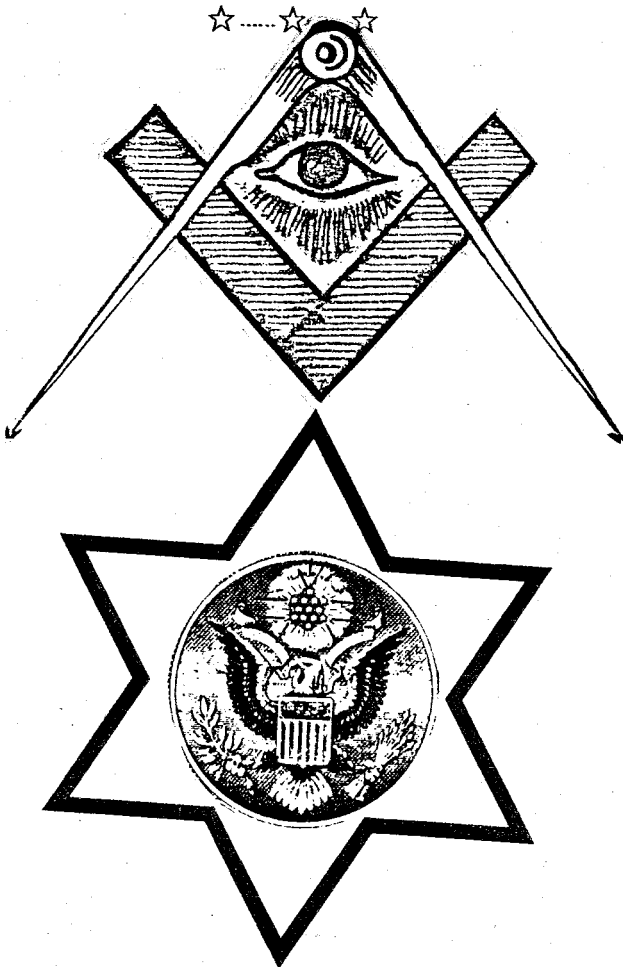
اقوام متحدہ کے مقاصد اور چارٹر پر ایک نظر

(مولانا سخی داد خوستی)

اقوام متحدہ کے مقاصد میں جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ پوری دنیا میں جنگ روکنا اور امن آشتی کی فضا پیدا کرنا وغیرہ' یہ خوشنما عناوین صرف لوگوں کو ورغلانے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ درحقیقت بات یہ تھی کہ دوسری جنگ عظیم میں چھ سال مسلسل بڑی طاقتیں اتحادی ممالک سمیت کرائے کے سپاہیوں اور تباہ کن اسلحہ کے ذریعہ سے انسانیت کو بربادی کا پیغام دیتی رہیں۔ بالآخر ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر قیامت صغرٰی برپا کر کے تصادم کو ختم کیا۔ اس کے بعد دوسری جنگ عظیم کے فاتحین (ظالمین) نے اپنی فرعونیت کو برقرار رکھنے اور پوزیشن کو مزید مضبوط کرنے کے لئے ایک تنظیم کی ضرورت محسوس کی تو اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے "اقوام متحدہ" کی تنظیم بنائی۔ اس وجہ سے انہوں نے "ویٹو پاور" کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور یوم تاسیس سے امروز تک اقوام متحدہ کو اسی مقصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔

اقوام متحدہ کا قانون ہے کہ اس کے ارکان میں پانچ بڑے طاغوتی ممالک یعنی امریکہ' روس' برطانیہ' فرانس اور چین سلامتی کونسل کے مستقل ممبر ہوں گے اور انہی کو "ویٹو پاور" کا حق حاصل ہوگا۔ ویٹو پاور کے معنی ہیں فیصلہ کن انکار کی قوت یعنی ان ممالک میں سے اگر کوئی ملک کسی قرارداد کے خلاف ووٹ دے دے تو اسے منظور نہیں کیا جا سکتا۔ یا بالفاظ دیگر ویٹو پاور کا مقصد یہ ہے کہ اگر دنیا کی تمام اقوام مل کر کسی مسئلہ پر متفق ہو جائیں لیکن ان پانچ ملکوں میں سے ایک انکار کرے تو پوری دنیا کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ گویا یہ پانچ مستقل ممبر دنیا کے کلی طور پر حکمران ہیں۔ سب قومیں ان کی یرغمالی ہیں۔ ویٹو پاور کا حق اکثر اسلامی ممالک کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے

کہ آج تک عالم اسلام کا کوئی مسئلہ اقوام متحدہ کے ذریعہ حل نہیں ہوا ہے بلکہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے سیاسی مسائل میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم بھی پانچ بتوں کی عبادت کرتی تھی۔ افسوس کا مقام ہے کہ آج اسلامی ممالک نے بھی اقوام متحدہ کے پانچ غاصبوں کے ویٹو پاور کو تسلیم کر کے اللہ تعالیٰ کے سپر پاور ہونے کا عملی طور پر انکار کر دیا ہے۔

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے مستقل ارکان نے 1968ء میں ایٹم کے عدم پھیلاؤ کے عنوان سے ایک معاہدے پر دستخط کئے جس کو این پی ٹی کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن ممالک نے 1968ء سے قبل ایٹمی قوت حاصل کی ہے صرف انہی کو ایٹمی قوت تسلیم کیا جائے گا۔ اس کے بعد یہ صلاحیت حاصل کر لینے والے ممالک کو بطور ایٹمی قوت تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس معاہدے میں نیز ویٹو پاور کو صرف پانچ بڑی قوت والے ملکوں کو دینے میں کیا حکمت ہے اور اس کے جواز کی کیا دلیل ہے؟ تو اس سوال کے جواب دینے سے پانچ بڑی طاقتوں سمیت دنیا بھر کے طواغیت قاصر ہیں سوائے اس کے کہ وہ طاقت ور ہیں اور دنیا کے معاملات میں اپنی اجارہ داری قائم رکھنا چاہتے ہیں اور اپنی بات منوانے کی پوزیشن میں ہیں۔ اگرچہ ان کی بات انتہائی غلط ہو۔ حالانکہ یہ معاہدہ جنگ روکنے کے بالکل منافی ہے کیونکہ یک طرفہ قوت ہی جنگ کی دعوت دینے کا ذریعہ ہے۔ مثلاً ماضی قریب میں امریکہ نے افغانستان پر کروز میزائل پھینکے تو افغانستان کے پاس بھی اگر ایسے بحری جہاز اور اس طرح کے میزائل ہوتے تو امریکہ ہرگز ایسا نہ کرتا۔ اس جارحیت کا سبب صرف مدمقابل کی کمزوری تھا۔ اس لئے جنگ روکنے کے لئے ہر ملک کے پاس ایٹمی قوت موجود ہونا ضروری ہے تاکہ قوت کے توازن کی وجہ سے تصادم نہ آ جائے جیسے کہ جنگ عظیم دوم کے بعد بڑی قوتوں کے آپس میں براہ راست تصادم نہ آنے کی وجہ یہی ہے کہ ہر ایک کے پاس ایٹمی ہتھیار کے انبار ہیں۔

حقوق انسانی چارٹر اور اسلام :

اقوام متحدہ کے حقوق انسانی چارٹر اسلام کے نصوص کے صریح خلاف ہے۔
چند نمونے ملاحظہ ہوں :

چارٹر دفعہ نمبر 1 : تمام انسان تکریم میں برابر ہیں۔

اسلام : قرآن مجید میں ہے۔ ترجمہ : "بے شک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ اکرام کا مستحق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔" تو معلوم ہوا کہ اسلام میں متقی اور غیر متقی تکریم میں برابر نہیں۔

چارٹر دفعہ نمبر 4 : غلامی اور غلامی کی تجارت اپنی تمام صورتوں میں ممنوع ہوگی۔

اسلام : غیر مسلم اقوام کے وہ افراد جو خالص اسلام دشمنی کی بناء پر مسلمانوں سے برسر پیکار ہوں اور معرکہ جہاد میں پکڑے جائیں تو وہ از روئے شریعت غلام ہیں' ان کی تجارت بالکل جائز ہے اور ان غلاموں سے اسلام کے بے شمار مسائل و فضائل وابستہ ہیں جو قرآن و حدیث میں مفصل بیان ہوئے ہیں۔

چارٹر دفعہ نمبر 5 : کسی شخص کو تشدد اور ظلم کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا اور کسی شخص کے ساتھ غیر انسانی اور ذلت آمیز سلوک نہیں کیا جائے گا یا ایسی سزا نہیں دی جائے گی۔

اسلام : چور کا ہاتھ اور ڈاکو کا ایک ہاتھ ایک پاؤں کاٹنا' شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا' قتل عمد میں قاتل کو قصاصاً قتل کرنا' شرابی اور قاذف کو شریعت کی طرف سے متعین کوڑے لگانا اور اس قسم کے دیگر حدود جو شریعت نے مقرر کیے ہیں ان سب کا نفاذ اسلامی حکومت پر ضروری ہے۔

چارٹر دفعہ نمبر 16 : پوری عمر کے مردوں اور عورتوں کو نسل' قومیت یا مذہب کی کسی تحدید کے بغیر باہم شادی کرنے اور خاندان کی بنیاد رکھنے کا حق حاصل ہے۔ شادی' دوران شادی اور اسکی تنسیخ کے سلسلے میں وہ مساوی حقوق رکھتے ہیں۔

اسلام : مسلمان مرد کو صرف مسلمان عورت یا کتابیہ عورت سے شادی کرنا اور مسلمان

عورت کو صرف مسلمان مرد سے نکاح کرنا جائز ہے بس۔ نیز تنسیخ نکاح جس کو شریعت کی اصطلاح میں طلاق کہا جاتا ہے کا حق صرف مرد کو حاصل ہے' عورت کو ہرگز حاصل نہیں۔

چارٹر دفعہ نمبر 18 : ہر شخص کو آزادی خیال' آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا حق حاصل ہے۔

اسلام : اتنی آزاد خیالی اور آزادی ضمیر ممنوع ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مقدس کتابوں اور اس کے پاک فرشتوں اور اس کے معصوم انبیاء اور صحابہ کرام کی توہین و تنقید تک بات پہنچے۔ نعوذ باللہ منھا۔ نیز مسلمان کو اسلام چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ خدانخواستہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو جائے اور سمجھانے پر بھی باز نہیں آتا تو فرمانِ نبویؐ کے مطابق اسے قتل کیا جائے گا۔

چارٹر دفعہ نمبر 19 : ہر شخص کو آزادی رائے اور آزادی خیال کا حق حاصل ہے۔

اسلام : ایسی تقریر و تحریر قطعاً ممنوع ہے جس سے اکثریت کے جذبات مجروح ہوتے ہوں اور امن و سکون غارت ہوتا ہو۔ نیز اسلامی ریاست میں غیر مسلم کو یہ اجازت نہیں کہ وہ مسلمانوں کو کفر کی دعوت دے کر مرتد بنائے۔

چارٹر دفعہ نمبر (1)21 : ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ براہ راست یا آزادی سے منتخب نمائندوں کے ذریعے اپنے ملک کی حکومت میں حصہ لے۔

اسلام : اسلامی ریاست میں غیر مسلم کو کلیدی عہدہ و منصب پر فائز کرنا جائز نہیں ہے البتہ نوکری و مزدوری کر سکتا ہے۔

چارٹر دفعہ نمبر (3)21 : عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتے وقتے سے اور اسے صحیح انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عالم گیر اور مساوی رائے دہندگی پر مبنی ہو۔

اسلام : اسلامی ریاست کی بنیاد مغرب سے درآمد شدہ جمہوریت پر رکھنا حرام ہے بلکہ اس کی بنیاد امارت و شورائیت پر ہوگی جس میں عوام کالانعام کی رائے کا کوئی

اعتبار نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی متعین وقفہ ہے بلکہ امیر کا انتخاب غیر متعین وقت کے لئے صائب رائے افراد کریں گے۔

چارٹر دفعہ نمبر 25(2): ماں اور بچے کو خصوصی توجہ اور مدد کا حق حاصل ہے' تمام بچے خواہ شادی کے نتیجے میں پیدا ہوں یا بغیر شادی کے پیدا ہوں' یکساں سماجی تحفظ سے بہرہ ور ہونے کا حق رکھتے ہیں۔

اسلام: کسی عورت کو بغیر شادی کے بچے پیدا کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر کوئی عورت ایسا کرتی ہے تو اسے اسلامی حدود کے تحت سزا ملے گی۔ ایسی بدکار عورت کو اسلام کوئی تحفظ فراہم نہیں کرتا۔

چارٹر دفعہ نمبر 27(1): ہر شخص کو آزادانہ طور پر معاشرے کی ثقافتی زندگی میں حصہ لینے' فنون لطیفہ (مصوری' رقاصی' موسیقی سے حظ اٹھانے ....) کا حق حاصل ہے۔

اسلام: اسلام میں مصوری' رقاصی اور موسیقی حرام ہونے کی وجہ سے ان سے حظ اٹھانے کا کوئی حق کسی کو حاصل نہیں بلکہ یہ افعال قطعی ممنوع ہیں' کرنے والے تعزیز کے مستحق ہوں گے۔

☆......☆......☆

تاک میں بیٹھے ہیں مدت سے یہودی سود خوار
جن کی روباہی کے آگے' ہیچ ہے زورِ پلنگ!

☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O وبہ نستعین O

سامراجی خطرات

از

محمد رحیم حقانی

(بشکریہ روزنامہ 'اوصاف' اسلام آباد' 25 ستمبر 2000ء)

اس وقت امریکہ پوری دنیا میں ایک عالمی سامراج کا کردار ادا کر رہا ہے۔ جس کے دل و دماغ میں عالمی یہود ہیں۔ عالمی سامراج تحریک کے مکمل طریقہ کار سے متعلق گفتگو کرنا چنداں آسان نہیں تاہم اس کے ایک اصولی طریقہ کار کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

یہ اصولی طریقہ کار Rationalism کہلاتا ہے جس کا مفہوم ہے تعقلیت' ریشنلائزیشن وہ عمل ہے جس سے ان کے نزدیک ریشنلزم کا قیام مقصود ہے۔ ریشنلزم کا مفہوم ہے عقل کو مذہب میں آخری فیصلہ کرنے والا قرار دینا اور ان تمام نظریات کو رد کرنا جو عقل سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ریشنلائزیشن کے تین فروغ مشہور ہیں۔

☆ سیکولرائزیشن (Secularisation)

☆ ڈیموکریٹائزیشن (Democratisation)

☆ کمرشلائزیشن (Commercialisation)

سیکولرائزیشن سے مراد ہے انسان کے فکر و نظر' معاملات' تہذیب' ثقافت اور تمدن کو عقیدہ اور دین سے منقطع کرنا یعنی اسے ریگولر Regular یعنی متشرع کی بجائے سیکولر بنانا۔ یہ ایک وسیع اور ہمہ جہت عمل کا نام ہے۔ سیکولرائزیشن کے لئے ہزاروں طریقے روبہ عمل لائے جاتے ہیں۔ سیکولرائزیشن کا نصب العین حقیقی سیکولرازم قائم کرنا

ہے۔ جو ریشنلزم کی لازمی شرط ہے۔ ڈیمو کریٹائزیشن کا مفہوم ہے نظم معاشرت کو اور بطور خاص سیاست مدنیہ کو عامی بنانا۔ اس کا مطلب نہ تو قطعاً آمریت کا خاتمہ کرنا ہے اور نہ عوام الناس کی رائے کا احترام کرنا بلکہ اس کا مطلب ہے کہ معاشرے کے ذہین صاحب علم اور ذمہ دار افراد یعنی اسلامی اصلاح میں اہل الرائے اور اہل فتویٰ کو بے دخل کر کے ایک ایسی عامی' عوامی یا جمہوری تنظیم قائم کرنا جس کے پردے میں یہودی ساری دنیا پر اپنی آمریت قائم کر سکیں۔ ڈیمو کریٹائزیشن کا نصب العین ڈیمو کریسی یعنی آج کل کی اصطلاح میں جمہوریت قائم کرنا ہے جو ریشنلزم کی دوسری بنیادی شرط ہے۔ کمرشلائزیشن کا مطلب ہے تمام انسانی زندگی اور اس زندگی کی تگ و دو کو مادیت میں محدود کر دینا۔ خدمات' جذبات حتیٰ کہ فطری خواہشات کو خالص مادی پیمانے کے اعتبار سے قابل تبادلہ یعنی بیع و شراء کے دائرے میں لانا اس کے تحت ہر چیز خدمت' جذبہ اور فطرت مادی اشیاء کی طرح مال ہو جاتی ہے اور قابل قیمت ٹھہرتی ہے لہذا قابل بیع و شراء ہو کر قابل تبادلہ ہو جاتی ہے۔

کمرشلائزیشن کی انتہا یہ ہے کہ دنیا میں کوئی شے 'خدمت' جذبہ اور فطرت ایسی باقی نہ رہے جو مال کی طرح قیمت نہ رکھتی ہو اور قابل تبادلہ بصورت بیع و شراء نہ ہو' کمرشلائزیشن کا ہدف ہے۔ دنیا میں پائے جانے والے تمام مادی' غیر مادی اور انسانی وسائل بشمول حیاتیاتی و جماداتی وسائل پر یہودیوں کی اجارہ داری قائم کرنا اور ساری دنیا کو اپنا غلام دائمی بنا لینا۔ کمرشلائزیشن کیلئے ہزاروں طریقے روبہ عمل لائے گئے ہیں۔ اقوام متحدہ کی ساری کاروائیاں' سلامتی کونسل کے فیصلے' اقوام متحدہ کی ذیلی تنظیمیں' عالمی مالیاتی فنڈ' عالمی بنک' دیگر بین الاقوامی ادارہ جات' اسلحوں کی تخفیف کی کارروائیاں' خاندانی منصوبہ بندی کی کوششیں' ماحولیاتی تحریکیں' اسقاط حمل کو قانونی قرار دینا' سب کی سب کمرشلائزیشن کی ذیلی شاخیں ہیں۔ حتیٰ کہ اپنی پسند سے اپنی موت کا فیصلہ کرنا اور میڈیکل سائنس کے وہ تمام تجربے اور ایجادات کی کوششیں جس میں انسانی جسم کی ہر چیز قابل استعمال اور قابل بیع و شراء ہو اسی کا حصہ ہے۔ چنانچہ فیملی پلاننگ' اسقاط حمل کو قانونی بنانا' اپنی پسند سے موت کے تجربات جسکے تحت انسانی اعضاء مصنوعی طور پر تیار کرنے کے

تجربات ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ مصنوعی جاندار بنانے کیلئے تجربات ہو رہے ہیں۔ دراصل اس کمرشلائزیشن کی انتہائی منزل پر پہنچنے کی کوشش ہے جہاں یہودی ایک عالم گیر طاقت کے اعتبار سے اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ کتنے لوگوں کو زندہ رہنا چاہئے۔ ساتھ ہی ساتھ ان کا منشاء آبادی کے سلسلہ میں وہی ہے جو سامان اور آلہ جات کا ہے یعنی اگر کسی وقت خاص میں انسانی وسائل کی زیادہ ضرورت ہے تو اتنے انسان پیدا کر لئے جائیں اور جب ضرورت نہ ہو تو انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی' مرغبانی (پولٹری فارمز) کے مراکز میں جو تجربات ہو رہے ہیں مثلاً وہ کسی دن ایک لاکھ چوزے نکالتے ہیں اگر پچاس ہزار بک سکے تو بقیہ پچاس ہزار کو برقی چولہوں میں جلا ڈالتے ہیں۔ اس لئے کہ پچاس ہزار کو ایک دن پالنا دوسرے دن نئے پچاس ہزار پیدا کرنے کے مقابلے میں مہنگا ہوتا ہے۔ اس کمرشلائزیشن کا حصہ ہے۔ دنیا میں یہودی گزشتہ دو ہزار سالوں سے کسم پرسی کی زندگی گزار رہے تھے۔ جو سراسر ان کی شامت اعمال کے سوا کچھ نہیں تھی یہودیوں کی زندگی عیسائی دنیا میں ناگفتہ بہ تھی عالم اسلام نے تو بہر حال ان کے ساتھ اخلاقی معاملہ کیا انہیں مواقع دیئے اور ان کے درپے آزاد کبھی نہیں رہے مگر عیسائیوں نے انتقاماً ان کے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔ قرون وسطیٰ کے آخری دور میں عیسائی دنیا میں آباد یہودیوں نے ایک گہری سازش کا جال بچھایا جس کے تحت انہوں نے گزشتہ سات سو سالوں میں بالآخر عیسائیت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ آج کی وہ دنیا جسے لوگ عالم عیسائیت کہتے ہیں اصل یہودیوں کی روندی ہوئی دنیا ہے۔

جب یہود عیسائیوں سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے مسلمانوں کا رخ کیا چنانچہ 1923ء میں ان کی سازش سے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ 1948ء میں فلسطین میں ایک غاصب ریاست اسرائیل کے نام سے ظہور میں آئی اس طرح 1991ء میں تاریخ اسلام کا تیسرا دردناک واقعہ رونما ہوا۔ یہ واقعہ تھا یہود و نصاریٰ کا عہد فاروقی کے بعد جزیرۃ العرب میں واپس آنا' مسلمانوں کے خلاف یہودی سازش بظاہر کامیاب نظر آتی ہے لیکن صورتحال کی تبدیلی بہر حال ویسی نہیں جس کی توقع یہودیوں نے کی تھی یہودی اس معاملے میں دھوکہ کھا گئے۔ انہوں نے ملت اسلامیہ کو عیسائیت پر قیاس کیا۔ انہوں نے

عظیم عیسائی سلطنت کا خاتمہ کیا۔ یہودیوں نے گزشتہ پانچ سو سالوں میں یورپ میں ہیومنزم (Humanism)' سیکولرازم (Secularism)' قومیت (Nationalism) اور جمہوریت (Democracy) کے نام پر خون کی ندیاں بہادیں اور عیسائیت کے ایک ایک عضو کو پارہ پارہ کر دیا۔ ان کا خیال تھا کہ عالم اسلام پر یہ حربہ کارگر ہوگا لیکن ان کا اندازہ غلط نکلا۔ بلاشبہ انہوں نے عالم اسلامی کے ہر علاقہ پر حملہ کیا تاہم ان سے ہماری نفسیات اور قرآن و سنت کے مزاج کو سمجھنے میں چوک ہو گئی۔ انہوں نے ملت اسلامیہ کا غلط اندازہ لگایا۔ جہاد افغانستان اور پھر طالبان کے اقتدار میں آنے کے بعد مغرب اسلام اور مسلمانوں کے خوف سے کانپ اٹھا ہے۔

مغرب نے گزشتہ دو سو سالوں میں اس بات کی پوری کوشش کی کہ ہمیں اندر سے تبدیل کر دیا جائے۔ یعنی جو دین اور اصول دین سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں وہ کہیں اور سے رہنمائی حاصل کریں۔ مغربی اصطلاحوں میں جو ریگولر ہیں وہ سیکولر ہو جائیں۔ انہوں نے ہمارے سیکولرائزیشن کی کوشش کی۔ سیکولرازم اور سیکولرائزیشن کی تحریک جو ساری دنیا میں چل رہی ہے' خالصتاً ایک یہودی تحریک ہے جو انہوں نے اپنے دشمنوں کو تباہ کرنے کے لئے برپا کی ہے۔ ہمارے ہاں یہ بات پھیلائی گئی کہ ہمارا تصور روایت و درایت محتاج اصلاح ہے اس میں نظر ثانی اور تبدیلی ہونی چاہئے اس بات کی کوشش کی گئی کہ زندگی کے ننانوے فیصد شعبے ایسے ہو جائیں جہاں مجرد عقل ہماری رہنما قرار پائے۔ اس وقت مغرب اسلام اور مسلمان کے تعلق سے نہایت پریشان ہے اس کی سمجھ میں نہیں آرہا کہ وہ عامۃ المسلمین کے دلوں سے اسلام کی بیخ کنی کے لئے کیا طریقہ اختیار کرے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے عالمی بنیاد پر کام کیا۔ اس کام پر مستشرقین کو مامور کیا۔ مستشرقین کی کوششوں سے آپ واقف ہوں گے۔ مغربی اقوام نے اسلام کی بیخ کنی کے لئے جتنا مطالعہ اسلام اور مسلمانوں کا کیا ہے ہم نے ان کا نہیں کیا ہے وہ کسی نہ کسی طریقے سے شعائر اسلام بالخصوص جہاد کا جذبہ مسلمانوں کے دلوں سے ختم کرنا چاہتے ہیں اور اسے ہر طرح کے وحشیانہ فعل قرار دے کر اس کے خلاف طرح طرح کے حربے بروئے کار لارہے ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں معلوم ہو چکا ہی کہ ان کی کوششیں بار آور

نظر نہیں آرہی ہیں عالم اسلام ان کی گرفت سے نکلا جارہا ہے۔ عالم مغرب میں اسلامی امور کے ایک بڑے ماہر برناڈلیوس (Bernard Lewis) جو ایک یہودی ہے' نے اپنے تازہ ترین مقالہ اسلام اور لبرل ڈیموکریسی میں ایک نئی تجویز پیش کی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اسلام اور مسلم ممالک مغربی جمہوریت کی طرف نہیں جا سکتے۔

دوسری طرف اسلامی بنیاد پرستی کو روکنا محال ہے بایں ہمہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم لبرل جمہوریت کو ان ملکوں میں ترقی دیں۔ ہاں اس لبرل جمہوریت کیلئے ہر آمرانہ طریقہ جائز نہیں مستحسن ہے۔

عالمی سامراج نے عالم اسلام کی امنگوں کو سرد کرنے اور اسے کنٹرول کرنے کے لئے مختلف طرح کے حربے اپنا رکھے ہیں۔ مغربی ایشیاء' مصر' الجزائر' تیونس' مراکش' انڈونیشیا کے حکمران کی تدبیریں اس کی مثال ہیں تاہم اسلام کو محدود کرنے کی ایک اہم کوشش وہ ہے جو وسط ایشیاء کے نو آزاد مسلم ملکوں' ازبکستان' ترکمانستان' قازقستان' تاجکستان' کرغیزیہ اور آزربائیجان میں یہودیوں اور کیمونسٹوں کی مدد سے کی جا رہی ہے' عالم اسلام میں اسلامی قوتوں کو دبانے کی کوششیں کم از کم تین قسموں کی ہیں۔

Neutralisation یعنی انہیں بے اثر بنانا Contaniment یعنی ان کی قوت و اثر کو محدود اور کمزور کرنا اور Marginalisation یعنی انہیں دھکیل کر کنارے کر دینا اس سلسلے میں ایک اور قسم کی کوشش بھی کی جاتی ہے جو نوعیت میں مذکورہ تین عوامل سے مختلف ہے۔ Aggressive Neautralisation یعنی جارحانہ طور پر بے اثر بنانا کہتے ہیں۔

درحقیقت آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے اس امت کی آزمائش مال ہے اس کی طرف سورۃ الکھف کی آیات 102 اور 103 اشارہ کرتی ہیں۔ انسانی تاریخ کا یہ آخری حصہ ہے غالباً یہی دجال کے فتنے کا دور ہے۔ اس کے بعد قیامت آنے والی ہے اس سلسلے میں دو باتوں کا ذکر کرنا ناگزیر ہے۔ پہلی بات یہ کہ امت کے خواص کے لئے ضروری ہے کہ وہ مغربی افکار و نظریات اور مغربی تہذیب و تمدن کو گہرائی سے سمجھیں۔ سرسری مطالعہ کر

کے اس کے گرویدہ نہ ہو جائیں تصور مال پر قائم ہے۔ مغرب کی یہ تہذیب تجارت Trade سے شروع ہو کر تجارتی حلقے Guid Bank تجارتی استعماریت Commercial Colonialism استعماری ملوکیت Colonial Imperialism سے ہوتی ہوئی کلی تجارت Total Commercialisation تک پہنچتی ہے۔ آج کی مغربی تہذیب جس کی سربراہی حیثیت قوم یہودیوں کے ہاتھوں میں ہے اور حیثیت ملک امریکہ کے ہاتھوں میں کا کلچر استہلاکیت Consumerism ہے اس کا مفہوم ہے کہ دنیا میں پائی جانے والی ہر شے' ہر خدمت اور ہر جذبہ قابل بیع و شراء ہے۔ آپ سب نے سنا ہو گا کہ مغرب میں کسی بھی شے کا جواز Relevance اس بات پر مبنی ہے کہ وہ کس قدر پیداواری ہے۔ لہذا بوڑھے ماں باپ اور وہ بچے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے جو پیداواری نہیں مغرب پر بوجھ ہیں لہذا ان کا رجحان اب اس طرف ہے کہ ایسے لوگوں کو زندہ رہنے نہ دیا جائے چنانچہ بوڑھوں اور بوڑھیوں کے لئے وہ اس کی راہ خودپسند کردہ موت کے ذریعے نکالنا چاہتے ہیں۔ اور وہ بچے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کے لئے وہ تو اسقاط حمل Abortion کو قانونی قرار دے کر راستہ نکال ہی چکے ہیں دنیا رفتہ رفتہ اسی استہلاکیت Consumerism کا حصہ بنتی جارہی ہے لوگوں کو عام احساس تھا کہ جنگ عظیم دوم کے بعد دنیا سے استعماریت ختم ہونے لگی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کل کی استعماری ملوکیت استہلاکی استعماریت میں بدل چکی ہے۔ کل کی استعماریت کی بنیاد بہت حد تک فوج اور حکمرانوں کی براہ راست موجودگی پر قائم تھی۔ آج کی استعماریت کی بنیاد مال ہے ہر جگہ یہی طاقت آج بھی فیصلہ کن ہے۔ کسی ملک مثلاً پاکستان میں کل انگریزوں کا غلبہ تھا۔ انگریزی وائسرائے ہوا کرتے تھے۔ آج پاکستان میں انگریزی فوج اور وائسرائے موجود نہیں لیکن کم ہی لوگوں کو معلوم ہے کہ پاکستانی کی زندگی' اس کی معاشیات اور اس کی سیاست کے فیصلے اسلام آباد میں نہیں نیویارک میں ہوتے ہیں۔ آج ترقی پذیر ممالک کی حکومتیں نہ اپنی مرضی سے ٹیکس لگا سکتی ہیں نہ ٹیکس کا خاتمہ کر سکتی ہیں۔ عالمی مالیاتی فنڈ IMF اور عالمی بنک World Bank کا دفتر واشنگٹن ڈی سی میں ہے۔ واقف کار جانتے ہیں کہ حکومتوں کی حیات و موت کے فیصلے وہیں لکھے جاتے ہیں۔ اس طرح اس نئی تہذیب کی مالی فوج کا نام بین الاقوامی ادارہ جات M.N.C.S. یا

Multi National Carporations ہے۔ کل کی ایسٹ انڈیا کمپنی MNC کی ابتدائی شکل تھی۔ اب دنیا میں تقریباً ایک درجن کے قریب MNCS پائی جاتی ہیں۔ یہی وہ MNCS ہیں جن کے ہاتھوں میں ساری دنیا کی دولت اور ساری اقوام کی قسمت ہے ان میں سے تقریباً دس پر یہودیوں کا کنٹرول ہے اس صورتحال میں ہر چند کہ مسلمان ساری عالم میں پھیلے ہوئے ہیں لیکن عالم اسلام کے دو عظیم خطے ہیں۔ ایشیا اور افریقہ' یہ دونوں خطے مغربی استعمار کے سبب اور گزشتہ دو صدیوں میں مچائی گئی لوٹ کی وجہ سے سخت مالی اور معاشرتی بحران میں مبتلا ہیں۔ ان ملکوں کا سب سے بڑا بحران یہ ہے کہ یہاں امت مسلمہ اور مسلم معاشرہ دو الگ الگ طبقوں کی صورت میں بانٹ دیئے گئے ہیں' اس فساد کی جڑ مغربی نظام ہے لیکن اس کے باوجود اسلام اور مغرب کی کشمکش کا لازمی نتیجہ انشاء اللہ باطل کی شکست کی صورت میں نکلے گا۔
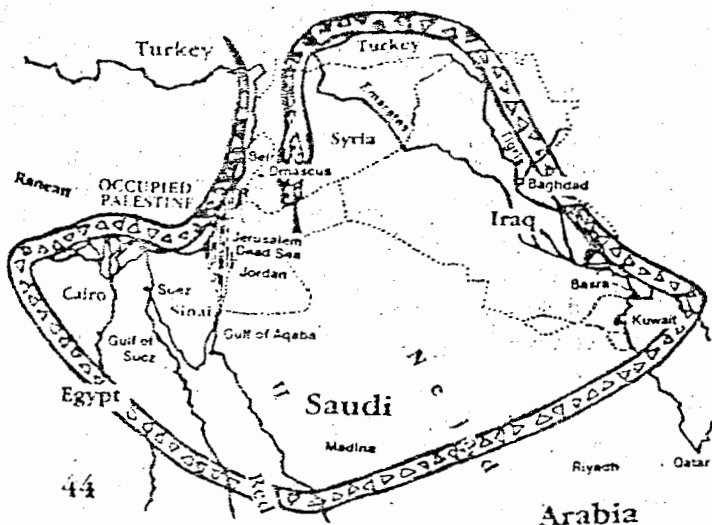
فری میسن کے شکار

☆ اگر کہیں کوئی منصوبہ سازی ہو رہی ہے تو اس منصوبہ میں اہم کردار ادا کرنے والا کوئی ہمارا مخصوص اور قابل اعتماد بندہ ہونا چاہئے۔ فطری بات ہے کہ فری میسن کے علاوہ اور کون حق رکھتا ہے کہ وہ اہم معاملات کو اپنے ہاتھ میں رکھے کیونکہ صرف ہم جانتے ہیں کہ معاملات کو کیا شکل دینی ہے اور کس انجام تک لے جانا ہے' جسکا غیر یہود کو قطعاً شعور نہیں ہے۔ ☆ (وثائق یہودیت (Protocols) 5:15)

☆ فری میسن لاجوں میں داخل ہونیوالے غیر یہود بڑے تجسس کے ساتھ اندر قدم رکھتے ہیں اس آرزو کے ساتھ کہ بعض مفادات ان کا مقدر بنیں گے یا عوام میں وہ بڑے سمجھے جائیں گے۔ ان میں سے بیشتر اپنے اوٹ پٹانگ خیالات کے اظہار کیلئے پلیٹ فارم کی تلاش میں یہاں آنکلتے ہیں یا وہ دنیوی معیار کے سراب کے پیچھے بھاگنے والے ہوتے ہیں اور یہ جنس ہمارے ہاں وافر ملتی ہے۔ ان خواہشات کے حوالے سے ہم انہیں خود فریبی میں مبتلا رکھتے ہیں اور بتدریج وہ ہمارے پیدا کردہ ماحول میں رچ بس جاتے ہیں مگر بدستور اس خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ انکی سوچیں' ان کی اپنی ہیں جو عملاً ان کی نہیں ہوتیں۔ معمولی سی عدم توجگی کو ناکامی سمجھ کر وہ بہت جلد دل برداشتہ بھی ہو جاتے ہیں اور توجہ حاصل کرنیکی خاطر جسے وہ کامیابی سمجھتے ہیں' ہمارے غیر مشروط غلام بن جاتے ہیں اور ایسے حالات میں ان سے جو قربانی طلب کی جائے' بے چوں وچرا اس کیلئے تیار پائے جاتے ہیں اور اپنے اہم منصوبوں تک کو ترک کرنے پر ہمہ وقت مستعد دیکھے جاتے ہیں جو ہماری خواہشات کی تکمیل کا دوسرا نام ہے کہ ہم ان سے جو کام چاہیں کروالیں۔ ☆ (وثائق یہودیت (Protocols) 6:15)

مصنف کی دیگر تصانیف

1. شہری دفاع (منظور شدہ GHQ، محکمہ سول ڈیفنس، محکمہ تعلیم پنجاب، سندھ، بلوچستان)
2. خطوط (منظور شدہ محکمہ تعلیم)
3. عورت (حقوق و فرائض قرآن وحدیث میں)
4. الدعاء المستجاب
5. حضرت محمد ﷺ (قرآن وحدیث میں)
6. امام الامم (رابطہ عالم اسلامی کے لئے خصوصی مقالہ)
7. محاکمہ (تورات وانجیل کی حقانیت)
8. یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر
9. خلفائے ثلاثہؓ اور حضرت علیؓ
10. ابتدائی طبی امداد
11. سیلاب اور کشتی رانی
12. استحکام وطن پنجہ یہود میں
13. 21ویں صدی کا چیلنج اور لوازم تعلیم و تربیت
14. لمحہ فکریہ (آزادی نسواں کی آڑ میں سماجی اداروں کی خباثت)
15. خاندانی منصوبہ بندی اور تحریف قرآن (i)
16. خاندانی منصوبہ بندی اور نام نہاد علماء ودانشور (ii)
17. خاندانی منصوبہ بندی کے فتاوی کی حیثیت (iii)
18. خاندانی منصوبہ بندی، سچ کیا ہے؟ (iv)
19. سوچ (آپ کے لئے)
20. نماز (جسمانی اور روحانی صحت کی ضامن)
21. اسلام شدید ترین مغالطوں کی زد میں
22. انسان (تخلیق اور مقصد تخلیق)
23. دو گز زمین

24. انسانی اعضاء کی پیوند کاری اور حرام سے علاج
25. ایک ہو' نیک ہو
26. کامیابی و کامرانی کا سربستہ راز
27. خالق نے مخلوق کے لئے سود حرام کیوں کیا؟
28. دعا اور درود شریف منزل پر کیسے پہنچتے ہیں؟
29. حجاب اور حدودِ ستر
30. النور (تعلیم نمبر)
31. النور (مراسلت حکیم محمد سعید شہید)
32. خطوط پر نام اور اخبارات و جرائد میں قرآن و حدیث لکھنے کی شرعی حیثیت

تدوین :

1. قرآن حکیم کی حقانیت
2. روشنی کا سفر

تراجم :

1. وثائقِ یہودیت (Protocols)
2. فری میسنز کی اپنی مذہبی رسوم (Freemasson's Own Ritual)
3. روشنی کا سفر (عبداللطیف ایڈون)
4. حضرت محمد ﷺ سے متعلق انجیل کی پیشین گوئیاں (احمد دیدت)

اہم مضامین :

1. اسلام اور فوٹو گرافی
2. اسلام اور موسیقی
3. ہم اور ہمارے دفاعی تقاضے
4. تعلقات کیوں ٹوٹتے ہیں

☆ ...... ☆ ...... ☆

محترم عبدالرشید ارشد سے تعارف بہت دیر سے ہوا مگر اس انداز سے ہوا جیسے مدتوں سے شناسائی ہو اور اسلام دشمن عناصر کی نشاندہی اور ان کے بارے میں ارباب علم و دانش کو توجہ دلانے کے محاذ پر عرصہ سے اکٹھے کام کرتے رہے ہوں۔ جناب رسالت مآب ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ارواح کا جو باہمی تعارف دنیا میں آنے سے پہلے ہوتا ہے وہ دنیا میں انس اور تعلق کا باعث بن جاتا ہے اور یہاں بھی اسی طرح کی بات لگ رہی ہے۔ عبدالرشید ارشد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اسلام دشمن لابیوں' اداروں اور حلقوں کے بارے میں مطالعہ' تجزیہ و تنقیح اور ان کے تعارف کا خصوصی ذوق عطا فرمایا ہے اور ان کی مختلف تصانیف اور مضامین اس سلسلہ میں سامنے آچکے ہیں' انہوں نے موجودہ عالمی صورت حال کے پس منظر میں کام کرنے والی یہودی سازش کو بے نقاب کرنے اور مستند مآخذ کے حوالہ سے ان سازشوں کو منظر عام پر لانے کے لئے خاصی محنت کی ہے اور ان کی زیر نظر کتاب "آخری صلیبی جنگ" (وثائق یہودیت کے علمی اور عملی پہلو) بھی اسی سلسلہ کی اہم کڑی ہے جس میں انہوں نے یہودی دستاویزات کی بنیاد پر ان سازشوں کی نشاندہی کی ہے جو کہ خاکم بدھن اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے عالمی صیہونیت کا غلام بنانے کے لئے صدیوں سے چل رہی ہیں اور اب اپنے آخری اور فیصلہ کن راؤنڈ میں داخل ہو رہی ہیں' جسے مصنف نے "آخری صلیبی جنگ" سے تعبیر کیا ہے۔ ہمارے خیال میں علماء کرام اور دینی جماعتوں کے راہنماؤں اور کارکنوں کو اس کا بطور خاص مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ وہ اس عالمی کشمکش کے حقیقی پس منظر سے آگاہ ہو سکیں جو اس وقت عالم اسلام اور مغرب کے درمیان جاری ہے اور آگاہی اور ادراک کی فضا میں وہ اس "عالمی نظریاتی جنگ" میں اپنے کردار کا صحیح طور پر تعین کر سکیں۔

ابو عمار زاہد الراشدی

خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ
سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل
ڈائریکٹر الشریعۃ اکادمی' کنگنی والا گوجرانوالہ
چیف ایڈیٹر پندرہ روزہ الشریعۃ گوجرانوالہ